مُحدِّث

مدیر اعلیٰ

حافظ عبدالرحمن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی

239

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL
LAHORE - PAKISTAN

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی   **مُدیر:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہو رہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیرِ بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے   زرِ سالانہ: ۲۰۰روپے بیرون ملک: ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔   ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476   موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com   www.kitabosunnat.com __

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!
لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ملّت اسلامیہ کا علمی و اصلاحی مجلّہ

ماہنامہ **محدّث** لاہور

حافظ عبدالرحمٰن مدنی
مدیر اعلیٰ

حافظ حسن مدنی
مدیر معاون

جلد ۳۲ / شمارہ ۷
ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
جولائی ۲۰۰۰ء

زر سالانہ ۱۵۰ روپے
فی شمارہ ۱۵ روپے

بیرون ممالک
زر سالانہ ۱۵ ڈالر
فی شمارہ ۲ ڈالر

Monthly MUHADDIS A/c No: 98-
UBL - Model Town Crossing, Lahe

دفتر کا پتہ
۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن
لاہور 54700

Ph: 5866476, 5866396
Email: lics99@hotm...

فہرست مضامین

فکر و نظر

بیجنگ پلس فائیو کانفرنس ...... مسز ثریا علوی ۲

تحقیق و تنقید

فرقہ طلوعِ اسلام کی ضد مولانا رمضان سلفی ۱۳
حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر تھا یا تارح؟ مولانا عبدالجبار سلفی ۱۷

مقالات

جادوگروں کا قلع قمع کرنے والی تلوار VI حافظ محمد اسحٰق زاہد ۲۱
بری موت کے اسباب اور اس سے بچاؤ عبدالمالک سلفی ۳۲

اسلام اور مغرب

سیکولرازم کا سرطان محمد عطاء اللہ صدیقی ۴۷

تذکرۃ المشاهیر

حافظ عبدالرحمٰن محدث مبارکپوریؒ عبدالرشید عراقی ۶۸

ایک مراسلہ

محدث میں اپنے شائع شدہ مضمون پر وضاحت پروفیسر عبدالرؤف ۷۹

...ث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

Publisher: Hafiz Abdul Rahman M...
Printer: Shirkat Printing Press, La...

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکرونظر

بیجنگ پلس فائیو کانفرنس

ع "تیری بربادیوں کے مشورے ہیں UNO کے ایوانوں میں"

گذشتہ ماہ (۵ تا ۹ جون) نیویارک میں اقوامِ متحدہ کے نمائندوں کے ذریعے یہودیوں کا ایک خوفناک شیطانی منصوبہ پیش کیا گیا جس میں دنیا کے مختلف ممالک کے ہم خیال شیطانی دماغ مل کر بیٹھے اور "خواتین ۲۰۰۰ء و اکیسویں صدی میں صنفی مساوات، اَمن اور ترقی" کے نام پر چند فیصلے کئے گئے، جن کو یو این او کے پلیٹ فارم کے ذریعے ممبر ممالک میں نافذ کیا جانا تھا۔ یہ خواتین کے سلسلے میں پانچویں عالمی کانفرنس تھی۔ اس سے قبل حقوقِ نسواں کے نام پر خواتین کی چار عالمی کانفرنسیں منعقد ہوچکی ہیں:

پہلی بین الاقوامی کانفرنس:	۱۹۷۵ء میں، میکسیکو میں
دوسری بین الاقوامی کانفرنس:	۱۹۸۰ء میں، کوپن ہیگن میں
تیسری بین الاقوامی کانفرنس:	۱۹۸۵ء میں، نیروبی میں
چوتھی بین الاقوامی کانفرنس:	۱۹۹۵ء میں، بیجنگ میں

بیجنگ کانفرنس میں خواتین کی ترقی اور صنفی مساوات کے نام پر ایک بارہ نکاتی ایجنڈا طے کیا گیا تھا۔ وہ نکات درج ذیل ہیں: (۱) غربت (۲) تعلیم (۳) حفظانِ صحت (۴) عورتوں پر تشدد (۵) مسلح تصادم (۶) معاشی عدمِ مساوات (۷) مختلف اداروں میں مرد و عورت کی نمائندگی میں تناسب ۳۳ فیصد تک (۸) عورت کے انسانی حقوق (۹) مواصلاتی نظام خصوصاً ذرائع ابلاغ (۱۰) ماحول اور قدرتی وسائل (۱۱) چھوٹی بچی (۱۲) اختیارات اور فیصلہ سازی۔

خواتین کی پانچویں عالمی کانفرنس [جون ۲۰۰۰ء، نیویارک]

بیجنگ میں طے کردہ بارہ نکاتی ایجنڈا رکن ممالک کو عمل درآمد کے لئے دے دیا گیا تھا۔ چنانچہ اسی ایجنڈے پر کہاں تک عمل ہوسکا، اس کا جائزہ لینے کے لئے بیجنگ کانفرنس کے پانچ سال بعد ۵ جون سے ۹ جون تک نیویارک میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ اسی لئے اس کا نام بیجنگ + ۵ قرار دیا گیا کہ یہ بیجنگ کانفرنس کے پانچ سال بعد ہورہی تھی۔ اس کانفرنس کا اصل عنوان تھا:

"۲۰۰۰ء کی خواتین اور اکیسویں صدی میں صنفی مساوات، اَمن اور ترقی"

"Women 2000, Gender, Equality, Development and Peace in the 21st century."

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کانفرنس میں اقوامِ متحدہ کے ممبر ممالک جہاں سرکاری طور پر شامل ہوئے وہیں این جی اوز کے کثیر تعداد میں وفود بھی شامل ہوئے۔ اگرچہ بیجنگ کانفرنس کے شرکاء اور مندوبین کی تعداد اس کانفرنس کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی۔ مگر یہ کانفرنس اس لحاظ سے زیادہ اہمیت کی حامل تھی کہ اس میں بیجنگ کانفرنس کے دوران طے کئے گئے این جی اوز کے بارہ نکاتی ایجنڈوں کی توثیق اقوامِ متحدہ کی طرف سے ہوکر اسے تمام ممبر ممالک پر حکماً نافذ کرنے کا پروگرام تھا۔ اور اس کی خلاف ورزی پر اقوامِ عالم "مجرم ملک" کے خلاف ایکشن لینے کی مجاز قرار دی گئی تھیں۔ یعنی نہ عمل کرنے والے ملک پر عراق وکیوبا جیسی اقتصادی پابندیاں اور طاقت کا استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔

کانفرنس کے لئے تیاریاں

بیجنگ پلس فائیو کانفرنس نیویارک کی تیاریاں تو بیجنگ کانفرنس کے فوراً بعد ہی سے شروع ہوگئیں تھیں مگر ۱۹۹۹ء اور ۲۰۰۰ء میں یہ تیاریاں پورے عروج کو پہنچ گئی تھیں۔ اس کے لئے دنیا کے مختلف علاقوں میں وقتاً فوقتاً علاقائی کانفرنسیں منعقد ہوتی رہیں۔ ان میں پہلی "تیاری کانفرنس" Prep-com تو ۱۵ مارچ سے ۱۹ مارچ ۱۹۹۹ء تک نیویارک ہی میں منعقد ہوئی۔ پھر نیویارک میں ایک اور کانفرنس ۲۷ فروری سے ۱۷ مارچ تک دوبارہ منعقد ہوئی۔ اس کے علاوہ کھٹمنڈو، بنکاک و دیگر مقامات پر بھی علاقائی کانفرنسیں منعقد ہوتی رہی تھیں۔ (اصل کام ان کانفرنسوں میں انجام دیا جاچکا تھا)

اس کانفرنس کا خصوصی ایجنڈا یہ تھا کہ خاتونِ خانہ کی گھریلو ذمہ داریوں پر اور پھر اس کی تولیدی خدمات پر اس کو باقاعدہ معاوضہ دیا جائے۔ "ازدواجی عصمت دری" (یعنی شوہر کا اپنی بیوی کی مرضی کے برعکس اس سے جنسی وظیفہ ادا کرنے) پر قانون سازی کرنا اور فیملی کورٹس کے ذریعے مرد کو سزا دلوانا، طوائف کو جنسی کارکن قرار دینا، ممبر ممالک میں جنسی تعلیم اور کنڈوم کے استعمال پر زور دینا، اسقاطِ حمل کو عورت کا حق قرار دینا، ہم جنس پرستی کا فروغ وغیرہ، چنانچہ انہیں تجویزوں کو رسمی طور پر پانچ دس منٹ کی نمائشی تقریروں کے بعد منظور کرلینے کا پروگرام تھا۔

اسلامی دنیا میں اس کی تیاری: عالم اسلام کے حکمرانوں کو اس غیر اسلامی اور غیر شرعی ایجنڈے پر دستخط کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ ہوتی مگر عوام کے دباؤ نے بہت سی حکومتوں کو مزاحمت پر مجبور کردیا۔ قاہرہ کانفرنس کے بعد مصر میں نئے عائلی قوانین نافذ ہوئے مگر نہ مصر میں اور نہ اسلامی دنیا میں کوئی احتجاج ہوا۔ مراکش میں بھی اس ایجنڈے کے مطابق قوانین نافذ کئے گئے تو وہاں دس لاکھ خواتین نے مظاہرہ کیا مگر ان کی شنوائی نہ ہوسکی۔

کانفرنس کے درپردہ مضمرات

(۱) امریکہ اپنے نیو ورلڈ آرڈر کے استحکام کے لئے عالم اسلام کا استیصال کرنا چاہتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) اپنی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے لئے دنیا کے ہر علاقہ میں مرد و زن کے امتیاز کے بغیر سستی لیبر اور سستی افرادی قوت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا مذہبی اثرات کو زائل کرکے ہر مرد و عورت کو ورکر کی سطح پر لانا چاہتا ہے۔

پاکستان میں اس کانفرنس کی تیاری: چھ سال قبل قاہرہ میں ۱۹۹۴ء میں منعقد ہونے والی بہبود آبادی کانفرنس کے نتیجے میں پاکستان میں بہت سی این جی اوز (غیر سرکاری تنظیمیں) وجود میں آئیں۔ بیجنگ کانفرنس کے بعد ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہوگیا۔ ملک میں فیملی پلاننگ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی۔ جگہ جگہ بہبود آبادی سنٹر کھل گئے۔ ستارہ اور چابی والی گولیاں (مانع حمل ادویات) ملک میں عام ہوئیں۔ ایڈز سے بچانے کے بہانے ملک میں ہم جنس پرستی کے بارے میں وسیع پراپیگنڈہ کیا گیا۔ وطن عزیز میں بے حیائی و فحاشی کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ پرنٹ اور الیکٹرانک ذرائع ابلاغ، ٹی وی، ڈش، کیبل، انٹرنیٹ، فحش لٹریچر، ماڈلنگ، وڈیو گیمز وغیرہ کے ذریعے فحاشی کے مظاہر بہت زیادہ بڑھ گئے۔ اغوا، عصمت دری پھر گینگ ریپ اور گھروں سے دوشیزاؤں کے فرار کے واقعات میں معتدبہ اضافہ ہوا۔ اسی پس منظر میں ''صائمہ ارشد لو میرج کیس'' بھی منظر عام پر آیا جس نے مغربی یلغار کو وطن عزیز میں مزید فروغ دیا۔ خواتین کے بینک اور 'خواتین پولیس سٹیشن' قائم ہوئے۔

۱۹۹۴ء میں حکومت پاکستان نے خواتین کی اصلاح و ترقی کے نام پر ایک ''خواتین تحقیقاتی کمیشن'' ترتیب دیا تھا۔ اس کے ممبران میں زیادہ تر این جی اوز کے نمائندے شامل تھے۔ خصوصاً عاصمہ جہانگیر (جو یو این او کی باقاعدہ تنخواہ دار ایجنٹ ہے اور جس کا مشن ہی پاکستان میں مغربی اباحیت کو فروغ دینا ہے) جیسے لوگ یہ رپورٹ تیار کر رہے تھے۔ ۱۹۹۷ء میں انہوں نے رپورٹ پیش کی تھی۔ اس میں پاکستانی خواتین کے لئے بیجنگ کانفرنس والا ایجنڈا ہی پیش کردیا۔ اس کے بعد ان خواتین نے غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کے خلاف اس زور سے دہائی دی کہ موجودہ حکومت نے ۲۰/ اپریل ۲۰۰۰ء کو ہونے والی انسانی حقوق کانفرنس میں ایسے قتل کو قتل عمد ٹھہرا کر اس کی سزا موت قرار دے دی۔ پھر پاکستان کی فوجی حکومت این جی او کابینہ نے بلدیاتی انتخابات میں عورتوں کی پچاس فیصد نشستیں دینے کا اعلان کرکے اسی ایجنڈے پر عملدرآمد کیا۔ حیرت ہے کہ ان اقدامات پر پاکستان میں بہت کم ردعمل دیکھنے میں آیا۔ بلکہ یہاں سے این جی اوز نے بیجنگ ڈرافٹ پر پیش رفت کے سلسلے میں باقاعدہ اپنی رپورٹ درج کروائی کہ یہاں بے نظیر بھٹو صاحبہ کے دور میں اس ایجنڈے پر تیز رفتاری سے عمل جاری رہا، اور رکاوٹوں کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ مگر نواز شریف کے دور میں ساری پیش رفت جامد ہوکر رہ گئی۔

سرکاری سطح پر کانفرنس کے لئے جو پاکستانی وفد نیو یارک گیا۔ اس میں سماجی بہبود اور خواتین کی وزیر شاہین عتیق الرحمن، ڈاکٹر یاسمین راشد، زرین خالد، ثمینہ پیرزادہ اور ڈاکٹر رخسانہ شامل تھیں۔ جبکہ وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال اس کی سربراہ تھیں۔ ان کے ساتھ کئی دانشور خواتین بطور مبصر بھی گئی تھیں۔ کئی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

این جی اوز بھی عاصمہ جہانگیر کے ہمراہ وہاں موجود تھیں۔

علماءِ کرام اور بہی خواہوں کا مسلمانوں اور خصوصاً مسلم حکمرانوں کو انتباہ

☆ مسلم ورلڈ جیورسٹس ایسوسی ایشن کے صدر جناب اسماعیل قریشی نے لاہور ہائیکورٹ میں اس کانفرنس کے غیر شرعی اور غیر اسلامی نکات کے خلاف رٹ دائر کی۔ نیز انہوں نے زبیدہ جلال، وفاقی وزیر تعلیم کی سربراہی میں اپنا وفد بھیجنے کی بھی مخالفت کی ۔ جبکہ دوسری دینی جماعتیں بھی موصوفہ کی مغرب نوازی کی بنا پر شدید تنقید کر رہی تھیں۔ آخر حکومت نے لاہور ہائی کورٹ کو یقین دلایا کہ ہمارا وفد اسلام کے خلاف نکات کی اس کانفرنس میں مخالفت کرے گا اور قرآن وسنت سے متصادم کسی شق کو قبول نہیں کرے گا۔

☆ اسی طرح رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ بن صالح العبید نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے نام بالعموم اور رائے عامہ کے نمائندوں کے نام بالخصوص ایک خط لکھا جس میں اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ۵۴ ویں اجلاس کی جانب توجہ دلائی جو ۵ تا ۹ جون نیویارک میں ہورہا ہے: ''یہ خواتین کے بارے میں اس کا ۲۳ واں سیشن ہوگا۔ جس کے لئے ''اکیسویں صدی میں خواتین کے لئے مساوات ترقی اور امن کا عنوان'' اختیار کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان سب خواتین کانفرنسوں کا مقصد خاندان کے ادارے کو ختم کرنا اور خواتین بلکہ نوجوان نسل میں اخلاقی بے راہروی اور والدین سے بغاوت پیدا کرنا ہے۔ اللہ نے مسلمانوں کو نیک کاموں میں تعاون کرنے اور برے کاموں سے الگ رہنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا نئے عالمی نظام کے اقوام متحدہ کی چھتری تلے منظم حملے کے خلاف سوچنا اور تدبیر کرنا تمام مسلم اُمہ کی ذمہ داری ہے۔ یہ حملہ صرف مسلم اَقدار کے خاتمے کے خلاف سازش نہیں بلکہ دنیا بھر میں انسانی حقوق کے پردے میں تمام انسانی رشتوں بلکہ خود انسان کی پہچان کو تبدیل کر دینے کے مترادف ہے۔''

☆ سابق صوبائی وزیر اطلاعات پیر بنیامین رضوی نے امریکہ میں ہونے والی اس کانفرنس کو اسلام کے خلاف شرمناک سازش قرار دیا۔ جس میں ہم جنس پرستی کو جائز، اسقاطِ حمل کو فروغ اور طوائفوں کو جنسی کارکن قرار دیا جارہا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ این جی اوز کی نمائندہ وفاقی وزیر زبیدہ جلال کو حکومت فوراً واپس بلائے نیز اس کانفرنس کے بائیکاٹ کا اعلان کرے۔ بلکہ انہوں نے اسلامی ممالک کے تمام سربراہوں سے بھی اپیل کی کہ وہ فوری طور پر اپنے نمائندے اس کانفرنس سے واپس بلا کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیں۔ اسی طرح پاکستان کی تمام دینی جماعتوں نے بھی فرداً فرداً اس کانفرنس کو اپنے مذہب، عقیدے، ایمان اور اقدار کی تباہی کے یہودی منصوبے کے خلاف ڈٹ جانے کی تلقین کی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شدید تنقید کی وجہ

یہ ساری تنقید اس بنا پر تھی کہ یو این او کے نمائندوں نے اہم نوٹس جاری کیا تھا: ''یہ کانفرنس پہلی تمام پیش رفت کا جائزہ لے گی'' پھر بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن کے ۱۲ نہایت اہم نکات کا جائزہ لے کر انہوں نے افسوس ظاہر کیا کہ ''افسوس لوگوں پر ابھی تک روایتی جنسی شناخت طاری ہے اور عورت کے خلاف جنس کی بنا پر امتیازی سلوک، مرد وزن کی مساوات قائم کرنے میں بڑی رکاوٹ ہے۔ پھر حکومتوں نے بھی ایسے اقدامات پر توجہ دی، نہ ہی انہوں نے اس امر پر زور دیا جس سے عورتوں کے تولیدی حقوق اور جنسی صحت کے متعلق حقوق پر عملدرآمد ممکن ہو سکے۔ اس لئے اب یو این او بین الاقوامی تنظیموں، مہذب معاشروں، سیاسی جماعتوں، ذرائع ابلاغ، نجی شعبہ سب کی یکساں ذمہ داری قرار دیتی ہے کہ وہ ایسی عوامی بحث کا آغاز کریں اور باقاعدہ مہم چلائیں جس سے جنس سے متعلقہ امور پر کھلے عام بات چیت ہو، عمومی رویے زیر بحث آئیں، نئے تصورات جنم لیں اور جائزہ لیا جائے کہ مرد وعورت کی مساوات پر کس حد تک عمل ہوسکتا ہے۔ پھر شعبہ تعلیم میں کام کرنے والوں کو رسمی وغیر رسمی ذرائع اختیار کرکے یہ بیداری پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی طرح بین الاقوامی تنظیموں، آئی ایم ایف، ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن، گروپ آف سیون G7 اور دیگر بین الاقوامی اداروں کو جنس کی مساوات کو فیصلہ سازی کا اہم حصہ بنانا چاہئے۔

تجزیہ

خواتین کے اختیار واقتدار میں اضافہ، ہر فورم پر ان کی پچاس فیصد نمائندگی، اسقاطِ حمل کا حق، تولیدی خدمات اور گھریلو خدمات پر معاوضہ طلب کرنا، ہم جنس پرستی کو قانونی جواز مہیا کرنا، شوہر کے ہاتھوں ازدواجی عصمت دری اور مساواتِ مرد وزن کا نعرہ، کیا یہ سب بیسویں صدی کے پرفریب نعرے نہیں ہیں۔ عورت آخر کون سا اِقتدار مانگ رہی ہے، کیا ماں کی حیثیت سے وہ معاشرے کا قوی ترین کردار نہیں ہے؟ کیا بیوی کی حیثیت سے وہ اپنے خاوند کی مشیر اور شریکِ سفر نہیں ہے؟ وہ تو گھر کی ملکہ ہے۔ بہن اور بیٹی کی محبت تو بڑے بڑے سنگدلوں کو پگھلا کر موم کردیا کرتی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان خاتون طاقتور نہیں ہے یا مرد برتر ہے اور عورت کم تر۔ یہ سارے مسائل مغربی معاشروں کے تو ہوسکتے ہیں۔ مگر دین اسلام تو بذاتِ خود محسن انسانیت ہے۔ وہ تو ۱۴ سو برس قبل عورت کو بن مانگے اتنے بڑے حقوق عطا کرچکا ہے، جس کے لئے مغربی عورت ابھی تک کشکولِ گدائی لئے ماری ماری پھر رہی ہے۔ مظاہروں، ہڑتالوں، جلوسوں، سیمیناروں اور کانفرنسوں کے ذریعے اپنے جائز حقوق مانگتے مانگتے بے راہروی کی راہ پر نکل کھڑی ہوئی ہے۔ لہٰذا ہمارے ہاں کی خواتین کی حق تلفیوں اور انہیں ان کے حقوق سے بہرہ ور کرنے کی جو باتیں بہت دلسوزی سے کی جارہی ہیں، یہ دراصل اسلام کے خاندانی نظام اور اخلاقی اقدار کو بیخ وبن سے اکھاڑ کر کفر کے نظام کو ان پر مسلط کرنے کی سازش ہے اور یہ باتیں کرنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے بھی اہل مغرب کے ایجنٹ ہیں۔ دراصل کانفرنس کے محرکین کو عورت سے کوئی ہمدردی نہیں۔ اگر فی الواقع ایسا ہوتا تو کشمیر، فلسطین، چیچنیا، بوسنیا، کوسووا، اراکان اور دیگر خطوں میں جبری عصمت دری کا شکار ہونے والی عورتوں کا مسئلہ بھی ایجنڈے پر موجود ہوتا۔ اس طرح خواتین کے کئی اور بھی اہم مسائل تھے جو ان کی نظروں سے اوجھل رہے۔ ان کی توجہ تو صرف خرافات پر مبذول رہی جس سے خود خواتین بھی پریشان ہوں اور معاشرہ بھی تباہی سے دوچار ہو۔ مغرب کی عورت تو ان پریشانیوں سے تنگ آکر اسلام کے سائے میں پناہ ڈھونڈ رہی ہے مگر مشرقی عورت کو اسی تباہی کی راہ پر ڈالا جارہا ہے۔

خواتین کی تمام اداروں میں پچاس فیصد نمائندگی بھی اسی طرح ایک ناقابل عمل تجویز ہے مثلاً اس حکم کے تحت جنرل پرویز مشرف صاحب نے بلدیاتی کونسل میں خواتین کی پچاس فیصد نمائندگی کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ خواتین کی عدمِ شرکت کی صورت میں یونین کونسل میں ان کی چاروں نشستیں خالی رکھی جائیں گی۔ دوسرے الفاظ میں یونین کونسل میں آٹھ افراد کی بجائے صرف چار (مرد) افراد سے کام چلایا جائے گا۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ چند بڑے شہروں کو چھوڑ کر عام قصبوں اور دیہات میں عورت کسی دفتر، بینک، ڈاک خانے، ریلوے آفس وغیرہ میں نظر نہیں آتی۔ پھر یونین کونسل کے ممبر کی ذمہ داریاں اس نوعیت کی ہوتی ہیں کہ عموماً عورت ان سے بخوبی عہدہ برآ نہیں ہوسکتی۔ اس سے ترقی کی رفتار بھی سست ہوگی۔ مگر ساتھ مخلوط معاشرت سے بہت سی نئی الجھنیں پیدا ہوں گی۔

مسلم ممالک کو تو چھوڑیے، خود مغربی ممالک کا بھی یہی حال ہے۔ امریکہ کے پورے دور میں اب آکر ایک خاتون میڈلن البرائٹ وزیر خارجہ بن سکی ہے۔ اب تک کوئی خاتون امریکی صدر نہیں بن سکی۔ امریکہ کے ایوانِ نمائندگان میں بھی عورتوں کا تناسب صرف ۲ فیصد ہے اور جرمن پارلیمنٹ میں صرف ۷ فیصد، برطانیہ میں یہ تناسب صرف ۳ فیصد ہے۔ اس طرح انتہائی ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ معاشروں میں مجموعی طور پر عورت کی شرکت کا تناسب صرف ۱۲ فیصد ہے۔ تو یہ پچاس فیصد کی سطح پر کیسے لایا جاسکتا ہے۔ ایشیائی ممالک میں تو خواتین وزراءِ اعظم کی کثرت ہوگئی ہے مگر مغربی ممالک میں تو نقشہ اس سے بہت بدلا ہوا ہے۔

جب حقائق کی دنیا اس فریب کا پردہ چاک کر رہی ہے تو پھر زبردستی یو این او کے اس کفر پر مبنی یہودی نظام کو مسلم ممالک پر مسلط کرنا بہت بڑی گمراہی نہیں تو اور کیا ہے......؟

خاتونِ خانہ کے گھریلو کاموں اور تولیدی خدمات پر محنت کا معاوضہ: یہ مطالبہ بھی انتہائی شرمناک ہے۔ عورت تو اپنے گھر کی ملکہ ہے۔ مرد مشکل ترین کام کرتا ہے یعنی باہر کے گرم، سرد موسم کی تلخیاں اور صعوبتیں برداشت کرکے کما کر اپنی محنت مزدوری عورت کے ہاتھ پر لاکر رکھ دیتا ہے کہ وہ اس کو اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کرے اور گھر کا سارا نظم ونسق چلائے۔ کیا مرد اس کو اپنا مزدور سمجھ کر وہ رقم اس کے حوالے کرتا ہے؟ عورت اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہے، ان کو جنم دیتی ہے تو اس کی اپنی نفسیات تسکین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاتی ہے۔کوئی عورت بچوں کے بغیر اپنے آپ کو غیر مکمل اور ادھوری سمجھتی ہے۔اس کی مامتا کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ اس کے ہاں بچہ پیدا ہو، اس طرح اس کی ذات کی تکمیل ہو سکے، پھر اس کے بچے کو کوئی اور کیوں پالے، وہ اس کا لختِ جگر ہے، اس کا گوشت پوست ہے، بچے کی خوشی اس کی اپنی خوشی ہے۔ بچے کی بیماری سے خود عورت پژمردہ اور مضمحل ہو جاتی ہے۔ آخر وہ اپنے بچے کو جنم دینے اور پرورش کرنے میں اور اس کی تعلیم و تربیت کرنے میں جو فرحت اور سچی خوشی محسوس کرتی ہے۔ دنیا کی کون سی چیز اس کا نعم البدل بن سکتی ہے؟ کیا انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار حقیقی والدہ کو نوکر بنا کر رکھ دینا چاہتے ہیں۔ جذباتی مطالبے کرنا، تحریریں اور مضمون لکھ دینا تو اور چیز ہے مگر زمینی حقائق بالکل مختلف ہیں۔ خصوصاً پاکستانی عورت تو اپنے معاشرے میں بہت زیادہ غالب اور ہمہ مقتدر ہے کہ مرد اپنی ساری کمائی لا کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے اور پھر اپنی چھوٹی موٹی ضرورت کے لئے بھی عورت سے وقتاً فوقتاً مانگتا رہتا ہے۔

اب خود سوچ لیں کہ مسلمان خاتون کے لئے ماں بننے کا اعزاز پھر تربیتِ اطفال کی ذمہ داری دنیا میں سکون و طمانیت کا باعث ہے اور عاقبت میں عظیم اجر و ثواب کا باعث، کیا اس کی جگہ دفتروں میں ملازمت کر کے یا مرد سے اس خدمت کا معاوضہ طلب کر کے چند ٹکے حاصل کر لینا باعثِ فخر و اعزاز ہے ...... یا اس کی مامتا کے منہ پر زبردست طمانچہ......؟

جہاں تک سیکس فری معاشرہ قائم کرنے کی بات ہے تو کیا وہ مرد یا عورت ہونے کا شعور ہی ختم کر دینا چاہتے ہیں؟ یہ شعور یا جبلت تو حیوانوں میں بھی موجود ہے۔ نر جانور مادہ جانور کو خوب جانتا پہچانتا ہے۔ مادہ جانور اپنی خلقی و جبلی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوتی ہے۔ اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ عورت ہر وہ کام کر سکتی ہے جو مرد کرتا ہے، اس لئے ان میں کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہئے تو پھر بھی یہ ایک مہمل اصطلاح ہے۔ کیا واقعی عورت مرد کی محتاج نہیں ہے؟ کیا واقعی عورت ہر وہ کام کر سکتی ہے جو مرد کرتا ہے؟ اور کیا واقعی مرد بھی وہ کام کر سکتا ہے جو عورت کی ذمہ داری قدرت نے بنا دی ہے؟ یا پھر اس سے مراد خواتین ہم جنس پرست، مرد ہم جنس پرست اور شادی کے بغیر ساتھ رہنے والے جوڑے ہیں جو جنس کی ہر ذمہ داری سے آزاد رہنا چاہتے ہیں......؟؟

کم از کم ہمیں تو اس اصطلاح کا مفہوم سمجھ میں نہیں آ سکا، یا اس سے مراد مخنث افراد کا معاشرہ پیدا کرنا مقصود ہے، جو صرف ناچ گانا اور اچھل کود ہی جانتا ہو، نہ وہ مردوں کی سی ذمہ داریاں ادا کر سکے، نہ عورتوں کے فرائض انجام دے سکے اور اس طرح تمدن کو زبردست تباہی سے دوچار کرنا چاہتے ہیں۔ غالباً اسی لئے زنا کی آزادی اور اسقاطِ حمل کی آزادی طلب کی جا رہی ہے اور ہم جنس پرستی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف بے نکاح خاندانوں کی سرپرستی کی جا رہی ہے۔

دستاویز کا ایک اہم نکتہ "شوہروں کے ہاتھوں بیویوں کی عصمت دری ہے" جسے **Marital Rape** کہا گیا ہے۔ پھر شوہر کے ہاتھوں، بیوی پر جنسی زیادتی سے نپٹنے کے لئے فیملی کورٹس کے ذریعے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسب قانون سازی کر کے مردوں کو سزا دلوانے کی سفارش کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ عورت کے لئے مغرب میں جنسی ورکر کی اصطلاح موجود ہے۔ پھر انہوں نے قانونِ وراثت میں بھی مردوں اور عورتوں کو برابر حصہ دے کر اسلامی قوانین کو منسوخ کرنے کا حکم دیا ہے۔ دستاویز میں واضح طور پر ہدایات دی گئی کہ قانون سازی اور اصلاحات کے ذریعے جائیداد اور وراثت میں مردوزن کے مساوی حقوق کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

کیا عورت مجرد عورت ہے جسے مرد کے بالمقابل کھڑا کیا جارہا ہے اور اس کے دل میں مرد کے خلاف زبردستی نفرت ٹھونسی جارہی ہے۔ حالانکہ مرد اس کا باپ ہے، بھائی ہے، شوہر ہے، اور بیٹا ہے۔ کیا وہ اپنے ان عزیز ترین رشتوں سے دست بردار ہونے کو تیار ہے۔ کیا وہ خود ہی باپ، بھائی، بیٹے کے کردار ادا کر لے گی؟ اس کی نفسیات اور اس کا جسمانی نظام تو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ایسا ہونا ناممکن ہے تو پھر یہ ساری اچھل کود کیوں......؟

مغرب نے تو اس بے روک ٹوک جنسی آزادی کے کچھ نتائج تو دیکھ ہی لئے ہیں۔ گھر برباد ہوگئے، بوڑھے ماں باپ، اولڈ ہاؤسز کی زینت بنے، بچے **Day Care Centres** میں پلنے لگے، بحرِ محبت ساحلوں پر ٹھاٹھیں مارنے لگا، ہوٹل اور پارک آباد ہوئے، ہسپتالوں نے وِلادت اور موت کا فریضہ سنبھال لیا۔ یہ تو صرف آزادیٔ نسواں کا کچھ اعجاز ہے۔ اب عورت کو پچاس فیصد نمائندگی دے کر اور اسقاطِ حمل و ہم جنس پرستی کا مزید بنیادی حق دے کر اسے طاقتور بنانا مقصود ہے تو پھر یہ ڈرامہ کیا سین دکھائے گا۔ بقولِ اقبالؒ تو ''نسوانیتِ زن کا نگہبان ہے فقط مرد''...... اب عورتیں مرد کو درمیان سے نکال کر چند سکے تو کما لیں گی، مگر یہ سکے اس کی عزت، آبرو، ناموس، تمدن، ثقافت، عفت و عصمت اور شرم و حیا جیسی اعلیٰ اقدار کا گلا گھونٹ دیں گے اور عالم انسانیت وسیع ترین جنگل کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔ حضرت لوطؑ کے دور میں اہل سدوم کے غیرِ فطری رویہ کا کتنا عبرتناک انجام قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے۔ کیا اب اس انجام سے بچا جاسکتا ہے؟؟

مغرب میں تو یہ تمام بربادی ان کی اپنے غلط رویوں کی بنا پر خود بخود آئی مگر اب مغرب کے ٹھانیدار اس تمام خانماں بربادی کو یو این او کے ذریعے ساری دنیا پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ کتنا بڑا ظلم، جبر اور ناانصافی ہے......؟

پانچویں عالمی کانفرنس کا انعقاد

کانفرنس کا ایجنڈا تو سارا پہلے سے تیار ہو چکا تھا۔ اس موقعہ پر تو صرف پانچ تا دس منٹ کی نمائشی تقریروں میں اس ایجنڈے کی توثیق کرنا مقصود تھا۔ مگر عملاً بحث شروع ہوئی تو تمام نکات پر ترتیب وار خوب بحث مباحثہ ہوا۔ اس کانفرنس میں بیشتر مسلم ممالک شامل ہوئے۔ روزنامہ ''نوائے وقت'' ۱۰ / جون

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کے بارے میں لکھا: ''نیویارک میں عورتوں کے جنسی حقوق کے مسئلے پر اسلامی ممالک اور رومن کیتھولک ممالک ایک ہوگئے۔ جنسی حقوق (جن کا نام بیجنگ کانفرنس میں بدل کر بنیادی انسانی حقوق قرار دیا گیا تھا) میں اسقاطِ حمل اور مرضی سے بچے جننے کا حق بھی شامل ہے۔ ایران، لیبیا، سوڈان اور پاکستان کے علاوہ رومن کیتھولک ملکوں پر بھی اس کانفرنس میں شدید تنقید کی گئی۔ محض اس لئے کہ انہوں نے اس دستاویز کی مخالفت کیوں کی؟

> ''غیرت کے قتل کے موضوع پر بھی خوب تنقید ہوئی مگر بہرحال پاکستانی وفد نے اس کو جرم تسلیم نہ کیا۔ ان کا موقف یہ تھا کہ امریکہ میں بھی تو جذبات کے تحت قتل ہوتا ہے۔ جذبات کے تحت قتل اور غیرت کے نام پر قتل دراصل دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں، لہٰذا ہم اسے جرم تسلیم نہیں کرتے'' (روزنامہ ''نوائے وقت'' ۱۰؍جون ۲۰۰۰ء)

چنانچہ یہ کانفرنس شدید مخالفت کے باعث کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر ہی ختم ہوگئی صرف عورتوں کی تعلیم اور بہتر صحت کی سہولتوں پر ہی اتفاق رائے ہوسکا۔ حسن اتفاق یہ ہے کہ خود رومن کیتھولک چرچ نے بھی ابتدا ہی سے بیجنگ کانفرنس کے ایجنڈے کی مخالفت کی تھی۔ چنانچہ اس کانفرنس میں بھی انہوں نے جنسی آزادی اور اسقاطِ حمل جیسے فضول ایجنڈے کی کھل کر مخالفت کی۔ علاوہ ازیں جمہوریہ چین نے بھی ان سفارشات کی مخالفت کی۔ چنانچہ کانفرنس سے واپسی پر خواتین کی صوبائی وزیر شاہین عتیق الرحمٰن نے رپورٹ پیش کی

> ''چین اور کیتھولک عیسائی ممالک نے بھی مسلم ممالک کے موقف کی اس بنیاد پر بھرپور حمایت کی کہ کوئی ایسی قرارداد منظور نہیں ہونی چاہئے جو کسی ملک کی خودمختاری، مذہب اور کلچر کے منافی ہو...... خواتین کی عالمی کانفرنس میں مسلم ممالک کی حمایت سے مغربی این جی اوز کی اسقاطِ حمل اور جنسی آزادی کی سفارشات مسترد کروائی گئیں۔ پاکستانی عورت کے خلاف لابنگ سے کیا جانے والا پراپیگنڈہ غلط ثابت کیا۔ ہمارے وفد کو ہر سطح پر بھرپور نمائندگی ملی۔ بھارت کے مقابلے میں ہمارا سرکاری وفد اگرچہ مختصر تھا مگر اپنی کارکردگی کی بدولت یہ وفد کانفرنس پر چھایا رہا۔ ہم نے کانفرنس میں بتایا کہ پاکستانی عورت پر تشدد اور دباؤ کے الزامات بالکل غلط ہیں۔ یہ محض پروپیگنڈہ کا حصہ ہیں۔ ہماری عورت ترقی کی دوڑ میں شامل ہے۔ اسے تمام بنیادی حقوق اور شہری آزادیاں حاصل ہیں''
>
> اس دوران پاکستانی این جی اوز، اپنے ملک کے ہی خلاف زہر اُگلنے میں اور ذاتی گفتگو میں مصروف رہنے کے باعث کوئی عملی کردار ادا نہ کرسکیں۔ (روزنامہ ''نوائے وقت'' ۱۶؍جون ۲۰۰۰ء)

مقامِ غوروفکر

گذشتہ خواتین کانفرنسوں میں اسلامی حکومت کے نمائندوں نے اپنی مذہبی تعلیمات، عقیدے اور ایمان کے صریحاً منافی احکام کی مخالفت ومزاحمت نہیں کی تھی بلکہ چند تحفظات کا اظہار کردینا کافی خیال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ جبکہ موجودہ کانفرنس کا ایجنڈا اس کفریہ نظام کو جبراً رکن ممالک پر مسلط کرنا تھا۔ لہٰذا دینی جماعتوں، علماء اور امت کے اہل نظر اصحاب نے اپنی اپنی حکومتوں کو خوب سمجھایا اور بغیر سوچے سمجھے اس کانفرنس کے ایجنڈے پر دستخط کرنے کے خطرناک عواقب سے ان کو آگاہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آن پہنچی۔ جمہوریہ چین نے بھی اپنے مفادات کے تحت ایجنڈے کی مخالفت کی۔ رومن کیتھولک چرچ نے بھی اس کے خلاف آواز بلند کی۔ اس طرح یہ شیطانی اور یہودی منصوبہ وقتی طور پر اپنی موت آپ مرگیا۔ فللہ الحمد

مگر اس کے خلاف طویل منصوبہ بندی کرنا بہت ضروری ہے۔ اقوامِ متحدہ کے نمائندے بار بار اس ایجنڈے کو ہمارے سروں پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ جس طرح اقلیتوں کے مسئلے پر، توہین رسالت کے موضوع پر، قتل غیرت کے نام پر اور دہشت گردی کے خاتمے کے عنوان سے بار بار ہم سے مطالبے کئے جاتے ہیں اور ان موضوعات پر ہونے والے پیش رفت کا سوال بار بار مختلف فورمز سے اٹھایا جاتا ہے، بعینہٖ جنسی آزادی، اسقاطِ حمل اور پچاس فیصد خواتین کی نمائندگی کے مسائل بار بار اٹھائے جاتے رہیں گے۔ لہٰذا ہمیں مسلسل بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر موثر مزاحمت نہ ہوئی تو یہ انسانیت دشمن ایجنڈا مسلم ممالک کو قبول کرنا پڑے گا اور جو قبول نہیں کرے گا اس کے خلاف مجرموں والا سلوک ہوگا یعنی عراق و لیبیا کی طرح پابندیاں لگائی جائیں گی اور طاقت کا استعمال بھی کیا جائے گا۔ اس وقت مسلمانانِ عالم کو ایک عظیم فتنے کا سامنا ہے۔ شیطان مسلسل پیش قدمی کررہا ہے۔ اگر اب بھی اس کے خلاف مؤثر مزاحمت کا سامان نہ کیا گیا تو خدانخواستہ وہ دن آسکتا ہے جب مسلمانوں کو جبراً اسلام اور اسلامی تعلیمات سے روک دیا جائے گا۔ ؏ ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

۱۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہمارے ہاں غور وفکر کے مختلف فورم بنیں، جہاں محض تقاریر نہ ہوں۔ ان عالمی اداروں میں پیش آنے والے عالمی چیلنجز کا جواب ہم ٹھوس انداز میں دے سکیں۔ یہ فرض ہم پر اُمت مسلمہ کے فرد کی حیثیت سے عائد ہوتا ہے۔ ٹھوس بنیادوں پر کام کئے بغیر ہم ان طوفانوں کا رخ نہیں موڑ سکتے۔

۲۔ ہمارے ہاں ہندوانہ رسم ورواج کی وجہ سے بلاشبہ عورت بہت سے مصائب کا شکار ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کی جائز محرومیاں دور کی جائیں اور اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں، ان کے بارے میں رائے عامہ بیدار کی جائے۔ عورت کے ساتھ عمومی رویے بہتر بنائے جائیں۔ تعلیم، صحت، وراثت، حق ملکیت، حسن سلوک، انتخابِ زوج جیسے حقوق جو اسلام نے اسے عطا کئے ہیں، فی الواقع عورت کو یہ حقوق دے کر اس کی عزت وآبرو کا احترام کیا جائے، اس کے مقام ومرتبہ کو معاشرے میں بحال کیا جائے۔

۳۔ اسلام نے عورت کو جو بہترین حقوق دیئے ہیں۔ خود اپنے معاشروں میں اور بین الاقوامی فورمز میں ان کو وضاحت اور خوبصورتی سے پیش کیا جائے۔ آج کی مسلمان عورت کو اپنے دین، اخلاقی اقدار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور علم کے ہتھیار سے مسلح ہو کر اپنے اسلاف سے رشتہ جوڑتے ہوئے اعتماد سے قدم اٹھانا ہوں گے تاکہ آنے والی صدی میں خواتین سے متعلقہ چیلنج کا علمی اور عملی دونوں سطح پر موثر جواب دیا جاسکے۔

۴۔ نیو ورلڈ آرڈر جاری کرنے کے بعد سے امریکہ ہر ممکن طور پر مسلم ممالک کو الگ الگ دبا رہا ہے۔ اس کو احساس ہے کہ اس کے اس آرڈر کو صرف اسلام ہی چیلنج کرسکتا ہے۔ اس لئے امریکہ اور یہودی مسلمانوں کو مسلسل کمزور کرنے اور تقسیم در تقسیم کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ لہٰذا جلد از جلد مسلمانوں کو متحد ہو کر اپنی یونین قائم کرنی چاہئے یا تو سلامتی کونسل میں اپنی اکثریت کی بنا پر دو تین مستقل ووٹ حاصل کریں وگرنہ اپنا مسلم بلاک الگ تشکیل دیں۔ اپنے کردار اور جہاد کے ذریعہ اپنا لوہا منوائیں۔ داخلی اتحاد کے ذریعے نہ صرف اپنے دین کا تحفظ کریں بلکہ دکھی انسانیت تک اسلام کا حیات بخش اور روح پرور پیغام پہنچائیں۔ اسلام کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے کا توڑ کریں، اپنی موثر اور معتمد نیوز ایجنسی قائم کریں۔ اپنا مسلم ٹیلیویژن نیٹ ورک قائم کریں اور مظلوم بھائیوں کی مدد کیلئے بین الاقوامی فوج تشکیل دے کر سرخرو ہوں۔ یہی کامیابی کا راستہ ہے۔

مقام مسرت ہے کہ اس موقع پر پاکستان کا سرکاری وفد اس بات پر ڈٹا رہا کہ وہ اپنی اسلامی روایات کے برعکس کوئی ایجنڈا قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ اسلام میں خواتین کی سیاسی و معاشی ترقی کے لئے بھرپور کردار موجود ہے۔ محترمہ زبیدہ جلال نے اس عزم کو بھی اظہار کیا کہ اب ہم او آئی سی کے تمام رکن ممالک کو بھی اعتماد میں لے رہے ہیں تاکہ مغربی معاشرے کی روایات ہم پر مسلط نہ کی جاسکیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت اپنے اس عزم پر قائم رہتے ہوئے پوری اسلامی دنیا کو مغرب کی بڑھتی ہوئی تہذیبی اور ثقافتی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرے۔ یہ وعدے صرف صفحۂ قرطاس کی زینت بنے نہ رہ جائیں بلکہ ان کو عملی جامہ پہنا کر مسلم اُمہ کی حقیقی فلاح و بہبود کا کام سرانجام دیا جائے۔ (مسز ثریا علوی بنت مولانا عبدالرحمٰن کیلانی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید

مولانا محمد رمضان سلفی
جامعہ لاہور الاسلامیہ

فرقہ طلوعِ اسلام کی ضد

فرقہ طلوعِ اسلام چونکہ مکمل طور پر منکرِ حدیث ہے[1] اس لئے حدیثِ نبویؐ کی تبلیغ اور اس کی نشرواشاعت اسے ہرگز گوارا نہیں ہے، اور حدیثِ نبویؐ کو ماخذِ شریعت کے طور پر پیش کرنے والے اہل حدیث کو بدنام کرنے کے لئے اس فرقہ سے متعلقہ افراد موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ چونکہ خود یہ لوگ عربی زبان سے ناواقف اور اس کی گرائمر سمجھنے سے نابلد ہوتے ہیں لہٰذا اس بارے میں دوسروں پر اعتراض کرکے اپنی ہی سبکی کروالیتے ہیں، مثال کے طور پر دارالدعوۃ السلفیہ کی طرف سے جب شیخ عبدالسلام کی کتاب حدیث (منتقی الاخبار) کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا تاکہ اردو دان طبقہ احادیثِ رسولؐ کی روشنی میں اپنے اخلاق واعمال کی اصلاح کرسکے تو فرقہ طلوعِ اسلام کو اشاعتِ حدیث کا یہ کام پسند نہ آیا، اور وہ اس ترجمہ کی عیب جوئی میں کولہو کے بیل کی طرح جت گیا تاکہ اس طرح وہ عوام کو اس کتابِ حدیث سے استفادہ کرنے سے روک سکے اور لکھا کہ:

> ''اس کتاب (منتقی الأخبار) میں فرقہ اہل حدیث کے علماء کی جانب سے ایسی خطرناک تحریف کی گئی ہے جس کی زد ختم نبوت کے عقیدہ پر پڑتی ہے۔ مسلمانوں کے ایک فرقے کا عقیدہ ہے چہاردہ معصومین یعنی چودہ معصوم انسان ہیں۔ ان کے نزدیک یہ چہاردہ معصوم رسول اللہؐ اور آپ کی آل پر مشتمل ہیں۔ ان حضرات کے عقیدے کے مطابق یہ سب معصومین نبوت میں شریک تھے۔ مسلمانوں کا یہ عام عقیدہ ہے کہ صرف انبیاء علیہم السلام ہی معصوم انسان تھے، اس لئے رسول اللہ ﷺ پر مسنون درود کے الفاظ یہ تھے صلی اللہ علیہ وسلم لیکن ان حضرات نے اس مقصد کے لئے درود شریف میں آل کے لفظ کا اس طرح اضافہ کردیا جو عربی زبان کے قواعد کے مطابق بھی غلط ہے اس اضافے کے بعد درود شریف کی عبارت یوں ہوگئی ہے، ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''
>
> (ماہنامہ طلوعِ اسلام، جون ۲۰۰۰ء: ص ۴۶)

حقائق وعبر کے عنوان سے سطورِ بالا کے لکھنے والے پروفیسر رفیع اللہ شہاب ہیں جو کافی عرصہ سے فرقہ[2] طلوعِ اسلام سے وابستہ ہیں اور وہ اس فرقے کے افراد کے ہاں ایک علمی شخصیت شمار ہوتے

(۱) اس کے ثبوت کے لئے دیکھئے ''محدث'' بابت ماہ نومبر ۱۹۸۷ء

(۲) اہل طلوعِ اسلام فرقہ ہونے کے باوجود اپنے لئے فرقہ کے لفظ سے بڑے الرجک ہیں حالانکہ فرقہ کی تعریف ان پر بلکہ مسٹر پرویز پر بھی صادق آتی ہے، فرقہ کون ہوتا ہے؟ مسٹر پرویز اس بارہ میں لکھتے ہیں: ''بہرحال فرقوں کی پہچان بالعموم نماز کے اختلاف سے ہوتی ہے'' (منزل بہ منزل، ص ۱۳) [بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، لیکن افسوس کہ وہ اکثر علمی ٹھوکریں کھاتے رہتے ہیں۔ یہاں بھی انہوں نے پہلی غلطی تو یہ کی کہ شیعہ فرقے کے چہاردہ معصومین یعنی چودہ معصوم امام بنا دیئے ہیں، حالانکہ شیعہ فرقے کے معصوم امام چودہ نہیں بلکہ بارہ ہیں، اسی لئے تو انہیں اثنا عشریہ یعنی بارہ اماموں کو معصوم ماننے والا فرقہ کہا جاتا ہے، اور انہوں نے ان اماموں کے نام بھی بارہ ہی شمار کئے ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں: (۱) حضرت علیؓ (۲) حضرت حسنؓ (۳) حضرت حسینؓ (۴) علی زین العابدین (۵) محمد باقر (۶) جعفر صادق (۷) موسیٰ کاظم (۸) علی رضا (۹) محمد جواد (۱۰) علی ہادی (۱۱) حسن عسکری (۱۲) محمد مہدی المُنتظر

بنابریں پروفیسر صاحب کے چہاردہ معصومین سے متعلق دعوے کو ان کی کم علمی ہی سمجھا جاسکتا ہے، ہاں البتہ اگر پروفیسر صاحب نے خود کو اور پرویز صاحب کو بھی ان معصوم اماموں میں شمار کرنا شروع کردیا ہے، تو تعداد کی حد تک ان کی مذکورہ بالا عبارت درست مانی جاسکتی ہے۔ دوسری غلطی انہوں نے یہ کی ہے کہ 'آلہٖ' کے اضافے پر مشتمل درود کی عبارت ''صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' کو وہ عربی کے ایک مشہور قاعدے کے خلاف سمجھ بیٹھے ہیں اور اس مشہور قاعدے کی تعبیر یوں کرتے ہیں:

''عربی زبان کا یہ مشہور قاعدہ ہے کہ اسم ضمیر پر اسم ظاہر کا عطف نہیں ہوسکتا'' (طلوعِ اسلام)

'آلہٖ' کے اضافے پر مشتمل درود شریف کی عبارت عربی قاعدے کے خلاف ہے یا نہیں؟ اور فرقہ طلوع اسلام سے تعلق رکھنے والے حضرات عربی زبان کے قواعد کو سمجھنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں یا نہیں؟

[گذشتہ] فرقوں کے اس تعارف کی بنیاد پر ہم طلوع اسلام والوں سے پوچھتے ہیں کہ آپ لوگ نماز پڑھتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں پڑھتے تو نماز نہ پڑھنے والا ملحد ہوتا ہے اور الحاد اسلام کی نقیض ہے، اور اگر آپ نماز پڑھتے ہیں تو کس طریقہ پر؟ دیگر فرقوں کے مطابق یا ان سے ہٹ کر؟ اگر آپ کی نماز دوسرے لوگوں سے الگ ہے تو آپ بھی فرقہ ہوئے کیونکہ بقول پرویز ہر فرقہ اپنی نماز سے پہچانا جاتا ہے اور اگر آپ کی نماز کسی دوسرے فرقے کے مطابق ہے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ تو آپ کے نزدیک فرقہ ہوں، لیکن آپ ان جیسی نماز پڑھنے کے باوجود فرقہ نہ بنیں، خود مسٹر پرویز بھی حنفی فرقہ سے منسلک رہے ہیں، اور وہ اسے اپنے لئے بطورِ فخر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''میں خود حنفی گھرانے میں پیدا ہوا تھا، اس لئے حنفی طریقے کے مطابق نماز پڑھتا ہوں'' (منزل بہ منزل، ص۹۹)

اس وضاحت کے بعد مسٹر پرویز اور ان کے حواریوں کے فرقہ ہونے پر یوں استدلال کیا جاسکتا ہے کہ: "غـــلام أحمد برويز وأتباعه يصلّون صلوٰة الحنفية، والحنفية فرقة من الفرق، فغلام أحمد و أتباعه فرقة من الـفِرَق" یعنی ''مسٹر پرویز اور اس کے پیروکار حنفی طریقہ پر نماز پڑھتے ہیں اور حنفی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے تو مسٹر پرویز اور اس کے پیروکار بھی مختلف فرقوں میں سے ایک فرقہ ہوئے۔

باقی ان حضرات کا یہ دعویٰ کرنا کہ ہم تو فرقہ بندی کو شرک کہتے ہیں، اس لئے ہم فرقہ نہیں ہیں اور نہ ہی ہمارا کسی فرقہ سے تعلق ہے، تو یہ صرف ہاتھی کے دانت ہیں جو لوگوں کو دکھانے کے لئے ہیں، ورنہ مقام غور ہے کہ جب حنفی حضرات ان لوگوں کے ہاں بھی ایک فرقہ ہیں کیونکہ ان کی نماز کا طریق دوسروں سے الگ تھلگ ہے جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں، تو ان جیسی نماز پڑھنے والے اہل طلوع اسلام کے فرقہ ہونے میں کون سا شبہ باقی رہ جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے لئے محدث کے اگست اور ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۶ء کے شمارے ملاحظہ فرمائے جاسکتے ہیں جن میں تفصیل کے ساتھ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ضمیر مجرور پر اسم ظاہر کے عطف کا قاعدہ کوفی اور بصری علماء کے ہاں اختلافی ہے اور ترجیح اس بات کو حاصل ہے کہ ضمیر مجرور پر اسم ظاہر کا عطف حرف جر دہرائے بغیر ہوسکتا ہے۔ اور یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ یہ لوگ عربی دانی کی خوش فہمی میں مبتلا ضرور ہیں، لیکن درحقیقت یہ عربی زبان سے نابلد ہیں، اور اس زبان کے قواعد کو سمجھنے سے بہت دور ہیں۔ اور اس پر اظہار ندامت کی بجائے دوسروں پر اعتراض کرنے کی تگ و دو میں رہتے ہیں، اور ایسے وقت میں اصل کتاب کی طرف مراجعت کرنا بھی ضروری نہیں سمجھتے، اور کم علمی کی وجہ سے عربی زبان کے قواعد کی تعبیر میں ایسی غلطیاں کرتے ہیں جن پر عربی زبان کا ادنیٰ طالب علم بھی سر پیٹ کر رہ جاتا ہے۔

چنانچہ آپ عربی گرامر کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لیجئے آپ کو یہ قاعدہ کہیں دستیاب نہیں ہوگا کہ اسم ضمیر پر اسم ظاہر کا عطف نہیں ہوسکتا، کیونکہ علمائے نحو کے درمیان محل نزاع ضمیر مجرور پر اسم ظاہر کے عطف کا قاعدہ ہے، جبکہ ضمیر مرفوع اور ضمیر منصوب پر اسم ظاہر کا عطف بالاتفاق جائز ہے۔ اگرچہ ضمیر مرفوع متصل پر اسم ظاہر کے براہِ راست عطف کے وقت ضمیر منفصل بطور تاکید لانا ضروری ہوتا ہے، لیکن پروفیسر مذکور ہر ضمیر پر ہی اسم ظاہر کے عطف کو ناجائز قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ ضمیر پر اسم ظاہر کے عطف کی بیسیوں مثالیں قرآن کریم سے دی جاسکتی ہیں۔ بنابریں پروفیسر صاحب نے عربی زبان کے قاعدے کی غلط تعبیر کر کے اپنے علم کو لیک لگالی ہے۔

اور ان کی فہم وفراست کا حال یہ ہے کہ وہ علیٰ حرف جر دہرانے کے ساتھ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو درود کی صحیح عبارت تسلیم کرتے ہیں، مگر حرفِ جر دہرائے بغیر "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے بارہ میں عجیب مخمصے کا شکار ہیں اور فرماتے ہیں:

> "عربی زبان کے قواعد کے مطابق اگر 'آل' کے شروع میں حرف جار دوبارہ لایا جائے تو پھر درود شریف میں 'آل' کے لفظ کے اضافے میں کوئی حرج نہیں، لیکن جن لوگوں کا عقیدہ چہاردہ معصومین کا ہے وہ لفظ 'آل' سے پہلے حرف 'علیٰ' دوبارہ استعمال نہیں کرتے۔ اس طرح 'آل' کو بھی نبوت میں شریک سمجھا جاتا ہے" (طلوع اسلام، صفحہ ۴۷)

پروفیسر صاحب کی یہ منطق بھی نرالی ہے کہ درود کی عبارت میں 'علیٰ' حرف جر کا اضافہ نہ کیا جائے تو 'آل' بھی نبوت میں شامل ہوجاتی ہے۔ لیکن اگر اس میں 'علیٰ' داخل کر دیا جائے تو اس وقت 'آل' نبوت میں شریک نہیں ہوتی گویا حرف 'علیٰ' 'آل' کی نبوت میں شرکت کے درے سدِ سکندری کا کام دیتا ہے۔ حالانکہ عربی گرامر کے مطابق "علیٰ" حرفِ استعلاء ہے جو بلندی کا معنی دیتا ہے۔ پروفیسر صاحب کی منطق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اگر صحیح مان لیا جائے تو 'علیٰ' کو لانے سے تو 'آل' مزید بلند شان ہو کر نبوت میں شامل ہو جائے گی۔

پروفیسر صاحب کی یہ غلط فہمی ہے کہ درود میں 'علیٰ' اس لئے لایا جاتا ہے تاکہ 'آل' نبوت میں شامل نہ ہو سکے، جبکہ اہل فن کے نزدیک حرف جر دہرانے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ضمیر متصل کلمہ کا جز ہوتی ہے، اور اسم ظاہر کا کسی کلمہ کے ایک جز پر عطف ڈالنا درست نہیں اس لئے معطوف پر حرف جار کو دوبارہ لایا جاتا ہے تاکہ جزوِ کلمہ پر عطف لازم نہ آئے، لیکن پروفیسر مذکور اس علت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس لئے وہ حرف جر دہرائے بغیر درود کی عبارت میں 'آل' کے نبوت میں شامل ہو جانے کی ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ بلکہ اپنی اس جہالت کو تحقیق کا نام دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "طلوع اسلام کے قارئین اس قسم کے انکشافات کے ثبوت مانگتے ہیں، ان کی تسلی کے لئے ہم نے یہ کتاب (منتقی الاخبار، مترجم اردو) خرید کر طلوع اسلام کی لائبریری میں رکھ دی ہے، جن قارئین کو ہماری تحقیق پر شک وشبہ ہو وہ ان کتابوں کی زیارت کر سکتے ہیں" (طلوع اسلام ص ۴۷)

پروفیسر صاحب سے ہماری درخواست یہ ہے کہ آپ دارالدعوۃ السلفیہ کی طرف سے شائع ہونے والی منتقی الاخبار، مترجم اردو خریدنے پر اکتفا نہ کریں، بلکہ اصل عربی کتاب خرید کر اپنی لائبریری میں رکھنے کی بھی زحمت فرمائیں جس کا مذکورہ ادارے نے ترجمہ نشر کیا ہے۔ کیونکہ منتقی الاخبار عربی کے ہر ایڈیشن میں ہر حدیث کے ساتھ درود کی وہی عبارت موجود ہے جو حرف جر 'علیٰ' دہرائے بغیر ہے، جس پر آپ کو اعتراض ہے، اور طلوع اسلام کے قارئین میں سے اگر کوئی شخص آپ کی تحقیق کا مشاہدہ کرنے کے لئے حاضر ہو تو اسے منتقی الاخبار مترجم اردو کے ساتھ اس کتاب کا عربی ایڈیشن بھی پیش کیا جائے تاکہ وہ آپ کے مکروفریب کو ملاحظہ کر سکے، اور اس بات سے آگاہ ہو سکے کہ ترجمہ کرنے والا تو اصل کتاب کا پابند ہوتا ہے۔ جبکہ منتقی الاخبار عربی میں ہر حدیث کے ساتھ درود کی عبارت حرف جر 'علیٰ' دہرائے بغیر "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" موجود ہے تو دارالدعوۃ السلفیہ اپنے ترجمہ میں درود کی عبارت اسی طرح نقل کرنے سے خطرناک تحریف کا مرتکب کیسے ہو سکتا ہے۔

آخر میں ہم طلوع اسلام سے وابستہ حضرات سے درخواست کریں گے کہ آپ لوگ مسٹر پرویز سے عقیدت کو چھوڑ کر ان کے بیک گراؤنڈ کو سمجھنے کی کوشش کریں، اور یقین جانیں کہ وہ شخص انتہائی بدنیت تھا، جس نے اسلام بلکہ قرآن کے نام پر امت مسلمہ کو صراطِ مستقیم سے ہٹا کر گمراہی اور ضلالت کے راستے پر ڈالنے کی پوری کوشش کی ہے، اس پر اس کا پورا لٹریچر خاص کر مفہوم القرآن جیسی کتابیں شاہد ہیں، جس میں اس نے خوفِ خدا سے عاری ہو کر قرآنی آیات کے مفاہیم ومطالب بیان کرنے میں بھرپور دھاندلی اور دھونس سے کام لیا ہے، اب آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی میں موقع فراہم کیا ہے کہ اس گمراہی سے توبہ کر لیں، اور نبوی منہج کو اختیار کر کے اپنی عاقبت کی اصلاح کر لیں ...... وما علینا إلا البلاغ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق و تنقید

مولانا عبدالجبار سلفی

حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر تھا یا تارح؟

میرے سامنے ایک تحریر ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر کے بجائے تارح ثابت کرنے اور انہیں مسلمان باور کرانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ جب کہ حضرت ابراہیم کے باپ کا نام آزر ہی تھا۔ سورۂ انعام میں ہے: ﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً﴾

"جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تو بتوں کو دیوتا بناتا ہے؟" (آیت ۷۴)

عربی زبان میں باپ کے لئے أب اور چچا کے لئے عمّ کا لفظ بولا جاتا ہے اور حقیقت کو اس وقت تک مجاز پر اوّلیت حاصل ہے جب تک حقیقی مراد لینے میں کوئی امر مانع نہ ہو۔ مثلاً اگر کسی صحیح دلیل سے ثابت ہوتا کہ نبی کا بیٹا یا باپ گمراہ نہیں ہو سکتا تو اس لفظ کی تاویل کی جا سکتی تھی لیکن چونکہ ایسی کوئی دلیل نہیں لہٰذا اس حقیقت پر ایمان رکھنا چاہئے کہ أب سے مراد باپ ہی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی تبلیغ میں اپنے باپ کے لئے بار بار یا أبتِ کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور عمّ کا ایک مرتبہ بھی استعمال نہیں کرتے مثلاً سورۂ مریم میں ہے: ﴿اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ﴾

"جب ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے باپ تو کیوں اس کی پرستش کرتا ہے جو نہ دیکھتا، نہ سنتا ہے؟"

﴿یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ﴾ "اے میرے باپ! میرے پاس وہ علم آیا ہے جو"

﴿یٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ﴾ "اے میرے باپ! شیطان کی عبادت نہ کر"

﴿یٰۤاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ﴾

"اے میرے باپ! میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمٰن کا عذاب چھوئے"

بلکہ قرآن میں دیگر مقامات پر یہی لفظ استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد بھی حقیقی باپ ہی ہے مثلاً سورۂ قصص میں ہے کہ شعیب علیہ السلام کی بیٹی، اپنے باپ سے حضرت موسیٰ کے بارے میں کہتی ہے ﴿یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ﴾ (آیت:۲۶) "اے میرے باپ! اسے اجرت پر رکھ لے"

سورۂ صافات میں ہے کہ حضرت اسماعیل اپنے باپ سے کہتے ہیں ﴿یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ﴾ (آیت ۱۰۲) "اے میرے باپ! جو تو حکم دیا گیا ہے، وہ کر گزر"

سورۂ یوسف میں ہے کہ حضرت یوسف نے اپنے باپ یعقوبؑ سے کہا ﴿یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا﴾ (۴) "اے میرے باپ! میں نے گیارہ ستارے دیکھے"

﴿یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ﴾ "اے میرے باپ! یہ میرے خواب کی تعبیر ہے"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرض قرآن مجید میں بہت سی آیات میں آبَانَا اورآبَاءُ اور آبُوْنَا، اَبُوْکُمْ، اَبُوْهُمَا، اَبِیْ، اَبِیْهِ کے الفاظ آئے ہیں۔ تمام مترجمین نے ان کے معنی باپ ہی کئے ہیں حتیٰ کہ احمد رضا خان بریلوی نے بھی: ''البتہ جب آب کی جگہ آباء کا لفظ آئے گا تو اس میں دادا، چچا سب مراد ہو سکتے ہیں کیونکہ کسی آدمی کا ایک ہی حقیقی باپ ہو سکتا ہے، زیادہ نہیں''...... قرآن میں ہے:

﴿لَاتَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْآ اٰبَآءَ هُمْ﴾ (المجادلہ:۲۲) ''(اے میرے پیغمبر!) تو اس قوم کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے ان لوگوں سے دوستی گانٹھے ہوئے نہ پائے گا جو اللہ اور اس کے رسول سے خار رکھے، اگرچہ وہ ان کے باپ دادے ہی کیوں نہ ہوں''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمانداروں کے سلسلہ نسب میں ایمان سے محروم افراد بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے باپ کے تذکرے میں ہے (التوبہ:۱۱۴)

﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ﴾ ''اور (حضرت) ابراہیم کا اپنے باپ سے کئے وعدے کے مطابق استغفار ایک وقت تک تھا جب اسے آشکارا ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے لاتعلق ہو گئے''

اگر بریلویوں کے مطابق یہ ابراہیم کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا (حالانکہ یہ قرآن کے خلاف ہے) تو پھر بھی یہ ثابت نہیں کہ آزر کو عذاب نہ ہو گا کیونکہ چچا بھی باپ کی طرح ہوتا ہے، حدیث میں ہے عمّ الرجل صنو ابیه، اگر باپ کو پیغمبر بیٹے کی رعایت حاصل ہے تو چچا کو بھی حاصل ہونی چاہئے لیکن ایمان سے محروم کے لئے بارگاہِ الٰہی میں کوئی رعایت نہیں خواہ باپ ہو یا چچا۔

اب ہم مفسرین اور مؤرخین کے اقوال کی طرف آتے ہیں۔ اگرچہ کسی سچے مؤمن کے ہاں اللہ کے فیصلے کے بعد کسی اور کی طرف دیکھنے کی گنجائش نہیں تاہم جب مفسرین اور مؤرخین کی آراء میں تضاد ہو تو فیصلہ کے لئے قرآن میں اللہ کا فرمان موجود ہے اور مؤمن کے لئے وہی کافی ہے۔

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ واقعی ابراہیم علیہ السلام کے باپ کے نام کے بارے میں ماہرین انساب اور مؤرخین میں اختلاف ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور علامہ سیوطی وغیرہ نے آزر کی بجائے تارح کو ترجیح دی ہے لیکن نام آزر ہو یا تارح، وہ تھا ابراہیم علیہ السلام کا باپ ہی، چچا نہیں تھا۔

چنانچہ امام ابن جوزی اپنی تفسیر زاد المسیر میں لکھتے ہیں

آزر کے بارے میں چار اقوال ہیں، پہلا یہ ہے کہ یہی حضرت ابراہیم کے والد کا نام تھا، یہ بات ابن عباس، حسن، سدی، ابن اسحٰق وغیرہ نے کہی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ایک بت کا نام تھا اور حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارح تھا، یہ بات مجاہد نے کہی ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ یہ نام نہیں بلکہ اس کی مذمت کے لئے یہ لفظ بولا گیا ہے۔ اور مقاتل بن حیان نے یہ کہا ہے کہ یہ ان کے باپ کا نام نہیں بلکہ لقب تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرے قول کے بارے میں حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ

"یہ بات بروایت طبری ضعیف طریق سے منقول ہے اور شاذ ہے"

سید امیر علی شاہ اپنی تفسیر مواہب الرحمٰن میں سورۂ انعام کی آیت ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ﴾ کے تحت لکھتے ہیں کہ

"امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر میں کہا کہ ابراہیم آزر کے بیٹے ہیں، تورات میں جس کا نام تارح ہے۔ پس ابراہیم کے باپ کے دو نام ہوئے جیسے یعقوب واسرائیل دونوں حضرت یوسف کے باپ کے نام تھے اور بخاری نے افراد میں روایت کی کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: کہ قیامت کے روز ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملیں گے اور آزر کے چہرہ پر قترت وغبرت ہوگی، الخ پس اس میں وضاحت ہے کہ آزر ان کا باپ تھا...... الخ"

اس سلسلے میں آپ ابن کثیر اور ابن جریر کے اقوال ذکر کرنے کے بعد ان کی تائید میں لکھتے ہیں کہ صحیح وصواب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر تھا اور تارح اس کا دوسرا نام ہوگا، الخ۔ مزید لکھتے ہیں کہ بعد آیات واحادیث صحیحہ کے کسی کو مجال نہیں ہے کہ آزر نام ہونے میں کلام کرے، فی السراج آزر نام ہونا اصح ہے اور یہ ثابت ہے اور اصلی نام تارح نہیں۔ الخ (ص ۲۰۵، جلد دوم)

مولانا امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر تدبر قرآن میں لکھتے ہیں:

"آزر حضرت ابراہیم کے والد کا نام ہے۔ تورات کے عربی اور انگریزی ترجموں اور تالمود، سب میں اس کا تلفظ ایک دوسرے سے مختلف ہے (بعض نے آرخ لکھا ہے، بعض نے تارخ اور بعض نے تارح)، قرآن نے یہاں جس تصریح کے ساتھ اس نام کا ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں یہود کے ہاں روایات کا جو اختلاف ہے وہ اسی اختلاف کو رفع کرنا چاہتا ہے۔ اور قرآن چونکہ قدیم صحیفوں کے لئے کسوٹی (مهیمن) کی حیثیت رکھتا ہے اور براہِ راست وحی الٰہی پر مبنی ہے۔"

نظم الدرر فی تناسب الآيات والسور میں امام برہان الدین ابو الحسن بقاعی، سورۂ انعام کی آیت ۷۵ کے تحت لکھتے ہیں: "امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں ابراہیم بن آزر ذکر کیا ہے، جبکہ تورات میں یہ نام تارح ذکر ہوا ہے"...... فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملیں گے...... الخ، یہ نام ابراہیم کے والد کے نام کے سلسلے قرآن کے ظاہر لفظ کے مطابق ہے"

بلکہ امام طبری اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگرد حضرت سعید بن جبیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ (فتح الباری: کتاب التفسیر سورۂ شعراء)

"سیدنا ابراہیم روزِ قیامت کہیں گے: اے میرے رب! میرا والد، اے میرے رب! میرا والد، جب تیسری بار کہیں گے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیں گے۔ چنانچہ اس کی طرف دیکھیں گے کہ وہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجو (کی شکل میں مسخ ہو چکا) ہے تو اس سے لاتعلق ہو جائیں گے۔"

مصر کے مایہ ناز محقق علامہ احمد شاکرؒ کی تحقیق پر ہم اپنی بات کو ختم کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ:

ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہونا ہمارے نزدیک قطعی الثبوت ہے کیونکہ اس آیت میں قرآن نے صراحت کے ساتھ اس لفظ کو ذکر کیا ہے جو معانی کے الفاظ پر دلالت کرنے کی قبیل سے ہے، اور باقی رہا الفاظ کی تاویل اور ان کے ساتھ کھیلنا تو اسے کلام کے معنی و مراد سے انکار کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے، اور پھر اگر سابقہ کتب کے حوالے سے اہل نسب کے قول کے مطابق اس کا نام تارح ہو یا نہ ہو، قرآن کی نص پر ایمان رکھنے کے سلسلے میں کوئی اثر نہیں رکھتا اور لفظ "لِأَبِيْهِ" لغت میں اپنے وضعی معنی پر صاف دلالت کر رہا ہے اور قرآن حکیم سابقہ ادیان کی کتابوں (میں درج چیزوں کی صحت پر) کسوٹی (مھیمن) ہے۔

علاوہ ازیں صحیح بخاری کی صحیح حدیث ہر طرح کے شک اور تاویل کو دور کر دیتی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

يلقى إبراهيم أباه آزر يوم القيامة وعلى وجه آزر قترة قترة فيقول له إبراهيم: ألم أقل لك: لاتعصيني...... إلى آخر الحديث

"حضرت ابراہیم اپنے باپ آزر سے قیامت کے روز ملاقات کریں گے تو آزر کے منہ پر ضعف و انکساری اور سیاہی نمایاں ہوگی تو حضرت ابراہیم اس سے کہیں گے: کیا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ میری نافرمانی نہ کر؟......الخ"

اور اس نص کے بعد اس مسئلے کو کھیل بنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (حاشیہ زاد المسیر فی علم التفسیر، جلد سوم، صفحہ ۷۰)

باقی رہا معاملہ نسب کا تو علمائے کرام کی تصریحات کے مطابق ضروری نہیں کہ عمدہ اور عالی نسب والا ایمان دار بھی ہو۔ آخر ابولہب بھی تو عالی نسب ہاشمی مطلبی تھا، لیکن قرآن نے اس کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے، وہ سب جانتے ہیں۔ اور اسی طرح حضرت نوح کی بیوی اور ان کے بیٹے کے متعلق قرآن میں صاف مذکور ہے کہ وہ ایمان سے محروم تھے۔ اسی طرح حاتم طائی کتنا اچھا انسان تھا لیکن جب اس کی بیٹی آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور اس نے اپنے باپ کے اوصاف بیان کئے تو آپؐ نے فرمایا:

إن هذه صفات المؤمنين حقا ولو كان أبوك مسلما لَتَرَحَّمْنا عليه

"واقعی یہ مؤمنین کی صفات ہیں، اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا تو ہم اسے رحمۃ اللہ علیہ کہتے"

اس قدر دلائل کے بعد ابراہیم کے والد کے نام کے بارے میں شک و شبہ کا شکار ہونے کی کوئی توجیہ نہیں کی جاسکتی۔ نہ ہی اس امر کی کہ ان کا باپ مسلمان تھا یا نہیں۔ اصل میں یہ سب اس مفروضے کا شاخسانہ ہے کہ نسب بھی انسان کے انجام میں اثرانداز ہوتا ہے جبکہ شریعت کی روشنی اس بارے میں بالکل واضح ہے۔ اس مفہوم پر نبی کریم کی متعدد احادیث دلالت کرتی ہیں (صحیح بخاری: حدیث ۴۷۷۱)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان وعقائد
(چھٹی قسط)

وحید بن عبدالسلام بالی
مترجم: حافظ محمد اسحٰق زاہد☆

شریر جادوگروں کا قلع قمع کرنے والی تلوار

[الصّارم البتّار فی التصدي للسحرة الأشرار]

ساتواں حصہ

بیوی سے قرب کی بندش کا جادو

اس سے مراد یہ ہے کہ ایک تندرست مرد اپنی بیوی سے جماع نہ کرسکے اور اس کی کیفیت کچھ اس طرح سے ہوتی ہے کہ جن انسان کے دماغ میں اس جگہ پر مورچہ بندی کر لیتا ہے جہاں سے اعضاءِ تناسل کو شہوانی ہدایات ملتی ہیں۔ پھر جب انسان اپنی بیوی کے قریب ہو کر اس سے جماع کا ارادہ کر لیتا ہے تو جن اس دماغی مرکز کو بے عمل کر دیتا ہے جو اعضاءِ تناسل میں شہوانی جذبات بھڑکاتا ہے، اس سے مرد کا آلہ تناسل سکڑ جاتا ہے اور وہ اپنی بیوی سے جماع کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ جن کی یہ شیطانی حرکت اس وقت عمل میں آتی ہے جب خاوند جماع کرنے کے لئے بالکل تیار ہوتا ہے۔ عین وقت پر وہ یہ حرکت کر کے اسے جماع سے عاجز کر دیتا ہے۔

یاد رہے کہ یہ حالت جس طرح مرد کے ساتھ ہوتی ہے، اسی طرح عورت کے ساتھ بھی ہوسکتی ہے اور اس کی پانچ شکلیں ہیں:

(۱) عورت کی ٹانگیں غیر ارادی طور پر ایک دوسرے سے چپک جاتی ہیں اور اس کا خاوند اس سے جماع نہیں کرسکتا۔

(۲) جن عورت کے دماغ میں مورچہ بندی کر کے اس کی شہوت کو ختم کر دیتا ہے، چنانچہ اس کا خاوند اس سے جماع کر بھی لے تو اسے قطعاً کوئی لذت محسوس نہیں ہوتی اور وہ دورانِ جماع نیم بے ہوشی کی حالت میں پڑی رہتی ہے۔

(۳) عین اس وقت عورت کو خون آنا شروع ہو جاتا ہے جب اس کا خاوند اس سے جماع کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے، جس سے وہ جماع نہیں کرسکتا ہے۔

(۴) مرد جب جماع کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے سامنے گوشت کا ایک بہت بڑا بند آجاتا ہے جس سے وہ جماع کرنے کے قابل نہیں رہتا ہے۔

(۵) بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرد ایک کنواری عورت سے شادی کرتا ہے لیکن وہ جب اس کے

☆ کویت میں نمائندہ ماہنامہ محدث ؍ جامعہ لاہور الاسلامیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب جاتا ہے تو اسے یوں لگتا ہے جیسے یہ عورت کنواری نہیں ہے اور وہ شکوک وشبہات میں مبتلا ہو جاتا ہے، لیکن اس کا جب علاج ہوتا ہے تو اس کا پردۂ بکارت اسی طرح ٹوٹ آتا ہے جس طرح جادو سے پہلے ہوتا ہے۔

بندشِ جماع کے جادو کا علاج

اس کے علاج کے کئی طریقے ہیں:

پہلا طریقہ

جادو کی پہلی قسم میں قرآنی آیات پر مشتمل جو دَم ذکر کیا گیا ہے، اسے مریض پر پڑھیں، اگر اس کی زبان سے جن بولنے لگ جائے تو اس سے جائے جادو پوچھ لیں، پھر وہاں سے جادو نکال کر اسے ختم کر دیں اور جن کو اس سے نکل جانے کا حکم دیں، اگر نکل جائے تو اس طرح اس پر کیا گیا جادو ٹوٹ جائے گا اور اگر دَم کرنے کے باوجود جن اس کی زبان سے نہیں بولتا تو اس کے علاج کے لئے مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کوئی طریقہ استعمال کریں۔

دوسرا طریقہ

درج ذیل آیات پانی پر پڑھیں، جس کو مریض چند اَیام پیتا رہے اور اس سے غسل کرتا رہے ان شاء اللہ جادو ٹوٹ جائے گا:

سورۂ یونس کی آیت ۸۱،۸۲ اور سورۃ الاعراف کی آیات ۱۱۷ تا ۱۲۲ اور سورۂ طٰہٰ کی آیت ۶۹

تیسرا طریقہ

بیری کے سات پتے لے لیں، انہیں دو پتھروں کے درمیان باریک پیس کر پانی سے بھرے برتن میں ڈال دیں، پھر اپنا منہ اس کے قریب کر لیں اور ان پتوں کو اوپر نیچے کرتے ہوئے ان پر آیت الکرسی اور معوذات کی تلاوت کریں۔ اس پانی کو مریض چند ایام تک پیتا اور اس سے غسل کرتا رہے بشرطیکہ اس میں دوسرے پانی کا اضافہ نہ کرے اور آگ پر گرم نہ کرے، اور اگر اسے گرم کرنے کی ضرورت ہو تو سورج کی گرمی میں کرے، اور اسے ناپاک جگہ پر نہ انڈیلے، اس طرح اس پر کیا گیا جادو ختم ہو جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ......اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جادو پہلی مرتبہ نہانے سے ہی ٹوٹ جائے۔

چوتھا طریقہ

مریض کے کان میں دَم کریں اور پھر سورۃ الفرقان کی آیت نمبر ۲۳ بھی اس کے کان میں کم از کم سو مرتبہ یا اس وقت تک پڑھتے رہیں جب تک اس کے ہاتھ پاؤں سن نہیں ہو جاتے، اور ایسا چند ایام تک روزانہ کرتے رہیں، ان شاء اللہ جادو ٹوٹ جائے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچواں طریقہ

امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ جادو توڑنے کے لئے یہ طریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے کہ مریض ایک کانٹے دار درخت کے نیچے چلا جائے اور اس کے دائیں بائیں سے کچھ پتے لے کر انہیں باریک پیس لے، پھر انہیں پانی میں ملا کر اس پر (معوذات اور آیت الکرسی) پڑھ لے اور اس سے غسل کرے۔ (۹۸)

چھٹا طریقہ

مریض موسم بہار میں بیاباں جنگل اور باغات کے پھول جتنے جمع کرسکتا ہے، کر لے۔ پھر انہیں ایک صاف ستھرے برتن میں ڈال دے اور میٹھا پانی بھر دے۔ پھر اس پانی کو تھوڑا سا آگ پر اُبال لے، جب ٹھنڈا ہوجائے تو اس پر معوذات کو پڑھ لے اور اسے اپنے اوپر بہا دے، ان شاء اللہ جادو ٹوٹ جائے گا (۹۹)

ساتواں طریقہ

ایک برتن میں پانی بھرلیں، پھر اس پر معوذات کے علاوہ یہ دعائیں بھی پڑھیں:

ا۔ "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، اَذْهِبِ الْبَاْسَ، وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا"

ب۔ "بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ عَنْ كُلِّ دَاءٍ يُّؤْذِيْكَ، وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ اَوْعَيْنٍ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ"

ج۔ "أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ"

د۔ "بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْئٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"

مریض اس پانی کو چند ایام تک پیتا اور اس سے غسل کرتا رہے، ان شاء اللہ جادو کا اثر ختم ہوجائے گا

آٹھواں طریقہ

ایک صاف ستھرے برتن میں پاکیزہ روشنائی کے ساتھ سورۂ یونس کی آیات ۸۱،۸۲ تحریر کریں، پھر اس لکھائی کو کلونجی کے تیل کے ساتھ مٹا دیں۔ پھر مریض اس تیل کو تین دن تک پیتا رہے اور اپنے سینے اور پیشانی کی مالش کرتا رہے، اس طرح اس کا جادو ٹوٹ جائے گا۔ یاد رہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے ایسا کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ (۱۰۰)

نواں طریقہ

جادو کی پہلی قسم میں جو دَم ذکر کیا گیا ہے، اسے پاکیزہ روشنائی کے ساتھ صاف ستھرے برتن پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھ لیں، پھر اسے پانی کے ساتھ مٹا دیں۔اس کے بعد مریض اِسی پانی کو چند اَیام تک پیتا اور اسی سے غسل کرتا رہے، ان شاء اللہ جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔

جادو، نامردی اور جنسی کمزوری میں فرق

اگر مریض پر بندشِ جماع کا جادو کیا گیا ہو تو اس کی اہم نشانی یہ ہے کہ وہ جب تک اپنی بیوی سے دور رہتا ہے، اپنے اندر جماع کی طاقت بھرپور انداز سے محسوس کرتا ہے، لیکن جونہی اس کے قریب جاتا ہے اور جماع کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو عین وقت پر اس کا عضوِ خاص سکڑ جاتا ہے اور وہ جماع کرنے کے قابل نہیں رہتا۔

اگر مریض نامرد ہو تو وہ خواہ اپنی بیوی کے قریب ہو یا بعید اپنے اندر قوتِ جماع کو بالکل محسوس ہی نہیں کرتا۔

اور اگر اسے جنسی کمزوری ہو تو وہ کئی کئی دنوں کے بعد جماع کرنے کے قابل ہوتا ہے، اور جب اس قابل ہوتا ہے، جماع شروع کرتے ہی ڈھیلا پڑ جاتا ہے اور زیادہ دیر تک اسے جاری رکھنے کے قابل نہیں ہوتا...... بندشِ جماع کے جادو کا علاج تو ہم ۹ عدد طریقوں سے ذکر کر چکے ہیں، اب آیئے نامردی اور جنسی کمزوری کا علاج ذکر کرتے ہیں:

نامردی کا علاج

(۱) ایک کلوگرام خالص شہد اور ۲۰۰ گرام تازہ غذاء الملکات

(۲) اس پر الفاتحہ، الشرح اور معوذات پڑھیں۔

(۳) مریض ہر روز اس شہد سے تین چمچ نہار منہ اور ایک ایک چمچہ دوپہر اور رات کھانے سے ایک گھنٹہ پہلے استعمال کرے۔

(۴) جب تک نامردی ختم نہ ہو، وہ یہ علاج جاری رکھے، اللہ کے حکم سے شفا نصیب ہوگی۔

بانجھ پن اور نا قابل اولاد ہونا

☆ <u>مرد کا نا قابل اولاد ہونا:</u> مرد دو طرح سے نا قابل اَولاد ہو سکتا ہے۔ایک تو یہ ہے کہ وہ جسمانی طور پر مریض ہو اور نا قابل اولاد ہو، اگر ایسا ہو تو اس کا علاج اَطباء کے پاس کیا جا سکتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ جسمانی طور پر تو ٹھیک ہو لیکن جنات کی شرارت کی وجہ سے وہ اَولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو، اور یہ اس طرح ہوتا ہے کہ پیداواری صلاحیت کے لئے ضروری ہے کہ مرد کے پاس ایک سینٹی میٹر مکعب میں ۲۰ ملیون سے زیادہ منوی حیوانات ہوں۔ جن بعض اوقات یوں کرتا ہے کہ مرد کے خصیتین جو منوی حیوانات کو چھانٹتے اور انہیں علیحدہ کرتے ہیں، پر پریشر ڈال کر یا کسی اور طریقے سے منوی حیوانات کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلوبہ تناسب پورا نہیں ہونے دیتا، جس سے مرد کی پیداواری صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔

اور اس کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ منوی حیوانات جب خصیتین سے منی کے مقر میں منتقل ہوتے ہیں تو وہاں پر انہیں ایک سیال مادے کی ضرورت ہوتی ہے جس سے انہیں زندہ رہنے کے لئے غذا ملتی ہے، اور یہ مادّہ گوشت سے نکلتا ہے اور منی کے مقر میں منوی حیوانات کے پاس چلا جاتا ہے۔ چنانچہ جن اسی سیال مادے کو منوی حیوانات کے پاس جانے سے روک دیتا ہے اور جب منوی حیوانات کو غذا نہیں ملتی تو وہ مر جاتے ہیں اور اس طرح پیداواری صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔

جن کی وجہ سے ناقابل اولاد ہونے کی کچھ علامات

۱۔ سینے کی گھٹن، خاص کر عصر کے بعد سے لے کر آدھی رات تک

۲۔ پریشان حالی

۳۔ پیٹھ کی نچلی ہڈیوں میں درد

۴۔ نیند میں گھبراہٹ

۵۔ نیند میں خوفناک خواب

☆ عورت کا بانجھ پن: عورت کا بانجھ پن بھی دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ قدرتی طور پر اولاد جنم دینے کے قابل نہ ہو، اور دوسرا یہ ہے کہ وہ قدرتی طور پر تو ٹھیک ہو لیکن رحم میں جن کی شرارت کی وجہ سے وہ بانجھ ہو جائے اور بچہ جننے کے قابل نہ ہو۔ اس کی شرارت کی ایک شکل تو یہ ہے کہ وہ اس کی پیداواری صلاحیت کلی طور پر ختم کر دے، اور دوسری شکل یہ ہے کہ ابتدائی طور پر تو اس کے رحم میں حمل ٹھہر جائے، لیکن چند ماہ بعد وہ رحم کی رگوں میں ایڑ لگا دیتا ہے، جس سے عورت کو خون آنا شروع ہو جاتا ہے اور اس کا حمل ضائع ہو جاتا ہے، اور صحیحین میں رسولِ اکرم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ

"إنّ الشيطان يجري من ابن آدم مجرىٰ الدم"[۱۰۱]

''شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرتا ہے''

بانجھ پن کا علاج

۱۔ جادو کی پہلی قسم میں قرآنی آیات پر مشتمل جو دَم ذکر کیا گیا ہے، اسے ایک کیسٹ میں ریکارڈ کر دیں، جسے مریض روزانہ تین مرتبہ سنتا رہے۔

۲۔ صبح کے وقت سورۃ الصافات کی تلاوت کرے یا اس کی تلاوت سنتا رہے۔

۳۔ سوتے وقت سورۃ المعارج کی تلاوت کرے یا اس کی تلاوت سن لے۔

۴۔ کلونجی کے تیل پر یہ سورتیں پڑھیں: الفاتحہ، آیت الکرسی، سورۃ البقرہ کی اور سورۂ آلِ عمران کی آخری آیات، المعوذات ...... اس تیل کو مریض اپنے سینے، پیشانی اور پیٹھ کی ہڈیوں پر ملتا رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ یہی آیات وسورتیں خالص شہد پر بھی پڑھیں، جس سے مریض صبح نہار منہ ایک چمچہ استعمال کرے۔

مندرجہ بالا علاج مریض کئی مہینے مسلسل کرتا رہے، اِن شاء اللہ شفاء نصیب ہوگی بشرطیکہ وہ اس دوران اللہ کی شریعت کی پابندی کرے۔

سرعتِ انزال کا علاج

سرعتِ انزال ایک جسمانی بیماری کے طور پر ہو تو اَطباء اس کا کئی طرح سے علاج کرتے ہیں، مثلاً

(۱) عضو خاص پر مرہم لگانا

(۲) دورانِ جماع کسی دوسرے معاملے میں غور وفکر کرنا

(۳) دورانِ جماع ریاضی کے بعض مشکل سوالات حل کرنا

اور اگر سرعتِ انزال جن کی وجہ سے ہو تو اس کا علاج یہ ہے:

۱۔ نمازِ فجر کے بعد سو مرتبہ یہ دُعا پڑھے: "لا إله الا اللّٰه وحدهٗ لاشريك له، له الملك وله الحمد، وهو علی کل شيئٍ قدير"

۲۔ سونے سے پہلے سورۃ الملک کی تلاوت کرے یا اُسے سن لے۔

۳۔ روزانہ کئی بار آیت الکرسی کو پڑھے۔

۴۔ مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھے:

"أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ"

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

"اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ"

مندرجہ بالا علاج کم ازکم تین ماہ تک جاری رکھنا چاہئے۔

جادو سے بچنے کے لئے اِحتیاطی اقدامات

یہ بات ہر ایک کو معلوم ہے کہ بندشِ جماع کا جادو عموماً نوجوانوں پر کیا جاتا ہے جب وہ شادی کرنے کا ارادہ کر رہے ہوتے ہیں، خاص کر اس وقت جب وہ ایسے معاشرے میں رہائش پذیر ہوں جس میں بد بخت جادوگروں کی کثرت ہو۔ ایسے میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دولہا اور دلہن جادو سے بچنے کے لئے قلعہ بند نہیں ہوسکتے تاکہ اگر ان پر جادو کیا جائے تو وہ اس کے اثر سے محفوظ رہیں؟

اس اہم سوال کا جواب یہ ہے کہ ہاں، ایسا ہوسکتا ہے، اور ابھی ہم اس سے بچنے کے لئے چند ضروری اِحتیاطی اِقدامات ذکر کریں گے، لیکن اس سے پہلے ایک قصہ پڑھ لیجئے:

ایک نوجوان جو شریعتِ الٰہی کا پابند تھا، اپنی بستی اور گردونواح میں لوگوں کو توحیدِ خالص کی طرف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاتا تھا، دعوت اِلی اللہ کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو جادوگروں کے پاس جانے سے ڈراتا تھا اورانہیں واضح طور پر آگاہ کیا کرتا تھا کہ جادو کفر ہے اور جادوگر ایک ناپاک انسان اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دشمن ہوتا ہے۔ اس کی بستی میں ایک مشہور جادوگر رہائش پذیر تھا۔ اور جب بھی کوئی نوجوان شادی کرنے کا ارادہ کرتا، اس جادوگر کے پاس جاتا اور اس سے کہتا:

''میں فلاں دن شادی کرنے والا ہوں اور تمہارا کوئی مطالبہ ہو تو بتاؤ''

چنانچہ جادوگر اس سے ایک بڑی رقم کا مطالبہ کرتا، جسے وہ نوجوان بغیر کسی تردّد کے ادا کردیتا، اور اگر وہ اس رقم کی ادائیگی نہیں کرتا تو جادوگر بندشِ جماع کا اس پر جادو کردیتا، نتیجتاً وہ اپنی بیوی کے قریب جانے کے قابل نہ رہتا۔ اور اپنے اوپر کیے گئے جادو کے علاج کے لئے اسے پھر اس جادوگر کے پاس آنا پڑتا اور اس بار اسے پہلے سے کئی گنا زیادہ رقم ادا کرنا پڑتی۔

اس نیک نوجوان نے اس جادوگر کے خلاف اعلانِ جنگ کررکھا تھا۔ ہر خاص وعام مجلس میں اور ہر منبر پر اس کا نام لے کر اسے رُسوا کرتا تھا اور لوگوں کو اس کے پاس جانے سے منع کرتا تھا۔ ابھی اس نوجوان نے شادی نہیں کی تھی، اور لوگ اس کی شادی کے دن کا انتظار کررہے تھے، تاکہ یہ دیکھ سکیں کہ جادوگر اس سے کیا سلوک کرتا ہے اور کیا یہ نوجوان جادوگر سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ پائے گا یا نہیں؟

نوجوان نے شادی کا پروگرام بنالیا اور اس سے کچھ دن پہلے میرے پاس آیا، اور پورا قصہ مجھے بتاتے ہوئے کہنے لگا: ''جادوگر مجھے دھمکیاں دے رہا ہے اور لوگ بھی اس انتظار میں ہیں کہ اب غلبہ کس کا ہوگا؟ تو کیا آپ جادو سے بچنے کے لئے مجھے کچھ احتیاطی اقدامات کے بارے میں آگاہ کریں گے؟ اور یہ یادرہے کہ جادوگر اپنے طور پر جو کچھ کرسکتا ہے، کرے گا کیونکہ میں نے لوگوں کے سامنے اس کی بہت توہین کی ہے''

میں نے نوجوان سے کہا: ہاں، میں آپکی اس سلسلے میں مدد کرسکتا ہوں لیکن اس کی ایک شرط ہے۔

نوجوان نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

میں نے کہا: تم جادوگر کے پاس یہ پیغام بھیج دو کہ تم فلاں دن شادی کرنے والے ہو، اور چیلنج کرو کہ وہ اور اسکے مددگار جادوگر جو کچھ کرسکتے ہوں، کرلیں اور لوگوں کو بھی بتادو کہ تم نے اسے چیلنج کررکھا ہے

نوجوان نے متردّد ہوکر پوچھا: آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں، کیا آپ کو اس پر یقین ہے؟

میں نے کہا: ہاں، مجھے یقین ہے کہ ہمیشہ مؤمنوں کو غلبہ حاصل ہوتا ہے اور جرائم پیشہ لوگ ذلیل و خوار ہوجاتے ہیں۔ پھر میں نے اسے اِحتیاطی اقدامات سے آگاہ کیا اور وہ چلا گیا، اور بستی میں پہنچتے ہی اس نے جادوگر کو چیلنج کردیا کہ وہ اس کی شادی کے موقع پر جو کچھ کرسکتا ہے، کرگزرے۔ لوگ بھی شدت سے اس کی شادی کے دن کا انتظار کرنے لگ گئے۔ نوجوان نے میری ہدایات کے مطابق احتیاطی اِقدامات کرلئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی شادی ہوگئی اور اس نے اپنی بیوی سے صحبت بھی کرلی اور جادوگر کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جادو بے اثر ہو کر رہ گیا، لوگ حیران ہو گئے۔ اس نوجوان کو عزت مل گئی اور جادوگر کا رعب و دبدبہ خاک میں مل گیا، وللہ الحمد والمنۃ...... اور وہ احتیاطی اقدامات درج ذیل ہیں:

(۱) مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور کے سات دانے صبح نہار منہ کھالیں، اگر مدینہ منور کی عجوہ کھجور نہ ملے تو کسی بھی شہر کی عجوہ کھجور استعمال کر سکتے ہیں، حدیث نبوی میں آتا ہے:

"جو شخص عجوہ کھجور کے سات دانے صبح کے وقت کھا لیتا ہے، اسے زہر اور جادو کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا"(۱۰۲)

(۲) دوسری احتیاطی تدبیر وضو ہے، کیونکہ باوضو مسلمان پر جادو اثر انداز نہیں ہوسکتا اور وہ فرشتوں کی حفاظت میں رات گزارتا ہے۔ ایک فرشتہ اس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ جب بھی کروٹ بدلتا ہے فرشتہ اس کے حق میں دعا کرتے ہوئے کہتا ہے: "اے اللہ! اپنے اس بندے کو معاف کردے کیونکہ اس نے طہارت کی حالت میں رات گزاری ہے"(۱۰۳)

(۳) باجماعت نماز کی پابندی: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی پابندی کی وجہ سے انسان شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس سلسلے میں سستی برتنے کی وجہ سے شیطان اس پر غالب آجاتا ہے اور جب وہ غالب آجاتا ہے تو اس میں داخل بھی ہوسکتا ہے اور اس پر جادو بھی کرسکتا ہے، رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"کسی بستی میں جب تین آدمی موجود ہوں اور وہ باجماعت نماز ادا نہ کریں تو شیطان ان پر غالب آجاتا ہے، سوتم جماعت کے ساتھ رہا کرو، کیونکہ بھیڑیا اسی بکری کو شکار کرتا ہے جو ریوڑ سے الگ ہو جاتی ہے"(۱۰۴)

(۴) قیام لیل: جو شخص جادو کے اثر سے بچنے کے لئے قلعہ بند ہونا چاہے، اسے قیامِ لیل ضرور کرنا چاہئے، کیونکہ اس میں کوتاہی کرکے انسان خود بخود اپنے اوپر شیطان کو مسلط کر لیتا ہے، اور اس کے مسلط ہونے کی صورت میں اس کے لئے جادو کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ کے پاس ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو صبح ہونے تک سویا رہتا ہے اور قیامِ لیل کے لئے بیدار نہیں ہوتا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اسکے کانوں میں شیطان پیشاب کر جاتا ہے"(۱۰۵)

اور حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں: "جو شخص وتر پڑھے بغیر صبح کرتا ہے، اس کے سر پر ستر ہاتھ لمبی رسی کا بوجھ پڑ جاتا ہے"(۱۰۶)

(۵) بیت الخلاء میں جاتے ہوئے اس کی دعا پڑھنا: ناپاک جگہ پر شیطانوں کا گھر اور ٹھکانہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں کسی مسلمان کی موجودگی کو شیطان غنیمت تصور کرتے ہیں۔ مجھے خود ایک شیطان جن نے بتایا تھا کہ وہ ایک شخص میں داخل ہو جانے میں کامیاب ہو گیا تھا جب اس نے بیت الخلاء میں جاتے ہوئے دخولِ خلاء کی دعا نہیں پڑھی تھی، اور ایک اور جن نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں ایک طاقتور اسلحہ عطا کیا ہے جس کے ذریعے تم ہمارا خاتمہ کر سکتے ہو، میں نے کہا: وہ کیا ہے؟ تو اس نے جواباً کہا کہ وہ مسنون اَذکار ہیں اور رسول اکرم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ بیت الخلاء میں جاتے ہوئے یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"۔(۱۰۷)

(۶) نماز شروع کرتے وقت شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا: حضرت جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز کے شروع میں یہ دعا پڑھتے ہوئے دیکھا:

"اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا (تین مرتبہ) أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ"۔(۱۰۸)

(۷) شادی کے بعد اپنی بیوی کی پیشانی پر دایاں ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبِلْتَهَا عَلَيْهِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبِلْتَهَا عَلَيْهِ"۔(۱۰۹)

(۸) ازدواجی زندگی کا آغاز نماز کے ساتھ کیا جائے:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں، ''شادی کے بعد آپ جب اپنی بیوی کے پاس جائیں تو اسے کہیں کہ وہ آپ کے پیچھے دو رکعات نماز ادا کرے، پھر آپ یہ دعا پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْ أَهْلِيْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِيَّ، اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا مَا جَمَعْتَ بِخَيْرٍ، وَفَرِّقْ بَيْنَنَا إِذَا فَرَّقْتَ إِلَى الْخَيْرِ"۔(۱۱۰)

(۹) وقت جماع احتیاطی تدبیر: رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''تم میں سے کوئی بھی جب اپنی بیوی سے جماع کرنا چاہے تو یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا اگر اِس جماع کے بعد انہیں بچہ دیا جاتا ہے تو شیطان اُسے نقصان نہیں پہنچا سکتا''۔(۱۱۱)

اور مجھے ایک جن نے توبہ کرنے اور مسلمان ہونے کے بعد بتایا تھا کہ وہ توبہ سے پہلے مریض کے ساتھ شریک ہو جاتا تھا جب وہ اپنی بیوی سے جماع کرتا تھا، کیونکہ وہ یہ دعا نہیں پڑھتا تھا۔ سو یہ دعا بہت بڑا خزانہ ہے جس کی قیمت ہمیں معلوم نہیں ہے۔

(۱۰) سونے سے پہلے وضو کر لیں، پھر آیت الکرسی پڑھ لیں اور اللہ کو یاد کرتے کرتے سو جائیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک شیطان نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا تھا:

''جو شخص سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھ لیتا ہے، صبح ہونے تک ایک فرشتہ اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے اور شیطان اس کے قریب نہیں آ سکتا''، یہ بات جب ابوہریرہؓ نے رسول اکرم ﷺ کو بتائی تو آپ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا ہے، حالانکہ وہ جھوٹا ہے''۔(۱۱۲)

(۱۱) نمازِ فجر کے بعد یہ دعا پڑھیں (۱۰۰ مرتبہ)

"لا إله الا الله وحدهٗ لاشريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيئ قدير"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص بھی یہ دعا سو مرتبہ صبح کے وقت پڑھ لیتا ہے، اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اس سے سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور شام ہونے تک وہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے......''(۱۱۳)

(۱۲) مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

"اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ"

اور حدیث میں آتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی یہ دعا پڑھ لیتا ہے، شیطان اس کے متعلق کہتا ہے: ''یہ آج کے دن مجھ سے محفوظ ہو گیا''(۱۱۴)

(۱۳) صبح و شام تین مرتبہ یہ دعا پڑھیں: "بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ، وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"(۱۱۵)

(۱۴) گھر سے نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھیں: "بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کیونکہ یہ دعا پڑھنے سے آپ کو یہ خوشخبری (اللہ کی طرف سے) ملتی ہے۔

''یہ دعا تجھے کافی ہے، تجھے بچا لیا گیا ہے اور تجھے سیدھا راستہ دکھا دیا گیا ہے، اور شیطان تجھ سے دور ہو گیا ہے اور وہ دوسرے شیطان سے کہتا ہے: تو اس آدمی پر کیسے غلبہ حاصل کر سکتا ہے جبکہ اسے ہدایت دے دی گئی ہے اور اس کی حفاظت کر دی گئی ہے اور اسے بچا لیا گیا ہے؟''(۱۱۶)

(۱۵) صبح و شام یہ دعا پڑھا کریں: "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ"(۱۱۷)

یہ ہیں وہ احتیاطی اقدامات جنہیں اختیار کر کے انسان ہر قسم کے جادو سے عموماً اور بندشِ جماع کے جادو سے خصوصاً قلعہ بند ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ مخلص ہو اور اس علاج پر اس کو یقین کامل حاصل ہو۔

بندشِ جماع والے جادو کے علاج کا عملی نمونہ

ایسے کئی کیسوں کا میں نے علاج کیا ہے اور کئی نمونے موجود ہیں۔ لیکن خوفِ طوالت کی بنا پر صرف ایک نمونہ علاج ذکر کرتا ہوں:

ایک نوجوان اپنے ایک بھائی کو لے کر میرے پاس آیا جس نے ایک ہفتہ پہلے شادی کی تھی، لیکن وہ اپنی بیوی کے قریب نہیں جا سکا تھا۔ اس سلسلے میں وہ متعدد کاہنوں اور نجومیوں کے پاس گیا لیکن اسے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مجھے جب معلوم ہوا کہ وہ ان کے چکر کاٹ چکا ہے تو میں نے اسے سچی توبہ کرنے کی تلقین کی اور یہ کہ وہ انہیں غلط تصور کرے تاکہ اس کے اعتقاد کی تصحیح ہو اور پھر قرآنی علاج اس کے لئے نفع بخش ہو۔ خود اس نے بھی مجھے بتایا کہ وہ جب ان کے پاس بار بار گیا تو اسے ان کے فراڈ، جھوٹ اور ان کی کمزوری و بے بسی کا یقین ہو گیا۔

میں نے اس پر دَم کیا اور اس کے رشتہ داروں سے سبز بیری کے سات پتے طلب کئے، لیکن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں یہ پتے دستیاب نہ ہوئے تو میں نے انہیں کافور کے درخت کے سات پتے دیئے۔ جنہیں انہوں نے دو پتھروں کے درمیان باریک پیس دیا۔ پھر میں نے انہیں پانی میں ڈال دیا اور اس پر معوذات اور آیت الکرسی کی تلاوت کی۔ میں نے اسے یہ پانی پینے اور اس سے غسل کرنے کا حکم دیا، چنانچہ اس پر کیا گیا جادو ٹوٹ گیا اور وہ اپنی بیوی کے قریب جانے کے قابل ہوگیا۔ والحمدللہ

بندشِ جماع والا جادو پاگل پنے میں تبدیل ہوگیا

ایک نوجوان شادی سے پہلے دماغی طور پر بالکل درست اور بڑا سمجھدار تھا، لیکن جونہی اس نے شادی کی، پہلے وہ اپنی بیوی کے قریب جانے سے عاجز تھا، پھر وہ پاگل ہوگیا۔ ان دنوں ایسے واقعات بکثرت ہو رہے ہیں کہ جادو کی وجہ سے مریض پاگل ہوجاتا ہے اور اصل جادو جنون میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ ایسا صرف جادوگروں کی جادو کے فن سے جہالت کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ اس کی ایک مثال پہلے بھی ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ایک عورت نے جادوگر سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اس کے خاوند پر جادو کردے تاکہ وہ صرف اس سے محبت اور باقی عورتوں سے نفرت کرے، چنانچہ اس نے جادو کردیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تمام عورتوں کو حتیٰ کہ اپنی بیوی کو بھی ناپسند کرنے لگا، بلکہ اس نے اسے بھی طلاق دے ڈالی۔ وہ عورت بھاگی بھاگی پھر اسی جادوگر کی تلاش میں نکلی تاکہ اس سے جادو کو توڑنے کا مطالبہ کرسکے، لیکن وہ اُس وقت کف افسوس ملتے رہ گئی جب اسے معلوم ہوا کہ وہ جادوگر مرچکا ہے...... بہرحال وہ نوجوان جب پاگل ہوگیا تو میں نے اس پر دَم کیا، اور اسے بیری کے پتوں والے پانی کو پینے اور اس سے غسل کرنے کی تلقین کی۔ الحمدللہ وہ صحت یاب ہوگیا اور اپنی بیوی کے قریب جانے کے قابل ہوگیا۔ (جاری ہے)

---

(۹۸) فتح الباری، ج۱۰ص۲۳۳ ...... (۹۹) فتح الباری، ج۱۰ص۲۳۴...... (۱۰۰) مجموع الفتاویٰ، ج۱۹ص۶۴...... (۱۰۱) البخاری، ج۴ص۲۸۲، فتح مسلم، ج۱۴ص۱۵۵،نووی...... (۱۰۲) البخاری، ج۱۰ص۲۴۹، کتاب الطب باب الدواء بالعجوة للسحر ...... (۱۰۳) الطبرانی فی الأوسط، امام منذری نے الترغیب، ج۲ص۱۳ میں اس کی سند کو اچھا کہا ہے...... (۱۰۴) البخاری، ج۳ص۳۴، فتح ومسلم، ج۶ص۶۳ نووی...... (۱۰۵) صحیح ابوداود (۵۵۶)...... (۱۰۶) فتح الباری، ج۳ص۲۵ اور اس کی سند کی حافظ ابن حجر نے اچھا قرار دیا ہے...... (۱۰۷) البخاری، ج۱ص۲۹۲، فتح، مسلم ج۴ص۷۰ نووی...... (۱۰۸) ابوداود۔ صحیح الکلم الطیب (۵۵)، اس کی سند صحیح ہے...... (۱۰۹) ابوداود، صحیح الکلم الطیب (۱۵۵)، اسنادہ حسن...... (۱۱۰) الطبرانی، الالبانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے...... (۱۱۱) البخاری، ج۱ص۲۹۱ ومسلم...... (۱۱۲) البخاری، ج۴ص۴۸۷ فتح...... (۱۱۳) البخاری، ج۶ص۳۳۸ ومسلم، ج۱۷ص۱۷ نووی...... (۱۱۴) ابوداود، ج۱ص۱۲۷، امام نووی نے الاذکار (۲۶) میں اور شیخ الالبانی نے الکلم الطیب کی تخریج (۴۷) میں اسے صحیح قرار دیا ہے...... (۱۱۵) الترمذی، ج۵ص۱۳۳، حسن غریب صحیح...... (۱۱۶) ابوداود، ج۴ص۳۲۵، الترمذی، ج۵ص۱۵۴، حسن صحیح...... (۱۱۷) مسلم، ج۱۷ص۳۲ نووی۔

جادو پر مضامین کتابی صورت میں : جادوگروں کے بارے میں محدث میں شائع ہونیوالے ان سلسلہ وار مضامین کو بہت پسند کیا گیا ہے، اسی طرح روزنامہ دن کے سنڈے میگزین میں بھی محدث سے لے کر یہی مضامین قسط وار شائع کئے جارہے ہیں۔ قارئین کی طرف سے شدید اصرار کی بنا پر ادارۂ محدث نے اس کتاب کو بہترین معیار کے ساتھ شائع کردیا ہے۔
قیمت صرف ۸۰ روپے...... فوری منی آرڈر کریں...... سٹاک محدود...... محدث کا ۳ سال کا زرِ سالانہ جمع کرانے پر کتاب مفت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاحِ اُمت

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن تحسیانی
مترجم: عبدالمالک سلفی ☆

بری موت کے اَسباب اور اس سے بچاؤ

دنیا میں سب سے قیمتی اثاثہ انسان کی عمر ہے۔ اگر انسان نے اس کو آخرت کی بھلائی کے لئے استعمال کیا، تو یہ تجارت اس کے لئے نہایت ہی مفید ہے اور اگر اسے فسق وفجور میں ضائع کردیا اور اسی حال میں دنیا سے چلا گیا تو یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ وہ شخص دانش مند ہے جو اللہ تعالیٰ کے حساب لینے سے پہلے پہلے اپنے آپ کا محاسبہ کرلے اور اپنے گناہوں سے ڈر جائے، قبل اس کے کہ وہ گناہ ہی اسے ہلاک اور تباہ وبرباد کردیں۔

زیر نظر مضمون میں برے خاتمہ کے اسباب کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔ یہ موضوع مسلمانوں کے لئے نہایت اہم ہے کیونکہ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے اور انسان جس حالت میں زندگی بسر کرتا ہے، اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوتی ہے اور جس حالت میں انسان کی موت واقع ہوگی، اسی حالت میں وہ قیامت کے دن قبر سے اٹھایا جائے گا۔ حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا : من مات علی شیئ بعثه الله علیه (رواه الحاکم)

''جس حالت میں آدمی فوت ہوگا، اسی پر اسے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا''

ہم اللہ تعالیٰ سے اچھے خاتمہ کا سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے تمام کام سنوار دے اور ہمارے اعمال کی اصلاح فرمائے، بے شک وہ سننے والا، قبول کرنے والا اور بہت قریب ہے۔ (مؤلف)

برے خاتمہ سے مراد یہ ہے کہ قرب مرگ آدمی پر برے خیالات کا غلبہ ہو اور وہ شکوک وشبہات اور انکار ونافرمانی کے ساتھ دنیا سے چمٹا رہے اور اسی حال میں اس کی موت واقع ہوجائے اور اس کا خاتمہ ایسے اعمال پر ہو جو اسے ہمیشہ کے لئے جہنم کا سزاوار بنا دیں۔

برے خاتمہ کے خوف نے صدیقین کے دلوں کو ہر وقت پارہ پارہ اور پریشان رکھا ہے کہ ان کے لئے اس دنیا میں راحت وآرام نہیں ہے۔ وہ جب کبھی کسی پرسکون گلی میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی گھبراہٹ انہیں خوف کی راہ پر گامزن کردیتی ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اروح بشجو ثم أغدو بمثله — وتحسب أني فی الثیاب صحیح

''میں تکلیف کی حالت میں شام کرتا ہوں اور تکلیف کی حالت میں ہی صبح کرتا ہوں اور تو سمجھتا ہے کہ میں کپڑوں میں صحیح سلامت ہوں''

جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو علم عطا فرمایا اور اس پر عمل کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے کہا: عنقریب کرلیں گے۔ اور اس 'عنقریب' نے ان کے اعمال کی عمریں کم کردی ہیں۔ وہ متنبہ ہو کر دن رات جاگتے رہے اور اپنے بڑے بڑے بھیانک ارادوں کو عملی صورت دے دی، جب انہوں نے جی بھر کے گناہ

☆ فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ...... متخصص مرکز تعلیم الاسلام، ستیانہ بنگلہ، فیصل آباد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لئے اور کوئی کسر نہ چھوڑی تو ان کے انجام سے ڈرنے لگے۔

اور یہ بات حدیث میں رسولِ مقبول ﷺ سے ثابت ہے کہ (لوگوں کے) دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ہیں۔ اللہ تعالیٰ جیسے چاہتا ہے انہیں پھیر دیتا ہے اور ہم نے کتنے لوگوں کے متعلق سنا کہ وہ ایمان لانے کے بعد مرتد ہوگئے اور کتنے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ استقامت اختیار کرنے کے بعد منحرف ہوگئے۔ اسی لئے رسول ﷺ یہ دعا کثرت سے پڑھتے تھے یا مقلّب القلوب! ثبّتْ قلوبنا علیٰ دینك

''اے دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت رکھ''

رسولِ مقبول ﷺ کے زمانے میں بعض لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہوگئے اور نورِ اسلام سے نکل کر کفر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں چلے گئے۔ ان مرتد ہونے والوں میں سے عبیداللہ بن جحش بھی تھا۔ اس نے حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی تھی اور پھر وہ اسلام سے مرتد ہو کر عیسائیت میں داخل ہوگیا۔ حضرت رسولِ مقبول ﷺ کی وفات کے بعد کتنے لوگ فتنۂ ارتداد کا شکار ہوگئے جن کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جہاد کیا۔ اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ کے زمانۂ خلافت میں کئی لوگ دائرۂ اسلام سے نکل کر کفر میں داخل ہوگئے۔ ان میں ایک ربیعہ بن اُمیہ بن خلف بھی تھا جو صحابہ کرامؓ کے ساتھ ایک لشکر میں شامل تھا اور شراب پیتا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس پر شراب کی حد نافذ کر کے خیبر کی طرف اسے جلا وطن کردیا تو وہ ہرقل شاہِ روم کے پاس چلا گیا اور جا کر عیسائیت میں داخل ہوگیا نعوذ باللّٰہ من ذلك (الاصابہ)...... امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

''جب ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، استقامت کا دارومدار اس کی مرضی پر ہے اور انجام کا کسی کو علم نہیں ہے اور انسان کا ارادہ مغلوب ہے تو اپنے ایمان، نماز، روزے اور دیگر عبادات پر فخر مت کرو، اگرچہ یہ تمہارا عمل ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی نے ہی تم یہ کام کرنے پر قادر ہوئے اور جب تم اس پر فخر کرو گے تو یہ ایسے ہے جیسے تم غیر کے مال پر فخر کرو کیونکہ وہ کسی وقت بھی تم سے چھینا جا سکتا ہے اور تمہارا دل بھلائی سے خالی ہو جائے گا جیسے اونٹ کا پیٹ خالی ہو جاتا ہے کیونکہ کتنے ہی ایسے باغ ہیں کہ شام کو ان کے پھل و پھول تروتازہ ہوتے ہیں لیکن رات کو ان پر سخت آندھی چلتی ہے تو صبح کو وہی پھل و پھول مرجھا جاتے ہیں۔ انسان کا دل شام کو اللہ کی اطاعت سے منور اور صحیح سالم ہوتا ہے لیکن صبح ہوتی ہے تو اس کے دل پر اندھیرا چھا جاتا ہے اور وہ بیمار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ عزیز و حکیم کا کام ہے۔ اس لئے اللہ والے اس بات سے ڈرتے تھے کہ کہیں ہمارا انجام برا نہ ہو جائے۔ جو اللہ سے دھوکہ کرنا چاہتا ہے، اللہ بھی اس کے مکروفریب کا جواب دیتے ہیں۔''

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ

''اللہ والوں کا خوف کرنا برحق ہے۔ وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں اللہ تعالیٰ انہیں گناہوں کے بدلے رسوا نہ کر دے اور وہ بدبخت نہ ہو جائیں وہ اپنے گناہوں سے ڈرتے بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی امید بھی رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:﴿أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ﴾ (الاعراف:۹۹)

''کیا وہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہو چکے ہیں''

یہ آیت فاسقوں اور کافروں کے بارے میں ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا بندہ اپنے اللہ کی نافرمانی بھی نہیں کرتا اور اس کی پکڑ سے بے خوف بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اسے گناہوں کی سزا بعد میں دی جائے اور اس میں دھوکہ پیدا ہو چکا ہو۔ان کے دل گناہوں سے مانوس ہو جاتے ہیں اور ان پر اچانک عذاب آ جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جائیں اور اسے بھول جائیں تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں اپنے ذکر سے غافل کر دے۔ ان کی طرف آزمائشیں جلدی آتی ہیں اور ان کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کی رحمت سے دور ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کے گناہوں کو جانتا ہے جو یہ نہیں جانتے ،انہیں اللہ تعالیٰ کی تدبیریں گھیر لیتی ہیں اور انہیں پتہ بھی نہیں چلتا اور یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو آزمائشوں اور امتحان میں ڈال دیتا ہے اور وہ صبر نہیں کر سکتے جو خود آزمائش کی ایک صورت ہوتی ہے۔''

اسلاف کرام کا برے خاتمہ سے ڈرنا

حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں کہ اَسلاف پر برے خاتمہ (انجام رموت) کا خوف طاری رہتا تھا۔ ان میں ایسے بھی تھے جو اپنے اعمال پر قلق محسوس کرتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ نیکوکاروں کے دل خاتمہ کے بارے میں ہر وقت فکر مند رہتے ہیں کہ ہم نے آگے کما کر کیا بھیجا ہے؟

سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ انہوں نے بعض سلف صالحین سے پوچھا کہ کیا آپ کو اس بات نے بھی رُلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا آپ کے متعلق فیصلہ کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو مہلت دی ہے، میں اس پر کبھی مطمئن نہیں رہتا۔امام سفیان بھی اپنے اعمال اور خاتمہ کی وجہ سے قلق محسوس کیا کرتے تھے اور رو کر کہتے تھے کہ ''کاش !میں اُمّ الکتاب میں بدبخت نہ لکھا جاؤں، میں ڈرتا ہوں کہ موت کے وقت میرا ایمان کہیں مجھ سے چھین نہ لیا جائے۔''

مالک بن دینار رات کو بہت طویل قیام کرتے اور اپنی داڑھی پکڑ کر کہتے کہ

''اے اللہ !تو جانتا ہے کہ جنت میں کون ہے اور جہنم میں کون ہے، اے اللہ !میری جگہ تو نے کہاں بنائی ہے: جنت میں یا جہنم میں!''

موت کے وقت سلف کے چند اقوال

اب ہم آپ کے سامنے نصیحت اور عبرت کے لئے سلف صالحین کے چند واقعات بیان کرتے ہیں کہ وہ قربِ مرگ کیا کہتے تھے۔

☆ حضرت ابوہریرہؓ جب فوت ہونے کے قریب ہوئے تو رونے لگے۔ جب آپ سے رونے کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ''میں اس لئے رو رہا ہو کہ سفر بہت لمبا ہے اور زادِ راہ بہت تھوڑا

 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور یقین کمزور ہے اور اترنے کی گھاٹی بہت مشکل ہے یا تو جنت کی طرف اور یا پھر جہنم کی طرف!"

☆ حضرت معاویہؓ جب فوت ہونے کے قریب ہوئے تو فرمانے لگے کہ

"مجھے اٹھا کر بٹھا دو چنانچہ آپ کو بٹھا دیا گیا تو آپ اللہ کا ذکر اور تسبیح و تقدیس کرنے لگے اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ اے معاویہ! تو اپنے آپ کو گرتا دیکھ کر اب اپنے رب کا ذکر کرنے لگا۔ جب جوانی کی ٹہنیاں تر و تازہ تھیں، اس وقت تو نے کیوں نہ سوچا اور پھر رونے لگے حتیٰ کہ رونے کی آواز بلند ہونے لگی اور پھر فرمانے لگے: هو الموت لا مُنجي من الموت والذي أحاذر منه الموت أدهى وأفظع "موت سے کسی کو نجات نہیں جس موت سے میں ڈرتا ہوں وہ نہایت سخت اور ہولناک ہے"

پھر کہنے لگے: اے اللہ! سیاہ کار اور سخت دل بوڑھے پر رحم و کرم فرما، اے اللہ! زادِ راہ تھوڑا ہے میری خطاؤں کو معاف فرما اور اسے بخش دے جس کا تیرے سوا کوئی سہارا اور جائے پناہ نہیں"

☆ حضرت عمروؓ بن عاص کے متعلق مروی ہے کہ جب وہ فوت ہونے کے قریب ہوئے تو اپنے محافظوں اور خادموں کو اپنے قریب بلا کر فرمانے لگے کہ کیا تم اللہ سے میرے متعلق کچھ کفایت کر سکتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہرگز نہیں، تو فرمانے لگے: تم یہاں سے چلے جاؤ اور مجھ سے دور ہو جاؤ پھر انہوں نے پانی منگوا کر وضو کیا اور کہنے لگے کہ مجھے مسجد کی طرف لے چلو۔ آپ کو مسجد میں لایا گیا تو آپ فرمانے لگے:

"اے اللہ! تو نے مجھے حکم دیا اور میں تیری نافرمانیاں کرتا رہا، تو نے مجھے امانت سونپی اور میں خیانت کرتا رہا، تو نے میرے لئے حدود متعین کیں اور میں انہیں توڑتا رہا۔ اے اللہ! میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے جسے میں آج تیرے سامنے پیش کر سکوں اور نہ کوئی طاقتور میری مدد کر سکتا ہے بلکہ میں تو گنہگار ہوں اور تیری بخشش کا طلبگار ہوں اور مجھے اپنے گناہوں پر اصرار بھی نہیں اور نہ ہی میں تکبر کرنے والا ہوں۔"

(اغتنام الأوقات فی باقیات الصالحات، ص ۱۴۳ از شیخ عبدالعزیز سلمان)

☆ جب سلیمان تیمی فوت ہونے کے قریب ہوئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ کو مبارک ہو، آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے تھے، وہ فرمانے لگے: تم مجھے ایسے نہ کہو، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ میرے لئے وہاں کیا ظاہر ہوگا۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ﴾ (الزمر:۴۷)

"اور ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ ظاہر ہوگا، جس کا انہیں وہم و گمان بھی نہیں تھا"

بعض اہل علم یوں کہہ کر فکر مندی کا اظہار کرتے کہ "وہ نیکیاں سمجھ کر اعمال کرتے رہے لیکن دراصل وہ برائیاں تھیں جو میدانِ حشر میں ان کے سامنے ظاہر کر دی جائیں گی"

☆ عامر بن قیس بھی فوت ہونے کے وقت رونے لگے جب ان سے رونے کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے فرمایا: میں اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے رو رہا ہوں ﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُتَّقِينَ﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ تو متقین کے اعمال قبول کرتا ہے'' (المائدہ:۲۷)

بعض کا یہ عمل تھا کہ وہ اپنے آپ کو ڈانٹتے اور نصیحت کرتے کہ اے نفس! وقت گزرنے سے پہلے جلدی کرلے اور زندگی کے دن اور راتوں کی پہرہ داری کر (یعنی دن اور رات اللہ کی عبادت کرتا رہ!)

جب سلف صالحین کا یہ حال ہے تو ہمیں ان سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔ ہمارے دل سخت ہیں اور ہم اپنی لاعلمی کی وجہ سے بے پرواہ ہیں۔ اس لئے بھی کہ صاف دل معمولی مخالفت سے بھی ڈرتے ہیں جبکہ سخت دلوں پر وعظ ونصیحت بھی اثر نہیں کرتے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے دل، رونے والی آنکھ اور ذکر کرنے والی زبان کا سوال کرتے ہیں، بے شک وہی یہ چیزیں عطا فرمانے پر قدرت رکھتا ہے!

برے خاتمہ کے اسباب

اللہ ہمیں برے انجام سے بچائے۔ یاد رہے کہ برا خاتمہ ایسے شخص کے لئے نہیں ہے جو اپنے ظاہر کو درست کرتا اور اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے۔ برائی کے ساتھ اس کا ذکر سنا گیا اور نہ جانا گیا ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ برا انجام تو ایسے شخص کے لئے ہے جس کے دل ودماغ میں فتور ہے اور وہ کبائر پر اصرار کرنے والا اور اللہ کی حدود کو پامال کرنے والا ہے۔ بسا اوقات اس پر اس چیز کا غلبہ اس قدر ہوجاتا ہے کہ اسے توبہ سے پہلے ہی موت آجاتی ہے۔ شیطان اسے صدمہ کے وقت گمراہ کردیتا اور دہشت کے وقت اسے اچک لیتا ہے یا وہ درست ہوجاتا ہے یعنی استقامت اختیار کرتا ہے یا پھر اپنی حالت بدل کر کسی ایسے طریقے یا راستے پر چل پڑتا ہے جو اُس کے برے خاتمہ اور عاقبت کی بربادی کا سبب بن جاتا ہے...... برے خاتمہ کے دو درجے ہیں:

اوّل: یہ کہ فوت ہوتے وقت دل پر شکوک وشبہات اور انکار کا غلبہ ہو اور یہ معاملہ بڑا خطرناک ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پکا جہنمی بنا سکتا ہے۔

دوم: یہ کہ انسان اعلیٰ اَقدار کو پامال کرے یا اَحکامِ الٰہی پر اعتراض کرے یا وصیت میں ظلم وزیادتی کرے یا گناہوں پر اصرار کرتے کرتے فوت ہوجائے، یہ پہلے معاملے سے قدرے مختلف ہے۔

برے خاتمہ کے تمام اسباب کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا تو ممکن نہیں ہے لیکن ہم ان تمام اسباب کی طرف اختصار کے ساتھ صرف اشارہ کردیتے ہیں:

(۱) : <u>بدعات میں پڑنے کی وجہ سے شکوک اور انکار کا شکار ہوجانا:</u> اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اسماء وافعال میں دیکھا دیکھی یا غلط رائے کی بنیاد پر باطل عقیدہ رکھا جائے۔ اور جب موت کا وقت قریب آئے تو تب آنکھیں کھلیں کہ میں جس نظریے اور عقیدے کو اپنائے پھرتا رہا، وہ تو باطل اور بے بنیاد عقیدہ تھا۔ بے شمار لوگ اس حال میں مرگئے کہ انہوں نے اللہ کے دین میں بدعات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جاری وساری کیا تھا اور صراطِ مستقیم سے کج روی اور انحراف کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے پہلی ملاقات میں ان پر حقیقتِ حال واضح ہوگئی۔

ابن فارض عمر بن علی حموی (متوفی ۶۳۲ھ) نامی شخص اللہ تعالیٰ کے متعلق اتحاد اور حلول کا فاسد عقیدہ رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ بندہ رب ہے اور رب بندہ ہے۔ جبکہ جن با اعتماد لوگوں نے اس کی موت کا وقت دیکھا ہے، بتاتے ہیں کہ جان کنی کے عالم میں اپنی بد بختی اور ہلاکت کا ماتم اس نے ان اشعار کے ذریعے کیا: (ابن فارض فی سیر اعلام النبلاء، وفیات الاعیان)

إن كان منزلتي في الحبّ عندكم ... ما قد رأيتُ فقد ضيّعت أيامي

أمنية ظفرت نفسي بها زمنا ... واليوم أحسبها أضغاث أحلامي

''اگر تمہارے ہاں میری محبت ومودّت کا یہی صلہ ہے جو مجھے مل رہا ہے تو میں نے اپنے دن ضائع کر دیے۔ ایک عرصہ تک میرا نفس میری آرزو پر کامیاب اور فتح یاب رہا اور آج میں اس کامیابی کو پریشان کن خواب سمجھتا ہوں۔''

یہ بات اس نے اس وقت کہی جب اس پر اللہ کا غضب نازل ہو چکا تھا اور اس کی کرتوتوں کی حقیقت کھل کر سامنے آچکی تھی۔ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ بدعتی کا خاتمہ ایمان کی حالت میں ہو۔

(۲) توبہ کرنے میں کوتاہی اور غفلت کرنا: ہر مکلف انسان پر ہر لحہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (النور:۳۱)

''اے مؤمنو! تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو، تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ''

اور نبی اکرم ﷺ جن کے تمام اگلے پچھلے گناہ اللہ نے معاف فرما دیے تھے، فرماتے ہیں:

يأيها الناس توبوا إلى الله فإني أتوب في اليوم مائة مرّة (رواہ مسلم)

''اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ کرو میں روزانہ سو مرتبہ اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہوں''

شیطان کے ہتھیاروں میں سے ایک بہت بڑا ہتھیار جس کے ساتھ وہ لوگوں پر حملہ آور ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ یہ خیال دل میں ڈالتا ہے کہ کوئی بات نہیں، گناہ کرلو پھر توبہ کرلینا، ابھی بڑی لمبی عمر باقی ہے۔ اس طرح وہ نافرمان لوگوں کے دلوں میں توبہ سے غفلت ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تو نے اب توبہ کرلی اور پھر کوئی گناہ کا ارتکاب کیا تو تیری توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور تو جہنمی بن جائے گا۔ دل میں مزید وسوسہ یہ ڈال دے گا کہ جب تیری عمر پچاس یا ساٹھ سال ہوجائے گی تو پھر توبہ کرکے مسجد میں بیٹھ جانا اور کثرت سے عبادت کرنا۔ ابھی تو جوانی کی عمر ہے اور اسی عمر میں دنیا کی رنگینیاں اور بہاریں دیکھی جاتی ہیں۔ اپنے نفس کو خوب من مانی کرنے دے اور عبادت وریاضت کرکے ابھی سے اس پر سختی نہ کر۔ انسان کو توبہ سے محروم رکھنے کے لئے اس طرح کے کئی اور بھی شیطانی مکروفریب ہوتے ہیں۔ اسی لئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلف صالحین میں سے کسی نے کہا ہے کہ

''میں تمہیں شیطان کے بہت بڑے لشکر سے ڈراتا ہوں۔ عقلمند مؤمن وہ ہے جو ہر وقت اپنے گناہوں سے اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہے اور برے خاتمہ سے ڈرتا رہتا ہے اور اللہ سے اس کی محبت کا سوال کرتا ہے اور ظالم شخص تو وہ ہے جو توبہ کو مؤخر کرتا رہتا ہے۔ اس کی مثال اس قافلہ کی ہے جس نے دورانِ سفر ایک وادی میں قیام کیا اور ان میں سے ایک سمجھدار آدمی بازار گیا اور جاکر ضروریاتِ سفر خرید لایا اور قافلے کے چلنے کا انتظار کرنے لگا۔ جبکہ اپنے آپ کو بڑا چالاک سمجھنے والا آرام سے بیٹھا رہتا ہے کہ کوئی بات نہیں، ابھی تیاری کرلوں گا۔ یہاں تک کہ میر کارواں چلنے کا حکم دے دیتا ہے اور اس کے پاس زادِ راہ بھی نہیں ہوتا۔ یہ دنیا میں لوگوں کے لئے مثال ہے...... سچے مؤمن کو جب موت آتی ہے تو وہ پشیمان نہیں ہوتا جبکہ نافرمان (توبہ میں تاخیر کرنے والا) کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے اب دنیا میں بھیج دے، میں جاکر نیک اعمال کروں گا''

(۳) __لمبی امیدیں:__ اکثر لوگوں کی بدبختی کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ شیطان کے فریب میں آجاتے ہیں اور وہ انہیں یہ یقین دلاتا رہتا ہے کہ ان کی عمر بڑی لمبی ہے، بہت سال آنے والے ہیں۔ انسان ان میں لمبی امیدیں بنالیتا ہے اور آنے والے سالوں میں اپنی ہمت لڑاتا ہے۔ جب کبھی اسے موت نظر آتی ہے تو اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کے خیال میں موت اس کی آرزوں کو گدلا کردیتی ہے۔

حضرت علیؓ لمبی اُمیدوں اور خواہشاتِ نفس کی پیروی سے بڑا ڈرا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ لمبی امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور خواہشاتِ نفس کی پیروی حق کی اتباع سے روک دیتی ہے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ'' خبردار دنیا پیچھے کی جانب پھرنے والی ہے اور آخرت جلدی سے آنے والی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں۔ تمہیں چاہئے کہ تم آخرت کے بیٹے بنو، دنیا کے بیٹے نہ بنو۔'' آج حساب وکتاب نہیں بلکہ عمل کرنے کا موقع ہے اور کل روزِ قیامت حساب وکتاب ہوگا اور عمل کی مہلت نہیں ملے گی۔ اور جب انسان دنیا سے محبت کرنے لگے اور اسے آخرت پر ترجیح دینے لگے تو وہ اس دنیا کی زیب وزینت، عیش وعشرت اور لذتوں میں پڑکر آخرت میں اپنا گھر ایسے لوگوں کے ساتھ جوارِ رحمت میں بنانے سے محروم رہتا ہے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ۔

اعمالِ صالحہ میں سبقت اختیار کرنا جھوٹی اُمید سے متاثر نہ ہونے کی علامت ہے کیونکہ ایسے شخص کو گنتی کے چند سانس، زندگی کے چند دن اور عمر کے اوقات کو غنیمت سمجھنا آسان ہوتا ہے...... اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ جو وقت گزر جائے وہ پھر لوٹ کر نہیں آتا!!

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے کندھے سے پکڑ کر فرمایا: ''دنیا میں ایسے رہو جیسے تم پردیسی یا مسافر ہو'' اور عبداللہ بن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کر اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کر۔ اور بیماری سے پہلے صحت کو اور موت سے پہلے زندگی کو غنیمت سمجھ"

نبی کریم ﷺ نے مؤمنوں کی ایسی چیزوں کی طرف رہنمائی فرمائی ہے جو انہیں لمبی امیدوں سے بچا کر فانی دنیا کی حقیقت سمجھانے والی ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے حکم دیا ہے کہ

''موت کو یاد کرو، قبروں کی زیارت کرو اور فوت ہونے والوں کی تجہیز و تکفین کر کے، ان کا جنازہ پڑھو۔ بیماروں کی تیمارداری کرو، نیک لوگوں کی ملاقات و زیارت کرو"

دراصل یہ چیزیں مردہ دلوں کو بیدار کرنے والی ہیں، موت کے بعد اپنے ساتھ پیش آنے والا منظر دکھانے والی اور اعمالِ صالحہ پر آمادہ کرنے والی ہیں۔

(۴) برائی سے محبت کرنا اور اسے عادت بنالینا: جب انسان برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور توبہ نہیں کرتا تو شیطان اس کی سوچ پر حاوی ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ آدمی قریب المرگ ہوتا ہے تو اس کے عزیز و اقارب اسے کلمہ پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں تاکہ دنیا سے جاتے وقت اسے کلمہ پڑھنا نصیب ہو جائے لیکن اس کی برائیاں اس پر غلبہ پالیتی ہیں اور وہ ایسے کام کرتا ہے جو اس کے برے خاتمہ کا سبب بن جاتے ہیں۔ کیا نماز کو ترک کرنے والے اس بات سے نہیں ڈرتے کہ وہ نماز کو ضائع کر رہے ہیں اور انہیں نصیحت بھی کی جاتی ہے لیکن وہ نصیحت قبول نہیں کرتے۔ کیا انہیں اپنے برے انجام سے ڈر نہیں آتا۔ سودی کاروبار کرنے والے جو اپنے اس حرام فعل سے توبہ بھی نہیں کرتے، کیا انہیں ڈر نہیں آتا کہ اس جرمِ عظیم اور گناہِ کبیرہ کی حالت میں انہیں موت آجائے۔ اور جب بندہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو اس کے لئے اللہ کی طرف سے خیر و برکت لوٹ آتی ہے۔ اسی لئے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ

''عاصی کا عجز و انکسار، نیک آدمی کے اپنے اچھے اعمال پر فخر کرنے سے زیادہ اچھا ہے"

''جو عمل تجھے عاجزی کی دولت عطا کرے، وہ ایسی نیکی سے بہتر ہے جو تیرے اندر تکبر پیدا کردے"

اللہ کے نیک بندے ابان بن ابی عیاشؒ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ

''ایک دفعہ میں قیامِ بصرہ کے دوران حضرت انس بن مالکؓ سے ملاقات کے لئے نکلا۔ میں نے دیکھا کہ ایک جنازے کو صرف چار آدمی اُٹھا کر لا رہے تھے، میں نے بطورِ تعجب کہا: سبحان اللہ! ایک مسلمان فوت ہو گیا ہے، بصرہ شہر سے اس کا جنازہ گزر رہا ہے اور جنازے کے ساتھ ان چار آدمیوں کے سوا کوئی بھی نہیں۔ ابان بن ابی عیاشؒ کہتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ مل گیا اور جنازہ کو اٹھایا پھر جب اس آدمی کو قبر میں دفن کر دیا گیا تو میں نے ان چار آدمیوں سے کہا: کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں ایک عورت نے اسے دفن کرنے کے لئے کہا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اس عورت کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ اے اللہ کی بندی! تیرا اس فوت ہونے والے بندے سے کیا رشتہ تھا۔ وہ کہنے لگی کہ وہ میرا بیٹا تھا اور بعض اوقات وہ اپنے آپ پر زیادتی کرنے والا تھا۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ امی جان! جب میں فوت ہونے لگوں تو مجھے کلمہ شہادت پڑھنے کی تلقین کرنا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

، تیرے تلقین کرتے کرتے میں اپنی زندگی پوری کر جاؤں گا۔ تو اپنے قدم میرے گالوں پر رکھ دینا اور ساتھ یہ کہنا کہ یہ بدلہ ہے ایسے شخص کا جس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ میرے فوت ہونے کی کسی کو اطلاع نہ دینا کیونکہ لوگ میری کرتوتوں کو جانتے ہیں، وہ ہرگز میرا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔ پھر جب تو مجھے دفن کردے تو اپنے ہاتھوں کو اللہ کی بارگاہ میں اٹھا کر یہ کہنا کہ

''اے اللہ! میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہوجا!''

جب ابان بن ابی عیاشؒ اس عورت سے سوال کر رہے تھے تو وہ مسکرا رہی تھی۔ ابان نے اس سے کہا کہ اللہ کی بندی! مسکرانے کی کیا وجہ ہے؟ وہ عورت کہنے لگی: جب میں نے اپنے بیٹے کے دفن ہونے کے بعد اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر کہا کہ ''یا اللہ! میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں، تو بھی اس سے راضی ہوجا، جو اس نے مجھے وصیت کی تھی، میں نے پوری کردی''۔ تب میں نے اپنے بیٹے کی آواز سنی کہ وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ ''میں اپنے رب کریم کے پاس پیش ہوا ہوں، میرا رب نہ مجھ پر ناراض ہوا ہے اور نہ غضبناک''...... اگر آدمی کے نفس میں عاجزی و انکساری موجود ہو تو وہ فوت ہوتے وقت ظاہر ہوجاتی ہے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو ہم اللہ سے اس کی پناہ مانگتے ہیں''

(میزان اعتدال للذہبی وتہذیب التہذیب لابن حجر، ترجمہ ابان بن ابی عیاش)

(۵) خودکشی: مسلمان کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اپنے اللہ سے اجروثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اجروثواب سے نوازتے ہیں اور اگر وہ جزع وفزع کرے اور زندگی سے تنگ آجائے اور بیماریوں، مصائب و آلام سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے خودکشی کی راہ اختیار کرے تو ایسے آدمی نے یقیناً اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اللہ کے غضب کو پکارا اور بلاوجہ اپنے آپ کو قتل کردیا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''جو کوئی اپنے آپ کو پھانسی دے گا، اسے جہنم میں پھانسی دی جائے گی اور جو اپنے آپ کو نیزہ مار کر ختم کرے گا، اسے جہنم میں نیزے مارے جائیں گے''

سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ کفار کی نبی کریم ﷺ سے مڈبھیڑ ہوگئی اور نبی کریم ﷺ اپنے لشکر سے جا ملے، کفار بھی اپنا لشکر لے آئے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں میں ایک آدمی تھا جو بڑی دلیری سے ہر مسلح، غیر مسلح کا پیچھا کرتا اور اپنی تلوار سے اس پر حملہ آور ہوجاتا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ہم میں سے کوئی بھی اس دلیر آدمی کے اجر کو نہیں پہنچ سکتا۔ رسولِ مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''وہ جہنمی ہے''۔ وہیں ایک آدمی نے اس کے بارے میں بتایا کہ ''میں اس کے ساتھ نکلا۔ جہاں وہ ٹھہرتا، میں بھی ٹھہر جاتا، ار جب وہ چلتا تو میں بھی اس کے ساتھ چل پڑتا۔ حتیٰ کہ وہ آدمی شدید زخمی ہوگیا اور اپنی تکلیف پر صبر نہ کرسکا۔ اس نے اپنی تلوار زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک پر اپنا پیٹ رکھ کر جھول گیا اور خودکشی کرلی۔ یہ سب کچھ دیکھنے والا وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آکر کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کس وجہ سے تو یہ گواہی دیتا ہے تو اس نے کہا کہ ابھی آپؐ جس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی کے متعلق کہہ رہے تھے کہ وہ جہنمی ہے تو لوگوں کو یہ بات سمجھ نہ آئی۔ میں نے انہیں کہا کہ چلو میں تمہارے ساتھ اس کے پاس چلتا ہوں پھر لوگوں کو پوری بات سنائی۔ اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

''ایک آدمی لوگوں کی نظروں میں جنتیوں والے اعمال کرتا ہے اور وہ جہنمیوں میں ہوتا ہے اور ایک آدمی لوگوں کی نظروں میں جہنمیوں والے اعمال کرتا ہے جبکہ وہ جنتی ہوتا ہے (متفق علیہ)

(٦) منافقت/نفاق: ظاہر باطن سے مختلف ہو اور قول و فعل میں تضاد ہو۔ جس انسان میں دوغلا پن یا اس کے ظاہر و باطن میں اختلاف پایا جائے، وہ منافق ہوتا ہے۔ جو انسان ریاکار اور دھوکے باز ہو وہ بھی منافق ہے۔ عنقریب مرگ کے بعد اسے بھی رب کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور موت کی سختی کی وجہ سے اس پر موت کی ہچکیاں طاری ہوں گی۔ دنیا میں آنے کے بعد سے انسان پر سب سے بڑی تکلیف کا وقت یہی ہوگا۔ سلف میں سے کسی نے کہا کہ

''جب انسان کا ظاہر و باطن ایک جیسا برابر ہو تو یہ انصاف اور عدل ہے اور جب باطن ظاہر سے بہتر ہو تو یہ بہت بڑی فضیلت ہے اور جب ظاہر باطن سے مختلف ہو تو یہ بہت بڑا ظلم ہے''۔

صحابہؓ اور سلف صالحین اپنے آپ کے نفاق میں مبتلا ہو جانے سے بہت ڈرتے تھے اور اس سے ان کی تکلیف اور پریشانی شدت اختیار کر جاتی تھی۔ ایک دفعہ عمر فاروقؓ نے فتنوں اور منافقین کے متعلق رازدانِ رسول حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے سوال کیا کہ ''کیا نبی کریم ﷺ نے میرا نام منافقین میں تو نہیں شامل کیا''۔ حذیفہ بن یمانؓ نے فرمایا کہ ''نہیں لیکن میں آپ کے بعد کسی کی تصدیق نہیں کروں گا''

مسند بزار میں بسند صحیح مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ''میں قریش میں زیادہ مال و دولت والا ہوں اور مجھے ڈر محسوس ہوتا ہے کہ کہیں میرا یہ مال مجھے ہلاک ہی نہ کر دے''۔ حضرت امّ سلمہؓ نے فرمایا کہ تم صدقہ و خیرات کرو میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''بے شک میرے بعض صحابی ایسے بھی ہیں جو مجھ سے اس جدائی کے بعد دوبارہ نہیں ملیں گے'' حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ وہاں سے نکلے اور ان کا دل خوف سے پارہ پارہ ہو رہا تھا کہ ان کی ملاقات حضرت عمر فاروقؓ سے ہوئی ہے تو انہوں نے عمر فاروقؓ کو اس کے بارے میں بتایا۔ وہ بھی گھبرا گئے اور اُمّ سلمہؓ کے پاس جا کر عرض کرنے لگے کہ میں اللہ کے واسطے تم سے پوچھتا ہوں، کیا میں ان میں سے تو نہیں؟۔ اُمّ سلمہ نے جواب دیا کہ

''آپ ان میں شامل نہیں ہیں اور آپ کے بعد میں کسی کی براءت نہیں کرتی''

مسلمان بھائیو! یہ برے خاتمہ کے چند موٹے موٹے اسباب ہیں اور میں اپنے آپ کو اور آپ سب کو اس بارے میں توجہ دلاتا ہوں کہ یہ اسباب کہیں ہم میں نہ ہوں۔ ہر ایک کو اس چیز کی تیاری کرنی چاہئے جو اس کے لئے بہتر ہے اور ''عنقریب کروں گا'' کہنے سے بچنے کی ضرورت ہے۔ عمر تھوڑی ہے، تیرا ہر سانس تجھے تیرے خاتمہ کی طرف بلا رہا ہے، ممکن ہے کہ تیری روح اسی حالت میں قبض کر لی جائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تجھے اپنی زندگی سنوارنے کا موقع نہ ملے ۔ یاد رہے کہ جس حالت میں انسان مرے گا، اسی پر اٹھایا جائے گا اور انجام کا وقت آنے والا ہے ۔ بعض لوگوں کے برے انجام کو یاد کر کے عبرت پکڑنی چاہئے شاید کہ گزرے واقعات سے سبق حاصل ہو جائے کیونکہ ان میں کان لگا کر اللہ کی باتیں سننے اور دل والے کے لئے عبرت اور نصیحت ہے۔

برے انجام کی چند مثالیں

برے انجام کا پتہ دینے والی علامتیں تو بہت زیادہ ہیں جن میں بعض بیماری یا تکلیف کے دوران ظاہر ہو جاتی ہیں اور آدمی اللہ کی تقدیر پر ناراض ہوتا یا اعتراض کرنے لگتا ہے ۔ بعض اوقات آدمی قریب المرگ ہو کر ایسی گفتگو کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن جاتی ہے یا اسے کلمہ شہادت پڑھنے میں مشکل پیش آتی ہے ۔ بعض دفعہ میت کو غسل دیتے وقت اس پر برے خاتمے کی علامت ظاہر ہوتی ہے ۔ رنگت وغیرہ تبدیل ہو جاتی ہے ۔ بعض دفعہ قبر میں اتارتے وقت اور بعض دفعہ دفن کرنے کے بعد انسان پر برے خاتمہ کی علامتیں نظر آ جاتی ہیں ۔ ہم نصیحت اور عبرت کے لئے چند ایسے واقعات کا ذکر کریں گے جن میں برے خاتمہ کی کوئی علامت پائی جاتی ہو:

☆ حافظ ابن رجب حنبلی بیان کرتے ہیں کہ عبدالعزیز بن روّاد نے کہا کہ میں ایک قریب المرگ آدمی کے پاس گیا کہ اسے کلمہ شہادت پڑھنے کی تلقین کروں ۔ اس قریب المرگ آدمی نے کہا کہ جو کچھ تو کہہ رہا ہے، میں اس کا انکار کرتا ہوں اور اسی حالت میں وہ مر گیا ۔ عبدالعزیز بن رواد کہتے ہیں کہ میں نے اس کے متعلق لوگوں سے سوال کیا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ آدمی شراب پیتا تھا ۔ عبدالعزیز کہا کرتے تھے کہ گناہوں سے بچو ۔ کیونکہ گناہوں کے سبب ہی اس آدمی نے کلمہ شہادت پڑھنے سے انکار کیا ۔

☆ کئی سال پہلے سعودی عرب کے صوبہ قَصِیم میں ایک واقعہ پیش آیا تھا ۔ جس کی بازگشت اخبارات میں بھی سنی گئی ۔ اس خبر کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک آدمی نے قریب المرگ حالت میں اپنے اللہ تعالیٰ پر اپنی بیماری کی وجہ سے اعتراض کیا ۔ اس کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے والے اس کے بعض دوست آئے ، انہوں نے اس سے کہا: یہ وہ قرآن ہے جسے تو پڑھتا تھا، اپنے اللہ سے ڈر اور اسے کلمہ شہادت پڑھنے کی تلقین کرنے لگے ۔ وہ قریب المرگ آدمی کہنے لگا: نہ میں قرآن کو مانتا ہوں اور نہ کلمہ شہادت کو جانتا ہوں اور وہ اسی حالت میں فوت ہو گیا ۔ ہم اللہ سے اس ذلت و رسوائی کی پناہ مانگتے ہیں ۔

☆ ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ مجھے ابوالحسن بن احمد فقیہ نے بیان کیا کہ ہمارے پاس ایک آدمی تھا جب اسے موت آنے لگی تو اس سے کہا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو ۔ وہ کہنے لگا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے ۔ پھر اس سے کہا گیا کہ تم لا الہ الا اللہ پڑھ لو، وہ کہنے لگا کہ مجھے اس کی بھی ضرورت نہیں ہے ۔
میں نے لوگوں سے سنا کہ وہ آدمی بہت بڑا عبادت گزار اور روزے رکھنے والا تھا ۔ اس پر بڑی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکلیف آئی اور وہ فتنے میں مبتلا ہوگیا۔ میں نے اس سے سنا: وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے جن آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا ہے، ان کے بدلے اگر اللہ مجھے جنت دے دے تو ان کا بدلہ وہ جنت بھی نہیں ہے اور پھر وہ کہنے لگا: اس تکلیف سے بڑی تکلیف اور کیا ہوسکتی ہے اور اگر یہ عذاب نہیں تو پھر عذاب سے کیا مراد ہے؟......

یہ واقعہ بھی برے خاتمہ پر دلالت کرتا ہے۔

☆ اسی طرح میت کو غسل دیتے وقت ظاہر ہونے والی بری علامات بھی بے شمار ہیں جن میں سے ایک کو شیخ قحطانی نے اپنے خطاب میں بیان کیا کہ میں فوت شدگان کو غسل دیا کرتا تھا۔ ان میں سے بعض افراد کا رنگ نہایت سیاہ ہوجاتا ہے اور بعض کا دایاں ہاتھ قبض ہوجاتا اور بعض کا ہاتھ اس کی دُبر میں داخل ہوجاتا اور بعض کی دبر سے نہایت گندی بدبو آنے لگتی اور بعض سے ایسی آواز سنائی دیتی کہ گویا اس کی دبر میں آگ کے انگارے داخل کئے جارہے ہیں۔ شیخ قحطانی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک میت کو ہمارے پاس غسل دینے کے لئے لایا گیا۔ جب ہم اسے غسل دینے لگے تو اس کا رنگ نہایت سیاہ ہوگیا حالانکہ پہلے اس کا رنگ سفید تھا۔ میں غسل دینے والی جگہ سے باہر نکلا اور مجھے خوف محسوس ہورہا تھا۔ میں نے باہر کھڑے ایک آدمی کو دیکھا اور اس سے دریافت کیا کہ یہ میت تمہاری ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، میں اس کا والد ہوں۔ میں نے کہا: یہ آدمی کیا کرتا تھا؟ اس نے کہا: یہ نماز نہیں پڑھتا تھا، تو میں نے کہا، اپنی اس میت کو لے جاؤ اور خود غسل دے لو۔ (تذکرۃ الاخوان بخاتمۃ الانسان)

☆ قبر میں اتارتے وقت پیش آنے والا ایک واقعہ یوں ہے۔ شیخ قحطانی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نمازِ عصر کے بعد قبرستان کی طرف گیا اور ایک فوت ہونے والے آدمی کی قبر بنائی۔ میرے ہاتھوں پر مٹی لگی تھی اور میں اپنے ہاتھوں کو دھونے کا ارادہ کر رہا تھا کہ ایک جنازہ آگیا اور تقریباً پچاس آدمی اس جنازے کے ساتھ تھے۔ ان میں سے ایک آدمی نے مجھے آواز دی کہ خدا کے لئے ہمارے ساتھ قبر بنانے میں مدد کرو کیونکہ ہم اچھی قبر نہیں بنا سکتے۔ بہرحال میں نے ان کے ساتھ قبر بنانی شروع کردی، قبر بنا کر ہم اس میت کو دفن کرنے لگے۔ وہ میت کافی فربہ تھی۔ دو آدمیوں نے میرے ساتھ اسے قبر میں اتار دیا۔ میں نے اس میت کے سر کے نیچے رکھنے کے لئے اینٹ طلب کی اور میں نے بند کھول دیئے۔ تو اس میت کا سر قبلہ سے پھر گیا۔ شیخ قحطانی کہتے ہیں کہ میں نے دوبارہ اس کے سر کو پھیر کر قبلہ کی طرف کردیا اور میں میت کے دوسری طرف ہوگیا اور دوسری اینٹ پکڑی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں کھلی ہیں اور اس کے منہ اور ناک سے نہایت سیاہ خون بہہ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھ پر اس قدر ڈر اور خوف طاری ہوگیا کہ میری ٹانگوں نے مجھے اٹھانے سے جواب دے دیا۔

میرے ساتھ دو تین اور آدمیوں نے بھی یہ عجیب وغریب منظر دیکھا۔ پھر انہوں نے مجھے تیسری اینٹ دی اور میں نے دیکھا کہ تیسری مرتبہ بھی اس کا سر قبلہ سے پھر گیا۔ چنانچہ میں نے تو اسے چھوڑ دیا اور فوراً اس قبر کے پاس سے بھاگ گیا اور جو لوگ میرے ساتھ تھے انہوں نے بھی ڈر کی وجہ سے دفن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا باقی کام ویسے ہی چھوڑ دیا اور لحد کو بند کئے بغیر ہی اس پر مٹی ڈال دی۔ اس کے بعد میں نے اس میت کے ساتھ پیش آنے والا منظر سات/آٹھ مرتبہ خواب کی حالت میں دیکھا۔ چنانچہ جب میں عمرہ کرنے کے لئے مکہ مکرمہ میں گیا اور پندرہ دن وہاں قیام کیا تو اللہ نے میرے دل کو سکون عطا فرمایا۔ (تذکرة الاخوان بخاتمة الانسان)

☆ امام قرطبیؒ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھی ابوعبداللہ محمد بن احمد قصیری نے مجھے خبر دی کہ قسطنطنیہ کے حکمرانوں میں کوئی آدمی فوت ہوگیا، چنانچہ اس کے لئے قبر بنائی گئی اور جب لوگوں نے اس میت کو دفن کرنے کا ارادہ کیا تو اچانک ایک بہت بڑا سیاہ رنگ کا سانپ آکر اس قبر میں بیٹھ گیا۔ لوگ اس میت کو اس قبر میں دفنانے سے ڈر گئے اور انہوں نے ایک اور جگہ قبر بنائی۔ وہ سانپ جاکر اس قبر میں بیٹھ گیا۔ قصہ مختصر تیس قبریں بنائی گئیں اور وہ سانپ ہر اس قبر میں جاکر بیٹھ جاتا جس میں اس میت کو دفن کرنے لگتے۔ جب لوگ قبریں بنا بنا کر تھک ہار گئے تو انہوں نے اہل علم سے سوال کیا کہ اب ہم کیا کریں تو انہیں جواب دیا گیا کہ اس میت کو اسی سانپ کے ساتھ ہی دفن کردو۔ نسأل اللہ العافیۃ

☆ تدفین کے بعد برے خاتمہ کی علامت ظاہر ہونے والا ایک واقعہ یوں ہے جسے حافظ ابن قیم نے الروح نامی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ہمارے ساتھی ابوعبداللہ محمد بن الرزیز الحرانی نے مجھے خبر دی کہ میں ایک دن نمازِ عصر کے بعد قبرستان کی طرف گیا۔ جب سورج غروب ہونے کے قریب تھا تو میں قبرستان پہنچ گیا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ان قبروں میں سے ایک قبر ایسی تھی جس سے آگ بلند ہورہی تھی (جیسے چراغ سے آگ نکلتی ہے) اس قبر میں ایک میت بھی تھی۔ میں اسے دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ملنے لگا اور دل میں خیال کرنے لگا کہ میں نیند کی حالت میں ہوں یا جاگ رہا ہوں۔ پھر میں شہر کی طرف واپس آگیا اور میں نے کہا: اللہ کی قسم میں تو جاگ رہا ہوں۔ چنانچہ میں اپنے گھر گیا اور میں مدہوش تھا، میرے گھر والوں نے میرے سامنے کھانا لاکر رکھ دیا لیکن مجھ میں کھانا تناول کرنے کی ہمت ہی نہیں تھی۔ چنانچہ میں شہر کی طرف گیا اور جاکر اس قبر والے آدمی کے متعلق لوگوں سے دریافت کرنے لگا کہ وہ آدمی کیا تھا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ آدمی جعلی کرنسی کا کاروبار کرتا تھا۔

ہم برے خاتمہ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے بعد ٹیڑھا نہ کرے اور ہمیں اپنی خاص رحمت عطا فرمائے، بے شک وہی دینے والا ہے۔

☆ اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک اور صلہ رحمی بھی اچھے خاتمہ کا سبب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "من أحب أن يمدّ له في عمره و يوسع له في رزقه ويدفع عنه ميتة السوء فليتق الله وليصل الرحم" کہ جو چاہتا ہے کہ اس کی عمر اور رزق میں اضافہ ہوجائے اور بری موت سے محفوظ و مامون رہے تو اسے اللہ سے ڈرنا چاہئے اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا چاہئے" (مسند احمد عن علی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ قریب المرگ آدمی کی پیشانی پر اگر پسینہ آجائے تو یہ بھی اس کے اچھے خاتمہ کا سبب ہے۔ امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے انتقال کے وقت آپؐ پر جو موت کی شدت دیکھی تھی، اس کے بعد مجھے کسی پر رشک نہیں آتا کہ اس کی موت آسانی سے آئے۔

حضرت بریدہؓ خراسان میں اپنے بھائی سے ملنے اور اس کی تیمار داری کے لئے گئے۔ جب حضرت بریدہؓ اپنے بھائی کے پاس پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ ان کا بھائی قریب المرگ ہے اور موت کی شدت کی وجہ سے اس کی پیشانی پر پسینہ اتر آیا ہے۔ حضرت بریدہؓ اسے اس حالت میں دیکھ کر فرمانے لگے:

"الله اكبر ...... سمعت رسول الله ﷺ يقول يموت المؤمن بعرق جبينه"

''اللہ بہت بڑا ہے، میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ مؤمن اپنی پیشانی کے پسینہ کے ساتھ فوت ہوتا ہے (یعنی مؤمن کی موت کے وقت پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے)''

☆ اچھے خاتمہ کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن یا جمعہ والی رات موت آجائے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مامن مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلا وقاه الله من فتنة القبر" کہ ''جس مؤمن کو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات موت آجائے، اللہ تعالیٰ اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھیں گے'' اور یہ بھی ممکن ہے کہ کافر اور مشرک کو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات موت آجائے، لیکن وہ کافر یا مشرک عذابِ قبر سے ہرگز نہیں بچ سکے گا کیونکہ مندرجہ بالا حدیث کی رو سے مؤمن ہونا شرط ہے۔

☆ قریب المرگ حالت میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید رکھنا اور اس کے عذاب سے ڈرنا بھی اچھے خاتمہ کا سبب ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک نوجوان آدمی قریب المرگ تھا۔ حضرت رسولِ مقبول ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس نوجوان سے دریافت فرمایا: "كيف تجدك" کہ ''تیرے دل میں کیا ہے'' تو وہ نوجوان کہنے لگا: "یا رسول اللہؐ! والله إني لأرجو من الله وأخاف من ذنوبه" ''کہ اللہ کی قسم مجھے اللہ سے رحمت کی امید بھی ہے اور اپنے گناہوں کا ڈر بھی ہے۔'' حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لا يجتمعان فى قلب عبد مسلم فى هذا الموت الا أعطاه الله مايرجو وآمن مما يخاف" کہ ''قریب المرگ حالت میں جس مؤمن کے دل میں یہ دو چیزیں جمع ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرمائیں گے جس کی وہ امید رکھتا ہے اور جس سے ڈر اور خوف محسوس کرتا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ اس کو بچالیں گے''

☆ قریب المرگ آدمی کے پاس بیٹھ کر اس کے لئے نیک دعا کرنا بھی اس کے اچھے خاتمہ کا سبب ہے کیونکہ اس وقت جو بات بھی کہی جائے اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے:

"قولوا خيراً فان الملائكة يأمنون على ماتقولون" (صحیح مسلم عن اُمّ سلمہ)

''کہ قریب المرگ کے پاس بھلائی کی بات کرو کیونکہ جو کچھ تم اس وقت کہتے ہو فرشتے اس پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمین کہتے ہیں"

خاتمہ: آخر میں، میں حسن خاتمہ کے اسباب ذکر کرتا ہوں کہ انسان کا انجام بالخیر کیسے ہوسکتا ہے:

(الف) ظاہر و باطن اور ہر حالت میں تقویٰ کو لازمی اختیار کرنا چاہئے اور کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنا چاہئے۔ یہ نجات کا واحد راستہ ہے اور آدمی کو گناہوں سے بہت زیادہ ڈرنا چاہئے۔ یقیناً کبیرہ گناہ آدمی کو ہلاک کردیتے ہیں اور صغیرہ گناہوں کی وجہ سے دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے۔

رسولِ مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے آپ کو چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچاؤ۔ اس قوم کی طرح جو ایک وادی میں اترے۔ کوئی ادھر سے ایک لکڑی لے آیا کوئی ادھر سے ایک لکڑی لے آیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنا کھانا تیار کرلیا اور چھوٹے چھوٹے گناہ پتہ نہیں کب آدمی کو ہلاک کردیں۔

(ب) ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور شکر کرنا چاہئے اور جو کوئی ہمیشہ اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے اس کے تمام اعمال کا خاتمہ اسی پر ہوتا ہے اور دنیا سے جاتے وقت اسے کلمہ شہادت پڑھنے کی وجہ سے جنت کی بشارت مل جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت رسول ﷺ نے فرمایا کہ

"جس کی آخری کلام لا اله الا الله ہوگی وہ جنت میں جائے گا"

اس کے ساتھ ساتھ ہر مسلمان کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ دنیا ختم ہونے والا گھر ہے اور یہ ہمیشہ نہیں رہے گی جب آدمی اس بات کو سمجھ لیتا ہے تو پھر وہ دنیا کو اپنے دل میں نہیں بلکہ ہاتھ پر رکھتا ہے یعنی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا اور کثرت سے یہ دعا کرتا ہے: یامقلّب القلوب ثبّت قلبی علیٰ دینك

"اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ"

رسولِ اکرم ﷺ بھی اس دعا کو کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ آپؐ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے پیارے رسولؐ! ہم آپؐ پر بھی ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو آپ اللہ کی طرف سے لے کر آئے۔ کیا پھر بھی آپؐ ہمارے متعلق ڈرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "ہاں! کیونکہ دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے، اللہ جیسے چاہتا ہے، اسے پھیر دیتا ہے۔"

الٰہی! ہم آپ کے اسماءِ حسنٰی اور صفاتِ علیا کے ساتھ سوال کرتے ہیں کہ ہمیں اس حالت میں فوت کرنا کہ تو ہم سے راضی ہو۔ الٰہی ہمارے آخری اعمال کو بہترین بنادے اور اپنی ملاقات کے وقت تو ہم سے خوش اور راضی ہوجا۔ الٰہی! دنیا و آخرت میں ہمیں سچی بات پر ثابت اور قائم رکھنا اور ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا اور ہمیں اپنی رحمت عطا فرما۔ بیشک توہی سب کچھ دینے والا ہے۔ الٰہی! ہمارے پوشیدہ کو ظاہر سے بہتر بنا اور ظاہر کو بھی درست فرمادے، بیشک تو قدرتِ کاملہ رکھنے والا ہے۔

اعلان: مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی نئی تصنیف "صبر وثبات کے پیکر اعظم محمد ﷺ" شائع ہوگئی کر مارکیٹ میں آگئی ہے۔ گذشتہ شمارہ میں شائع ہونے والا مولانا مرحوم کا مضمون "نبی اکرم ﷺ پر قاتلانہ حملے" اسی کتاب کا آخری باب ہے۔ خواہشمند حضرات اس پتہ سے طلب کریں: نجیب الرحمٰن کیلانی، جامع مسجد الایمان، شاہ فرید آباد، ملتان روڈ لاہور فون: 5410756

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور مغرب

محمد عطاء اللہ صدیقی

سیکولرازم کا سرطان

[پہلا حصہ]

سیکولرازم کا مفہوم

گزشتہ پانچ صدیوں کے دوران مغرب کی سیاسی فکر میں اہم ترین تبدیلی ریاستی اُمور سے مذہب کی عملاً بے دخلی ہے، یہی امر سیکولر یورپ کا اہم ترین فکری 'کارنامہ' بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس بات سے قطع نظر..... کہ جدید یورپ میں کلیسا کے خلاف شدید ردِّعمل کے فکری اَسباب کیا تھے اور کلیسا اور ریاست کے درمیان ایک طویل محاذ آرائی بالآخر مؤخرالذکر کی کامل فتح پر کیونکر منتج ہوئی...... بیسویں صدی کے وسط میں استعماری یورپ کی سیاسی غلامی سے آزاد ہونے والی مسلمان ریاستوں میں بھی یہ سوال بڑے شدومد سے زیر بحث لایا گیا کہ مذہب کا ریاستی اُمور کی انجام دہی میں کیا کردار ہونا چاہئے۔ مسلمان ملکوں کا جدید دانشور طبقہ جس کی سیاسی فکر کی تمام تر آبیاری مغرب کے فکری سرچشموں سے ہوئی تھی، مسلمانوں کی ریاست میں اسلامی شریعت کو ایک سپریم قانون کی حیثیت دینے کو تیار نہ تھا، مذہب کے متعلق اپنے مخصوص ذہنی تحفظات کی وجہ سے وہ اسلام کو محض مسلمانوں کی انفرادی یا شخصی زندگی تک محدود دیکھنے کا خواہشمند تھا۔ وہ اسلام اور ریاست کے باہمی تعلق کو بھی مسیحی مغرب کے کلیسا اور ریاست کے تصادم کے تناظر میں بیان کرنے پر مصر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم ممالک کے دینی طبقہ کے متعلق ان کے تاثرات کلیسا کے بارے میں مغربی دانشوروں کے تاثرات سے مختلف نہ تھے۔ مغرب کے کلیسا دشمن دانشوروں نے جس جذباتی انداز میں اہل کلیسا کو جارحانہ تنقید کا نشانہ بنایا تھا، تقریباً وہی ناقدانہ اسلوب مسلمانوں کے اس طبقہ جدید کا بھی تھا۔ وہ اپنے خود ساختہ مفروضات کی بنا پر شدید خدشات کا شکار تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر اسلام کو ریاستی اُمور میں بالادستی عطا کردی گئی تو دینی طبقہ کلیسا کی طرح روشن خیالی، آزادیٔ اظہار اور ترقی پسندی کے تمام اِمکانات کو نہ صرف ختم کردے گا بلکہ روشن خیال طبقہ کو مذہبی آمریت کا تختۂ مشق بھی بنایا جائے گا۔ لہٰذا انہوں نے اسلام کی بجائے سیکولرازم کے نفاذ پر زور دیا۔ یہ طبقہ اَعداد وشمار کے لحاظ سے تو بہت قلیل تھا، لیکن مغربی استعماری طاقتوں کے سیاسی جانشین ہونے کی وجہ سے اِسے بے حد اثر و رسوخ حاصل تھا۔ ان کے خیالات، اُمنگیں اور فکری دھارے عوام کی اجتماعی فکر سے مطابقت نہیں رکھتے تھے۔ مسلمان عوام اسلام کے علاوہ کسی اور قانون کی برتری کا تصور تک قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔ جدید طبقہ اور سوادِ اعظم کے نظریات میں اس واضح خلیج نے آزاد ہونے والی مسلم ریاستوں میں ایک نئے فکری تصادم کو جنم دیا، جس کی مختلف صورتیں آج بھی مسلم ریاستوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان جسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اس کی نظریاتی اَساس اور اسلامی تشخص کو ایک مخصوص لابی کی طرف سے مشکوک و متنازعہ بنانے کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ ۱۱رجون کے اخبارات میں پاکستان کے وزیرداخلہ جناب معین الدین حیدر کی جانب سے نیویارک ٹائمز کو دیئے گئے ایک انٹرویو کے حوالے سے ان کا بیان شائع ہوا کہ ''پاکستان کو ترقی پسند، ماڈرن، بردبار اور سیکولر سٹیٹ ہونا چاہئے۔ وزیرداخلہ نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا کہ حکومت ان ہزاروں مدارس کو کنٹرول کرنے کا فیصلہ کرچکی ہے جہاں نوجوانوں کو جہاد کی تربیت دی جارہی ہے اور جو مغرب کے خلاف نفرت پھیلا رہے ہیں۔ وزارتِ داخلہ نے دوسرے دن یہ وضاحت کرکے اپنی جان چھڑالی کہ وزیرداخلہ کے بیان کو خلط ملط کرکے پیش کردیا گیا ہے اور یہ کہ انہوں نے پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانے کا نہیں کہا۔ مگر اس موضوع پر سیاستدانوں اور رائے عامہ کے حلقوں کی طرف سے فوری طور پر شدید ردِّعمل کے بعد مسلسل اظہارِ خیال کا سلسلہ جاری ہے۔ اُردو اخبارات نے اپنے اداریوں میں واضح کیا ہے کہ سیکولرازم کا تصور مسلم قومیت اور نظریہ پاکستان سے صریحاً متصادم ہے۔ سیکولر طبقہ بھی حسب ِروایت اس بحث میں کود پڑا ہے، وہ مسلسل قوم کو سیکولرازم کا مفہوم سمجھانے میں مصروف ہے۔ ان کے خیال میں سیکولرازم کا مطلب، مذہب دشمنی یا لادینیت نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ریاست کی مذہبی معاملات کے بارے میں غیر جانبداری اور بے نیازی ہے۔ وہ دین پسندوں کو مطعون ٹھہرا رہے ہیں کہ وہ سیکولرازم کے مفہوم تک سے واقف نہیں ہیں۔ انگریزی اخبارات میں چھپنے والے مضامین کا اسلوب بالخصوص یہی رَن لئے ہوئے ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیکولرازم کا مفہوم کیا ہے؟ کیا سیکولرازم اپنے لغوی و اصطلاحی معنوں میں اسلام یا نظریۂ پاکستان سے متصادم ہے؟ اور پھر ایک اہم سوال یہ بھی ہے کہ کیا پاکستان جیسی اسلامی تصور پر قائم ریاست سیکولرازم کی متحمل ہوسکتی ہے؟ یہ معاملہ بھی تحقیق طلب ہے کہ مغرب میں سیکولرازم کو فروغ کیونکر ہوا؟ مغرب میں مختلف اَدوار میں سیکولرازم سے کیا مطلب مراد لیا جاتا رہا اور آج کل عملی طور پر اس نظریے کے نفاذ کے کیا کیا مظاہر سامنے آئے ہیں؟ ان تمام سوالات کے جوابات درج ذیل سطور میں دینے کی کوشش کی گئی ہے:

سیکولرازم کا مطلب

ہم انگریزی زبان کے چند معروف مصادر و مآخذ، انسائیکلوپیڈیاز اور لغات کی روشنی میں سیکولرازم کے مطالب و مفاہیم کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں:

(1) آکسفورڈ ڈکشنری انگریزی زبان کی وسیع ترین ڈکشنری ہے جو پندرہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ علمی اعتبار سے اس اہم ترین لغت میں مختلف الفاظ کے نہ صرف معانی بیان کئے گئے ہیں بلکہ ان معانی کو مزید واضح کرنے کے لئے مختلف اَدوار میں معروف مصنّفین کی طرف سے ان کے استعمالات بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کیے گئے ہیں۔ راقم الحروف کے خیال میں 'سیکولر'، 'سیکولرازم' اور 'سیکولرائزیشن' جیسے الفاظ کے متعلق جس قدر مبسوط تشریح آکسفورڈ ڈکشنری میں ملتی ہے، کسی اور لغت میں نہیں ملتی، صرف 'سیکولر' کے لفظ کو دو صفحات پر بیان کیا گیا ہے۔ اس کے مطالب کی اِسم صفت (Adjective) اور اسم فاعل (Subject) کے دو واضح عنوانات کے تحت وضاحت کی گئی ہے اور پھر ان عنوانات کے مزید ذیلی عنوانات قائم کیے گئے ہیں، ان ذیلی عنوانات کو مختلف مصنفین کی طرف سے تحریر کردہ فقروں کی مثالوں سے بیان کیا گیا ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری کی تمام وضاحتوں کو لفظ بہ لفظ پیش کرنا تو شاید غیر ضروری ہے، البتہ اس کے اہم ترین حصوں کے ترجمے سے اس اہم لفظ کے اصل مفہوم تک پہنچا جا سکتا ہے۔ [جو قارئین سیکولرازم کے بنیادی لفظ سیکولر کا مطلب و مراد ملاحظہ کرنا چاہیں وہ حاشیہ میں دی گئی عبارت ملاحظہ کریں☆ جہاں 'سیکولر' کے لفظ کا اصول اور اصطلاحی مطلب آکسفورڈ ڈکشنری کی روشنی میں تفصیل سے درج کر دیا گیا ہے......]

☆ **سیکولر** (Secular): (۱) یہ لاطینی زبان کے لفظ Seculeer یا Seclert کی بدلی ہوئی انگریزی شکل ہے۔ اس کے کئی مطالب اور اَشکال ہیں۔ معروف ترین مطلب "The World" یعنی 'دنیا' ہے جو چرچ کے مقابلے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اسم صفت کے طور پر اسکے سات درج ذیل مطالب ہیں: (i) Of or Pertaining to the World

یعنی ''دنیا کے متعلق یا دنیاوی'' اس کی مزید تشریح یوں کی گئی ہے:

Of members of clerg: Living in the World and not in monastic seclusion, as distinguished from regular and 'religi ns'

''سیکولر سے مراد کلیسا کے وہ اَرکان ہیں جو راہبانہ خلوتوں کی بجائے عام لوگوں کے درمیان رہتے ہوں، اس اعتبار سے وہ ریگولر (باقاعدہ) اور مذہبی لوگوں سے متمیز ہیں''

اسی طرح اس کے دیگر استعمالات کچھ یوں تھے مثلاً: ''سیکولر قانون'' وغیرہ ایک ایسا شخص جو راہب کے فرائض تو انجام نہیں دیتا تھا مگر ریونیو کا کچھ حساب رکھتا تھا، اسے "Secular Abbor" کہا جاتا تھا۔ پادریوں کے ایک خاص طبقے کو بھی 'سیکولر پادری' کہا جاتا تھا، انہیں Gospel (صحیفہ) کی تعلیم کی اجازت نہیں تھی۔ ۱۷۸۲ء میں ایڈمنڈ برگ کہتا ہے:

The Secular clergy are Universally fallen into such Contempt etc.

''سیکولر کلرجی کو عالمی سطح پر نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے''

سیکولر پادری، کلیساؤں میں رہائش نہیں رکھتے تھے، گویا وہ ریذیڈنٹ کلرجی (رہائشی پادری) سے مختلف تھے۔

(۲) اسم صفت کے لحاظ سے 'سیکولر' کا دوسرا مطلب ہے:

"Belonging to the World and its affairs as distingueshed from the church and religion; Civil lay temproal. Chiefly used as a negative term with the meaning non-ecclesiastical, non-religions or non-sacred."

''دنیا اور اُمورِ دنیا سے متعلق، چرچ اور مذہب کے اُمور سے مختلف، یعنی شہری، عام اور اس مادّی دنیا سے متعلق (اُمور)، یعنی غیر روحانی، غیر مذہبی، اور غیر مقدس''

سیکولر مسلح گروہ (Secular Arm) ایسے افراد پر مشتمل ہوتا تھا، جسے پرانے زمانے میں چرچ مجرموں کو سزائیں دینے کے لئے استعمال کرتا تھا، چرچ کے ارکان (Clergy) کو کوئی سیکولر عہدہ لینے کی اجازت نہ تھی۔ ۱۶۷۳ء کے ایک مضمون کی یہ سطر ملاحظہ ہو:

"I intend not here to speak of religion at all as a divine, but as a mere secular man."

یعنی ''میں مذہب کے بارے میں ایک خدا رسیدہ شخص کے طور پر نہیں بلکہ ایک سیکولر (عام) آدمی کی حیثیت سے بات کرنا چاہتا ہوں'' ...... اس میں سیکولر سے مراد ایک عام آدمی لیا گیا ہے۔ ⇦

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیکولرازم

آکسفورڈ ڈکشنری میں سیکولرازم کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی گئی ہے:

"The doctrine that morality should be based solely on regard to the well-being of mankind in the present life, to the exclusion of all consederations draum from belief in God or in a fututure state."

جے۔ایچ نیومین (۱۸۷۳ء) لکھتا ہے "Bishops were now great seular magistrates" یعنی "بشپ اب بہت بڑے سیکولر مجسٹریٹ بھی بن گئے" ...... Tennyson (۱۸۷۵ء) کوئین میری پر نظم میں کہتا ہے:

"A Secular kingdon is but as the body laching a soul."

یعنی "ایک سیکولر سلطنت کی مثال ایسے ہے جیسے ایک جسم روح کے بغیر"

(ii) ایک ایسا ادب، تاریخ، آرٹ (موسیقی) یا مصنفین اور فنکار جو مذہب سے نہ ہی متعلق ہوں نہ ہی جن کا مقصد مذہب کی خدمت بجالانا ہو، ان تمام کو 'سیکولر' کا نام دیا جاتا ہے:

(iii) سیکولر تعلیم کے بارے میں آکسفورڈ ڈکشنری کے الفاظ ہیں:

"Of education instruction, Relating to non-religions subjects. In recent use often in plying the exclusion of religions teaching from education."

"ایک تعلیم سیکولر سے مراد ایسی تعلیم ہے جو غیر مذہبی مضامین پر مشتمل ہے، حالیہ استعمال میں اس سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ تعلیم سے مذہبی تعلیمات کو یکسر نکال دیا جائے"

(۳) سیکولر کا بطور اسم صفت تیسرا مطلب یہ ہے:

"Of or belonging to the present of visible world as distinguished from the eternal or spiritual world: temporal, worldly."

"اس دنیا کی یا اس دنیا کے بارے میں یا ظاہری آنکھ سے دیکھی جانی والی دنیا جو اَبدی یا روحانی دنیا سے مختلف ہے: مادّی، یا دنیاوی" سیکولر کا ایک مطلب یہ بھی ہے:

"Caring for the present world only: un spiritual."

یعنی "صرف اس مادّی دنیا کا ہی خیال رکھنا: غیر روحانی"

(۴) آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق سیکولر کا ایک استعمال یوں بھی کیا جاتا ہے:

"Pertaining to or accepting the doctrine of secularism- secularistic."

یعنی "سیکولرازم کے متعلق یا سیکولرازم کا نظریہ قبول کرنا، سیکولر پسندانہ"

۱۸۵۲ء کے لگ بھگ انگلینڈ میں سیکولر خیالات کی ترویج کے لئے مختلف شہروں میں تنظیمیں بھی قائم کی گئی جنہیں "سیکولر سوسائٹی" کا نام دیا گیا۔

(۵) بعض ایسے واقعات یا کھیلوں کے انعقاد کے لئے بھی 'سیکولر' کا لفظ استعمال کیا گیا جو کسی خاص زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً سیکولر گیم...... قدیم روم میں ۱۲۰ سال کے بعد تین دن اور تین راتوں تک جاری رہنے والے کھیلوں کو "سیکولر گیم" کا نام دیا گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ نظریہ کہ اخلاقیات کی بنیاد صرف اس مادّی دنیا میں انسانیت کی فلاح کے تصور پر قائم ہونی چاہئے، خدا پر ایمان یا اُخروی زندگی کے متعلق تمام تر تصورات کو اس میں سرے سے کوئی عمل دخل نہ ہو"

مندرجہ بالا تعریف کو مزید یوں واضح کیا گیا ہے:

سیکولرازم ایسے قطعی طور پر واضح نظامِ عقائد (سسٹم آف میتھ) کا نام ہے جسے معروف دانشور جی۔ جے ہولی اوک (G.J.Holyoake) (۱۸۱۷ء تا ۱۹۰۶ء) نے بھرپور طریقے سے متعارف کروایا۔

(ب) ۱۸۵۴ء میں ہولی اوک نے اپنی ایک تحریر میں سیکولرازم کو عوام کا عملی فلسفہ قرار دیا۔ اس نے اپنی بات کو واضح کرتے ہوئے کہا:

"The term secularism has been chosen as expressing a certain positive and ethical element which the terms "infidel' sceptic' 'Atheist' do not express."

یعنی "سیکولرازم کی اصطلاح کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے تاکہ ایک خاص مثبت اور اخلاقی عنصر کو واضح طور پر بیان کیا جاسکے جو 'کافر'، 'شکی مزاج' اور 'ملحد' جیسی اصطلاحات کے استعمال سے واضح نہیں ہوتا"

(۲) آکسفورڈ لغت میں سیکولرازم کی دوسری تعریف یوں کی گئی ہے:

"The view that education or the education provided at the public cost, should be purely secular."

"یہ نقطہ نظر کہ تعلیم، یا وہ تعلیم جو عوام کے خرچ پر دی جائے، اسے خالصتاً سیکولر ہونا چاہئے"

سیکولرازم کے قریب قریب انگریزی زبان میں ایک اور لفظ **Secularity** بھی ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے:

"Worldliness, absence of religions principle or feeling."

یعنی "دنیاداری، مذہبی اُصولوں یا جذبات کا معدوم ہونا"

☆ اسی طرح ایک اور اصطلاح **"Secularization"** بھی ہے۔ اس کے تین مختلف معانی

⇦ اسم صفات کے اعتبار سے آکسفورڈ ڈکشنری میں 'سیکولر' کے چند ایک اور بھی مطالب درج کئے گئے ہیں، جنہیں طوالت کے خوف سے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا مطالب 'سیکولر' کا مفہوم سمجھنے میں خاصی حد تک معاونت کرتے ہیں

☆ اسم فاعل کے اعتبار سے 'سیکولر' کے تین معانی بیان کئے گئے ہیں:

a) "On of the secular clergy, as distinguished from a"regular"" or monk."

وہ جو سیکولر کلرجی کا رکن ہو، یا جو ایک "باقاعدہ رکن یا راہب سے مختلف ہو"

b) "A Jesuit Lay brother." "اس سے مراد، ایک عام جسیوت برادر ہے"

c) "One who is engaged in the affairs of the wor!das disticit from the church; a layman."

"جو دنیاوی اُمور سے وابستہ ہو، چرچ سے نہیں، یعنی ایک عام "شخص"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیئے گئے ہیں مثلاً

(۱) اس سے مراد مذہبی یا روحانی اداروں کو سیکولر اداروں کی تحویل میں دینا یا ان کا استعمال سیکولر بنانا۔

(۲) قانون کی مذہبی خصوصیت کو سیکولر (مادّی) رنگ دینا، تعلیمی نصاب یا فنونِ لطیفہ کو مذہب سے آزاد کرانا یا تعلیم کا سیکولر مضامین تک ہی محدود کرنے کا عمل۔

(۳) ایک مذہبی یا باقاعدہ (ریگولر) کو سیکولر میں بدل دینا۔

مندرجہ بالا سطور میں آکسفورڈ ڈکشنری میں سیکولر، سیکولرازم اور سیکولرائزیشن کی اصطلاحات کے بارے میں درج شدہ معلومات کے اہم حصے بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں صرف بنیادی مطالب اور مفاہیم کو ہی لیا گیا ہے۔ بہت ساری وضاحتوں یا تفصیلات کو نظر انداز کردیا گیا ہے۔

درج ذیل سطور میں انگریزی زبان کے چند مزید انسائیکلو پیڈیا (موسوعات) اور لغات سے سیکولرازم کی تعریف وتوضیح کو یکجا کردیا گیا ہے تاکہ متنوع حوالہ جات سے اس انتہائی اہم اصطلاح کی تفہیم میں زیادہ آسانی پیدا ہو۔

انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا جلد ۹، (پندرھواں ایڈیشن) میں سیکولرازم کی وضاحت ملاحظہ کیجئے:

''سیکولرازم سے مراد ایک ایسی اجتماعی تحریک ہے جس کا اصل ہدف اُخروی زندگی سے لوگوں کی توجہ ہٹا کر دنیوی زندگی کی طرف مرکوز کرانا ہے۔ قرونِ وسطیٰ کے مذہبی میلان رکھنے والے افراد میں دنیاوی معاملات سے متنفر ہوکر خداوندِ قدوس کے ذکر اور فکرِ آخرت میں انہماک واستغراق کا خاصا قوی رجحان پایا جاتا تھا۔ قرونِ وسطیٰ کے اس رجحان کے خلاف ردِعمل کے نتیجے میں نشاۃِ ثانیہ کے زمانے میں سیکولرازم کی تحریک انسان پرستی (ہیومن ازم) کے ارتقا کی شکل میں رونما ہوئی، اس وقت انسان نے انسانی ثقافتی سرگرمیوں اور دنیاوی زندگی میں اپنی کامیابیوں کے اِمکانات میں پہلے سے زیادہ دلچسپی لینا شروع کی۔ سیکولرازم کی جانب یہ پیش قدمی تاریخ جدید کے تمام عرصہ کے دوران ہمیشہ آگے بڑھتی رہی اور اس تحریک کو اکثر مسیحیت مخالف اور مذہب مخالف (Anti-Religion) سمجھا جاتا رہا''

(2) Lobister کی ''ڈکشنری آف ماڈرن ورلڈ'' میں سیکولرازم کی تعریف دو حصوں میں ان الفاظ میں کی گئی ہے:

(۱) ''دنیوی روح یا دنیوی رُجحانات وغیرہ بالخصوص اُصول وعمل کا ایسا نظام جس میں ایمان اور عبادت کی ہر صورت کو ردّ کردیا گیا ہو''

(۲) ''یہ عقیدہ کہ مذہب اور کلیسا کا اُمورِ مملکت اور عوام الناس کی تعلیم میں کوئی عمل دخل نہیں ہے''

(3) ''نیوتھرڈ ورلڈ ڈکشنری'' میں سیکولرازم کی تعریف ان الفاظ میں دیکھی جاسکتی ہے:

''زندگی یا زندگی کے خاص معاملہ سے متعلق وہ رویہ جس کی بنیاد اس بات پر ہے کہ دین یا دینی معاملات کا حکومتی کاروبار میں دخل نہیں ہونا چاہئے یا یہ کہ مذہبی معاملات کو نظامِ حکومت سے ارادتاً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور رکھنا چاہئے۔ اس سے مراد حکومت میں خالص لادینی سیاست ہے۔ دراصل سیکولرازم اَخلاق کا ایک اجتماعی نظام ہے جس کی اساس اس نقطہ نظر پر ہے"

مندرجہ بالا سیکولرازم کے متعلق وضاحتوں، مفاہیم اور تعریفات کی روشنی میں سیکولرازم کا مختصراً مفہوم جو سامنے آتا ہے، اس کے اہم ترین پہلو درج ذیل ہیں:

۱۔ سیکولرازم ایک ایسا نظریہ ہے جو اُلوہی، روحانی اور الٰہیاتی اُمور کی بجائے دنیاوی، مادّی، غیر روحانی، غیر مذہبی اور غیر مقدس اُمور پر توجہ مرکوز کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

۲۔ سیکولرازم درحقیقت قرونِ وسطیٰ میں کلیسا کی مذہبی انتہا پسندی کے خلاف شدید ردّعمل تھا۔

۳۔ سیکولرازم کا نظریہ دین و سیاست یا چرچ اور ریاست کی مکمل تفریق پر مبنی ہے۔ سیکولر ریاست میں مذہب کو کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔

۴۔ سیکولرازم ایسا نظام ہے جو ایمان اور عبادت کی کسی صورت کو قبول نہیں کرتا، بلکہ ان کی شدت سے مخالفت کرتا ہے۔ لہٰذا سیکولرازم اپنے مزاج کے اعتبار سے مذہب مخالف یا دوسرے الفاظ میں 'لادین' نظریہ ہے۔

سیکولرازم کا اُردو میں ٹھیک ترجمہ کیا ہے؟

اس سوال کے متعلق آج کل ہمارے اخبارات میں نئے سرے سے بحث کی جارہی ہے۔ اردو میں عام طور پر اس کا مطلب "لادینیت" کیا جاتا ہے، مگر ہمارے 'دانشور' "لادینیت" کو سیکولرازم کے 'مترادف' کے طور پر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ انگریزی صحافت کے معروف ترین 'دانشور' جناب اردشیر کاؤس جی (پارسی) نے اپنے ایک حالیہ کالم میں سیکولرازم کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ اس میں من جملہ دیگر باتوں کے ان کا ارشاد ہے:

"اردو زبان میں کوئی واحد لفظ ایسا نہیں ہے کہ جس سے 'سیکولر' کا ترجمہ کیا جاسکے"
(روزنامہ "ڈان" ۲۵ر جون ۲۰۰۰ء)

روزنامہ پاکستان میں تنویر قیصر اردو زبان کی اس مبینہ تہی دامنی پر یوں اظہارِ افسوس کرتے ہیں:

"یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اُردو زبان میں کوئی ایسی لغت ابھی تک مرتب نہیں کی جاسکی ہے جو ہمیں سیکولرازم کی جامع اور واضح تعریف بتا سکے۔ ہمارے ذہنوں میں اس لفظ کے بارے میں جو شکوک و شبہات ہیں، ان کا اِزالہ کرسکے۔ لے دے کے ہمارے پاس مقتدرہ قومی زبان کی شائع کردہ لغت، "قومی انگریزی اُردو لغت" ہے جس کی تدوین معروف اور معزز سکالر جناب ڈاکٹر جمیل جالبی نے کی ہے۔ اس لغت کے تیسرے ایڈیشن (۱۹۹۶ء) میں سیکولرازم کا مطلب یوں بیان کیا گیا ہے، "لادینی جذبہ یا رجحانات بالخصوص وہ نظام جس میں جملہ مذہبی عقائد و اَعمال کی نفی ہوتی ہے، اسے مزید یوں واضح کیا گیا ہے: یہ نظریہ کہ عام تعلیم اور معاشرتی مانند بود کے معاملات میں مذہبی عنصر کو دخیل نہیں ہونا چاہئے" (روزنامہ پاکستان: ۱۴ر جون ۲۰۰۰ء)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوتا ہے کہ فاضل کالم نگار ڈاکٹر جمیل جالبی جیسے نابغۂ عصر اور اُردو زبان کے جید عالم کی مذکورہ بالا سیکولر ازم کی تعریف سے کچھ زیادہ مطمئن نہیں ہیں۔ اسی لئے وہ برطانوی خاتون اخبار نویس ایما ڈنکن، ('بریکنگ دی کرفیو' کی مصنفہ) کی اس مسئلہ کے متعلق رائے کا جواب دیتے ہیں، وہ لکھتی ہے:

"پاکستان میں مذہب کے لئے جو بڑی لڑائی لڑی جارہی ہے، اس کے حوالے سے اردو میں کوئی لفظ موجود نہیں ہے۔ مثلاً سیکولر ازم کا اُردو میں کوئی ترجمہ نہیں ہے۔ پاکستان کے مذہبی طبقات اور مولوی حضرات سیکولرازم کی مخالفت تو کرتے ہیں، مگر انہیں اس لفظ کے معنی نہیں آتے۔"

ایما ڈنکن مزید لکھتی ہے:

"اُردو میں 'سیکولر' اور 'سیکولرازم' کا جو قریب ترین ترجمہ رائج ہے وہ 'لادین' اور 'لادینیت' ہے...... 'لادینیت' کو 'سیکولرازم' کے مترادف اور ہم معنی کے طور پر استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ سیکولر ازم کا درست مطلب ہے: مذہبی غیر جانبداری۔ وہ لکھتی ہے کہ پاکستان میں ایک بڑے ادیب نے مجھے بتایا کہ جب ہم پہلے پہل سیکولرازم کے بارے میں لکھنا چاہتے تھے تو بھی لفظ "سیکولرازم" اردو میں لکھ دیتے تھے کیونکہ اردو زبان میں اس کا ہم معنی یا مترادف موجود ہی نہیں لیکن مذہبی حلقوں نے سیکولرازم کے لفظ کو ناپسندیدہ قرار دے کر مسترد کردیا اور اس کی جگہ 'لادینیت' لفظ کی سرپرستی شروع کردی اور اب گذشتہ دس برسوں سے یہ لفظ اخباروں میں دیکھنے میں نہیں آتا۔ اس کی جگہ 'لادینیت' رائج ہوچکا ہے" (حوالہ ایضاً)

تنویر قیصر صاحب نے نجانے برطانوی صحافی ایما ڈنکن کا مذکورہ بالا طویل اِقتباس اس اصطلاح کے اُردو مترادف کے بارے میں ابہام کو دور کرنے کے لئے یا اس ابہام کو مزید بڑھانے کے لئے درج کیا ہے۔ ایما ڈنکن کا معاملہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ اُردو زبان کے مترادفات کے بارے میں اس کا مبلغ علم اتنا ہی جتنا کہ اسے ہمارے سیکولر دانشوروں نے ملاقاتوں کے دوران 'چوگا' دیا ہوگا۔ مگر ہمارے صحافی حضرات کا یہ کہنا کہ اردو میں سیکولرازم کا کوئی مترادف ہی نہیں ہے، بے حد حیران کن امر ہے۔ ایما ڈنکن نے اہل پاکستان کو ان کی 'جہالت' پر متنبہ کرتے ہوئے انہیں درس دیا ہے کہ 'سیکولرازم' کا درست مطلب "مذہبی غیر جانبداری" ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی جہالت یا انگریزی لغت مرتب کرنے والے ماہرین لسانیات (Lexico Graphers) کی 'جہالت' کے بارے میں آگاہ نہیں ہیں۔ سیکولرازم کا درست مطلب اگر اردو زبان میں واقعی "مذہبی غیر جانبداری" ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ انگریزی لغات اور انسائیکلو پیڈیا میں سیکولرازم کی وضاحت کے ضمن میں "Religions inspartiality" یا کم ازکم "Religions indifference" جیسے الفاظ آخر استعمال کیوں نہ کئے گئے۔ انہی لغات میں سیکولرازم کے لئے Anti-Religion کے واضح الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ایما ڈنکن یا ہمیں پاکستان کے کوئی روشن خیال دانشور ہی سمجھائیں کہ ہم انگریزی زبان کی معروف لغات کے مقابلے میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی سیکولرازم کی خانہ زاد، خود ساختہ اور ساقط الاعتبار وضاحت کو کس منطق کے مطابق قبول کریں۔ اور پھر ایما ڈنکن اور وہ صاحب جنہوں نے اسے بتایا کہ اُردو زبان میں مذہبی طبقہ نے سیکولرازم کے لئے 'لادینیت' کی اصطلاح کو رواج دیا، اگر ذرا سا غور کریں تو انہیں اس سطحی الزام تراشی پر خود ہی شرم محسوس نے لگے گی۔ ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب جیسے اُردو زبان وادب کے عظیم دانشور، جو فکری اعتبار سے سیکولر ہیں، اگر اپنی مرتب کردہ لغت میں سیکولرازم کے لئے "لادینی جذبہ" جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں، تو پھر مذہبی طبقہ کو مطعون کیوں ٹھہرایا جاتا ہے۔ کیا کوئی سیکولر دانشور یہ فرض کرسکتا ہے کہ ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب جیسا لسانیات کا بحرِ ذخار اس معاملہ میں کسی غیر ذمہ دارانہ اور غیر ثقہ ترجمہ کو پیش کرسکتا ہے۔

یہ بات درست نہیں ہے کہ اُردو زبان میں سیکولرازم کا مترادف موجود نہیں ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کی زیرنگرانی مرتب کئے جانے والے "اردو معارف اسلامیہ" جو پنجاب یونیورسٹی نے شائع کیا (۱۹۷۲ء) کی جلد ۹ صفحہ ۴۴۶ پر سیکولرازم کا ترجمہ "دُنیویت" کیا گیا ہے۔ انگریزی لغات میں سیکولرازم کی درج شدہ چند وضاحتوں کو پیش نظر رکھا جائے تو "دنیویت" بھی بہت مناسب مترادف معلوم ہوتا ہے۔ بالخصوص "Worldliness" کا بھی ترجمہ ہی مناسب ہے۔ عالم اسلام کے نامور مفکر مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ جن کی عربی اور اردو زبان میں تصنیفات کا ایک زمانہ معترف ہے، انہوں نے اپنی تحریروں میں سیکولرازم کے لئے "نامذہبیت" کا مترادف استعمال کیا ہے۔ ان کی معروف تصنیف "عالم اسلام میں مغربیت اور اسلامیت کی کشمکش" میں متعدد مقامات پر "نامذہبیت" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ البتہ کہیں کہیں انہوں نے "لادینیت" کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ زبان وادب کے اتنے بڑے شاہ سوار اور مایہ ناز ادیب نے "نامذہبیت" اور "لادینیت" کے الفاظ کیا محض تہذیب مغرب کے خلاف کسی تعصب کی بنا پر استعمال کئے ہیں؟ سید ابوالحسن علی ندوی کے متعلق اس طرح کا سوئے ظن کوئی بہت بڑا بدباطن ہی پال سکتا ہے۔

عربی زبان جو اُردو زبان کا بہت بڑا سرچشمہ ہے۔ اردو زبان کے ہزاروں خوبصورت الفاظ اور تراکیب کا اصل منبع و مصدر عربی زبان ہی ہے۔ امت مسلمہ کا عظیم ترین لٹریچر بھی اسی مقدس زبان میں موجود ہے جس میں "قرآنِ عربی" نازل فرمایا گیا۔ عربی زبان کی فصاحت ضربُ المثل ہے۔ عالم عرب کے معروف سیکولر دانشور سیکولرازم کا ترجمہ العلمانیۃ کرتے ہیں۔ ان میں سے بھی کسی نے اس کا ترجمہ "مذہبی غیر جانبداری" نہیں کیا۔ مگر عربی زبان کے دین پسند دانشوروں نے عرب سیکولر طبقہ کی جانب سے سیکولرازم کے لئے 'علمانیت' کے مترادف کو غلط قرار دیا ہے۔ عالم عرب کے شہرۂ آفاق مصنف علامہ یوسف قرضاوی نے اپنی کتاب "سیکولرازم اور اسلام" میں سیکولرازم کے معانی و مطالب پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اب دیکھنا یہ ہے کہ 'سیکولرازم' کا کیا مفہوم ہے؟ اس کے لئے عربی زبان میں 'علمانیت' کا لفظ مستعمل ہے جو کہ انگریزی Secularism، فرانسیسی Secularite کا ترجمہ ہے۔ مگر یہ ترجمہ غلط ہے اس لئے کہ لفظ عِلم یا اس کے مشتقات کا سیکولرازم سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ علم کا مترادف انگریزی اور فرانسیسی میں Science ہے جو مسلک یا فکر سائنس کی جانب منسوب ہوا، اسے Scientism کہا جاتا ہے اور علم کی جانب انگریزی میں نسبت ہو تو انگریزی میں اسے Scientific کہا جاتا ہے''

وہ اس موضوع پر علمی بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں:

''بہرحال سیکولرازم کا صحیح ترجمہ 'لادینی' یا 'دنیاوی' ہے۔ دنیاوی نہ صرف ان معنوں میں کہ یہ اُخروی کے بالمقابل ہے بلکہ ان مخصوص معنوں میں کہ ایسا دنیاوی رویہ جس کا دین سے کوئی تعلق نہ ہو یا اگر کوئی تعلق ہو تو یہ تعلق تضاد کا تعلق ہو۔ عربی زبان میں سیکولرازم کا ترجمہ ''علمانیت'' اس لئے کیا گیا ہے کہ ترجمہ کرنے والے 'دین' اور 'علم' کا وہی مفہوم سمجھتے ہیں جو ان الفاظ کا مسیحی دنیا میں سمجھا جاتا ہے۔ مغرب میں دین اور علم دو متضاد الفاظ ہیں یعنی ان کے یہاں جو بات دینی یا مذہبی ہو وہ علمی نہیں ہوسکتی اور علمی بات دینی نہیں ہوسکتی۔ غرض ان کے یہاں علم اور عقل دین کے بالمقابل اور اس کی ضد ہیں اور اسی طرح 'علمانیۃ' اور 'عقلانیت' ایسے رویے ہیں جو دین کے برعکس ہیں'' (صفحات: ۴۹۔۵۱)

مشہور مستشرق آربری اپنی کتاب ''مشرقِ وسطیٰ میں مذہب'' میں لکھتا ہے:

''مادّی علمیت، انسانیت، طبیعی مذہب اور وضعیت سب لادینیت (سیکولرازم) کی صورتیں ہیں اور لادینیت یورپ اور امریکہ کا ایک نمایاں وصف ہے۔ اگرچہ یہ مظاہر مشرقِ اوسط میں بھی موجود ہیں لیکن انہیں کوئی فلسفیانہ رُخ یا متعین اَدبی رخ نہیں ملا۔ اس کا حقیقی نمونہ جمہوریہ ترکیہ میں مذہب وحکومت کی تفریق ہے''

پاکستان کے سیکولر دانشور سیکولرازم کا ترجمہ ''مذہبی غیر جانبداری'' اگر بتلاتے ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ لغوی اور اصطلاحی اعتبار سے یا عملی اعتبار سے سیکولر ریاست غیر جانبدار ہوتی ہے۔ وہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں کسی ''لادینی'' یا ''غیر مذہبی'' ریاست کا اس جرات مندی سے مطالبہ کرنا ممکن نہیں ہے جس طرح کہ یورپ میں۔ یہاں اس طرح کے مطالبہ کو نہ صرف مسترد کردیا جائے گا بلکہ اس کے خلاف شدید ردّعمل بھی سامنے آسکتا ہے، اسی لئے وہ اسلام کی کھلم کھلا مخالفت کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ وہ نظریاتی طور پر 'لادین' ہی ہیں مگر اپنے نظریے سے ان کی وابستگی اتنی شدید نہیں ہے کہ وہ اس کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ بھی پیش کرسکیں۔ عالم اسلام میں ترکی سیکولر ریاست کی نمایاں ترین مثال ہے۔ وہاں جس 'غیر جانبداری' کا مظاہرہ کیا گیا ہے، اس کی داستانیں زبان زدِ عام ہیں۔ اس نام نہاد غیر جانبدار (سیکولر) ریاست میں ایک خاتون رکن پارلیمنٹ کو محض اس لئے برداشت نہیں کیا جاتا کہ اس نے سر پہ سکارف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوڑھ رکھا ہے۔ گذشتہ سال ترکی پارلیمنٹ کی خاتون رکن محترمہ مَروہ کی اسمبلی کی رُکنیت اس 'جرم' کی پاداش میں منسوخ کردی گئی اوران کی شہریت ختم کردی گئی ۔ وہ اب دربدری کا دکھ سہہ رہی ہیں۔ سیکولر ازم کا اگر مزید مفہوم سمجھنا ہوتو پاکستان کے مادر پدر آزاد دانشوروں اور صحافیوں کی تحریریں پڑھ لی جائیں۔ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جوشدید نفرت اور حقارت ان کی تحریروں میں ملتی ہے، وہ اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ سیکولرازم کا جومفہوم ان کے اپنے ذہنوں میں ہے اس کے لئے ''لادینیت'' بلکہ بعض انتہاپسندافراد کی صورت میں ''دہریت'' کے الفاظ ہی صحیح مترادفات ہیں۔

پاکستان کے ایک سیکولر دانشور عزیز صدیقی صاحب جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے، اپنے ایک مقالے میں لکھتے ہیں:

> ''ہر ملک کے آئین میں اس امر کا اعلان واشگاف طور پر ہونا چاہئے کہ اس کے تمام شہری اور مذہبی، نسلی اور لسانی گروہ قانون کی نظر میں برابر ہیں اور انہیں برابر کی سطح پر اور پوری آزادی کے ساتھ ہم آہنگی کے ماحول میں ترقی کرنے کے مواقع حاصل ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ریاست کو لفظی اور معنوی دونوں لحاظ سے سیکولر ہونا پڑے گا۔ ایک بے عمل ریاست کے بعد بدترین منافرت پیدا کرنے والی ریاست وہ ہے جو اپنے عمل میں جانبدار ہے اور جو حکومت غیر سیکولر ہے وہ صریحاً جانبدار ہے۔ چنانچہ ریاست کی یہ ذمہ داری ہونی چاہئے کہ وہ علم، آگہی اور معقولیت کا ایسا ماحول پیدا کرے جس میں عصبیت پر مبنی اُصول اور تشدد کے حربے بالعموم ناپسند کئے جانے لگیں''
> (پاکستانی معاشرہ اور عدم رواداری: مرتب حسن عابدی، صفحہ نمبر ۶۴)

سیکولرازم کے حامیوں کے دوہرے معیار

عزیز صدیقی صاحب جن معنوں میں سیکولر ریاست کو غیر جانبدار سمجھتے ہیں، ان معنوں میں ایک اسلامی ریاست بھی غیر جانبدار ہوتی ہے۔ اس میں قانون کی حکمرانی کا وہی تصور موجود ہے لیکن عملی حقائق کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ نہ تو سیکولر ریاست کلیۃً غیر جانبدار ہوتی ہے اور نہ ہی اسلامی ریاست ۔ چونکہ دونوں ریاستوں کے پس پشت ایک بے حد توانا نظریہ کارفرما ہوتا ہے، اسی لئے دونوں ریاستیں ہی درحقیقت نظریاتی ریاستیں ہوتی ہیں۔ اور ایک نظریاتی ریاست کبھی بھی مکمل غیر جانبدار نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اسے ہونا چاہئے۔ ایک اسلامی ریاست اسلام کی نظریاتی اَساس سے متصادم سرگرمیوں کی ہمیشہ حوصلہ شکنی کرے گی۔ ایک سیکولر ریاست اپنے شہریوں کو ساحل پر فطری لباس (ننگا پن) میں گھومنے کی توبخوشی اجازت دے دیتی ہے، مگر یہی ریاست سکول کی بچیوں کی سر پر سکارف اوڑھنے کی اجازت نہیں دیتی، فرانس اور مصر کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ترکی کی سیکولر ریاست شہوت انگیز موسیقی کی کھلم کھلا اجازت دیتی ہے، مگر وہ مساجد میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعے اذان دینے کی اجازت نہیں دیتی۔ وہاں کے تعلیمی اداروں میں مذہب دشمن مضامین پڑھائے جاتے ہیں مگر دین کی تعلیم کی اجازت نہیں ہے۔ اور پھر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ہاں عزیز صدیقی صاحب جیسے سیکولر دانشور جو علم، آگہی اور عقلیت سے بھرپور مگر عصبیت سے خالی معاشرہ کا قیام چاہتے ہیں، وہ دینی مدارس پر پابندی لگانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ وہاں ان کی 'رواداری' ایک عجیب تنگ نظری میں بدل جاتی ہے۔ وہ علم سے مراد صرف دنیاوی علوم لیتے ہیں۔ اگر عوام اپنی مرضی سے دینی علوم کا اہتمام کرنا چاہیں تو یہ اسے برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ المختصر سیکولر ریاست کی ''غیر جانبداری اور عدم مداخلت'' ایک ڈھونگ اور لایعنی دعویٰ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ فحاشی اور عریانی کے خاتمے کے لئے ریاستی مداخلت زیادہ قابل قبول ہے یا دینی مدارس کو ختم کرنے یا اسکارف پر پابندی لگانے کے لئے ریاستی مداخلت زیادہ بہتر ہے۔ اس بات کا فیصلہ ہر ذی شعور پاکستانی مسلمان خود کرسکتا ہے۔

اسلام اور سیکولرازم میں مشترک قدریں ڈھونڈنے کی کوشش

ہمارے ہاں ایک مخصوص طبقہ جو مذہب سے مکمل انکار نہیں کرتا، اسلام اور سیکولرازم کے درمیان عجب مشابہت کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ چونکہ سیکولرازم کا ایک پہلو دنیوی اُمور کی انجام دہی بھی ہے اور اسلام دین و دنیا کی تفریق کا قائل نہیں ہے۔ لہٰذا یہ حضرات 'دنیاداری' کو اسلام اور سیکولرازم کے درمیانی قدرِ مشترک قرار دے کر اسلام اور سیکولرازم کے درمیان فرق کو مٹا دینا چاہتے ہیں اور پھر اس استدلال کے ذریعے بزعم خویش ثابت کرتے ہیں کہ اسلامی ریاست ہی سیکولر ریاست ہے۔

روزنامہ ڈان (۲۵ر جون ۲۰۰۰ء) میں کراچی کے پروفیسر سید جمیل واسطی کا ایک مفصل مکتوب، ''اسلام اور سیکولرازم'' کے عنوان سے چھپا ہے۔ موصوف رقم طراز ہیں:

> ''لفظ 'سیکولر' کا 'لادینی' ترجمہ کرنا درحقیقت اس لفظ کے اصل مطلب کو مسخ کرنے اور اس کی اہمیت کو کم کرنے کے مترادف ہے۔ اس لفظ کو اس کے اصل تاریخی تناظر سے الگ کرکے صحیح طور پر سمجھا نہیں جاسکتا۔ مسیحی مغرب میں دو متحارب قوتیں تھیں، یعنی چرچ اور ریاست، پوپ اور قیصر، جو ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے اکثر آپس میں لڑتی جھگڑتی رہتی تھیں۔
>
> اسلام کے مذہبی اور سیاسی نظام میں، نہ تو کوئی چرچ ہے، نہ کوئی پوپ اور نہ ہی کسی قیصر (Emperor) کی گنجائش ہے۔ پہلے چار خلفاءِ راشدین نہ بادشاہ تھے، نہ ہی سلطان۔ سیکولر کا متضاد لفظ Theocratic (تھیا کریسی)، Monastic (راہبانہ) اور Clerical ہے، چونکہ اسلام میں کوئی چرچ نہیں ہے، نہ ہی کوئی راہبانہ سلسلہ ہے، اس لئے 'اسلامک' اور 'سیکولر' ریاست، دونوں اپنے شہریوں کو مذہبی آزادی دیتی ہیں۔ انہیں انسانی حقوق، آزادی، قانون و انصاف کی نگاہ ہی مساوات کی ضمانت دیتی ہیں، سیکولر کا مطلب ہے: دنیاوی اور مادّی اور اسلام ایک جامع مذہب کی حیثیت سے چونکہ دنیاوی معاملات ومفادات کا احاطہ بھی کرتا ہے لہٰذا یہ ایک سول (Civil) اور سیکولر مذہب ہے''

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام دُنیوی اور اُخروی زندگی دونوں کے معاملات کا اِحاطہ کرتا ہے،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں دین و دنیا کی ثنویت نہیں ہے۔ اسلام جہاں اپنے پیروکاروں کو اُخروی زندگی کی تیاری کے لئے ہدایت کرتا ہے۔ وہاں انہیں یہ بھی ہدایت کرتا ہے کہ ''اس دنیا میں سے اپنا حصہ لینا نہ بھولو'' (القرآن) مگر سیکولرازم اور اسلام کی 'اپروچ' یکسر مختلف ہے۔ اسلام اُخروی و دنیوی زندگی میں توازن کا درس دیتا ہے، مگر سیکولرازم کے ہاں 'اخروی' معاملات کی سرے سے گنجائش ہی نہیں ہے۔ وہاں تو مقصود و مطلوب محض دنیاوی لذائذ ہیں۔ دنیاوی لذتوں کی طرف یکطرفہ رجحان خودغرضی، حرص اور مادّہ پرستی کے جذبات پروان چڑھتا ہے۔ سیکولرازم میں دنیا سے شدید رغبت اور آخرت سے عدم رغبتی کا تصور ملتا ہے۔ اسی لئے اسلام اور سیکولرازم میں ایک جزوی مماثلت کے باوجود دونوں کے نظریۂ حیات میں بہت فرق ہے۔ لہٰذا اسلام کا سیکولرازم سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔ ''دنیویت'' سیکولرازم جیسی وسیع اصطلاح کا محض ایک پہلو ہے۔ اس اصطلاح کا غالب پہلو وہ ہے جسے ''لادینیت'' کہا جاتا ہے۔ پروفیسر جمیل واسطی صاحب جیسے افراد کی عیسائیت کے مقابلے میں اسلام کی برتری ظاہر کرنے کی یہ کاوش جتنی بھی نیک نیتی پر مبنی ہو، مگر اس کے مضمرات نہایت خطرناک ہوں گے۔ پاکستان میں بعض اشتراکی منکرین نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ''اسلامک سوشلزم'' کی اصطلاح وضع کی۔ اسلام اور اشتراکیت کے درمیان انہوں نے بہت سے مشترک پہلوؤں کی نشاندہی بھی کی۔ ایک اور طبقہ جو یورپ کی جمہوریت سے بے حد متاثر ہے وہ اسلام اور جمہوریت کے درمیان اسی طرح مشترکہ نکات کو بیان کرکے ''اسلامک ڈیموکریسی'' جیسی اصطلاح کو رواج دینے میں مصروف رہتا ہے۔ مگر ایسا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اسلام، اسلام ہی ہے۔ اسے کسی سابقے یا لاحقے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر بقول واسطی صاحب اسلام ایک سیکولر مذہب ہے۔ تو پھر سیکولرازم کے نفاذ کا مطالبہ کیوں کیا جاتا ہے، سیدھے سبھاؤ اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کیوں نہیں کیا جاتا؟ اس طرح کے التباس اور ابہام کو جان بوجھ کر کیوں پیدا کیا جاتا ہے۔

سیکولرازم کی مراد معین کرنے سے گریز

جناب تنویر قیصر شاہد اپنے مذکورہ کالم میں لکھتے ہیں:

> ''یہ ہماری کم علمی ہے یا حقیقت سے فرار کہ پاکستان میں سیکولرازم کے لفظ کی گالی تو آسانی سے دے دی جاتی ہے لیکن قانون یا پارلیمنٹ نے اس لفظ کی تشریح کی ہے، نہ اسے **Define** کیا ہے''

پاکستان کی پارلیمنٹ کی ''کوتاہیوں'' کا شمار کیا جائے تو ایک طویل فہرست مرتب ہوسکتی ہے، مگر موصوف کی اس ضمن میں خفگی بے جا ہے کیونکہ دنیا کی کسی پارلیمنٹ نے سیکولرازم کی تعریف کا تعین نہیں کیا، یہ کام وہاں کے ماہرین لسانیات اور دانشوروں نے انجام دیا ہے۔ پاکستان کے دانشور سخن سازیاں تو بہت کرتے ہیں مگر 'سیکولرازم' کو اپنی خواہش کے مطابق **Define** نہیں کرتے، مزید برآں ایک 'سیکولر' آدمی کو 'لادین' کہنا اسی طرح گالی نہیں ہے جس طرح ایک طوائف کو بدکارہ کہنا اور ایک کرپٹ آدمی کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام خور کہنا گالی نہیں ہے۔ یہ حقیقتِ حال کا اظہار ہے۔ جو لوگ اسلام کے مقابلے میں پاکستان میں سیکولرازم لانا چاہتے ہیں، انہیں مسلمان عوام کو اس قدر تو اظہارِ رائے کی آزادی دینی چاہئے کہ وہ انہیں 'لادین' کہہ سکیں۔ ظاہر ہے کہ وہ انہیں ملک بدر کرنے سے تو رہے۔ اگر ایک سوشلسٹ ریاست میں سوشلزم کے مخالفوں کو ملک بدر کرنا غلط نہیں سمجھا جاتا تو ایک خالص اسلامی ریاست میں اس کے نظریاتی مخالفوں کو ملک بدر کرنا بھی غلط نہیں سمجھا جانا چاہئے۔ مگر ہمارے سرخ جنت کے پجاری جو بات سوویت یونین کے ضمن میں درست سمجھتے تھے، وہ پاکستان کے بارے میں غلط سمجھتے ہیں!!!

آخر میں ہم بے حد زور دے کر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سیکولرازم کا مطلب بلاشبہ اسلام دشمنی ہے۔ چونکہ پاکستان کی نظریاتی اساس اسلام ہے، ان معنوں میں اس کا دوسرا مطلب پاکستان دشمنی بھی ہے۔ اسلام اور پاکستان لازم وملزوم ہیں۔ اسلام ہی پاکستان کی اصل شناخت ہے، ورنہ اس کا وجود بے معنی ہے، اگر سیکولرازم کو ہی نافذ کرنا تھا تو پاکستان کے قیام کیلئے لاکھوں جانوں کی قربانی دینی کیا ضروری تھی؟

[دوسرا حصہ]

سیکولرازم: عیسائیت اور اسلام کے تناظر میں

آج کا ماڈرن، مغرب زدہ اور بزعم خویش لبرل مسلمان سیکولرازم کو جو بھی معنی پہنائے، اسلام اور سیکولرازم کے درمیان کسی قسم کی مطابقت پیدا کرنے کی کاوش صحرا میں سراب کو پانی سمجھ کر اپنے آپ کو ہلکان کرنے کے مترادف ہے۔ یہ لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ اسلام اور سیکولرازم باہم مخالف اور متصادم نظام ہائے فکر ہیں، مگر وہ تلبیس کوشی کے پردے میں بات کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے اگر اسلام کی کھل کر مخالفت کی تو عوام کے شدید عتاب کا انہیں سامنا کرنا پڑے گا اور مغربی جمہوریت نے انہیں کچھ اور بات ذہن نشین کرائی ہو یا نہیں، البتہ انہیں جمہوریت کے رٹو طوطے ضرور بنا دیا ہے، وہ جمہوریت اور عوام کا راگ اُلاپتے رہتے ہیں۔ وہ عوام کو اپنے فکری اِلحاد میں رنگنا چاہتے ہیں، مگر اس باغیانہ تبلیغ کے لئے جو اخلاقی جراءت درکار ہے، اس سے ان کا دامن دِل تہی خاطر ہے۔

اسلام اور مغرب کے سیاسی تصورات کے درمیان اُصولی، کلیدی اور بنیادی فرق ہی یہ ہے کہ اِسلام، چرچ اور ریاست یا زیادہ بہتر الفاظ میں دین وسیاست کا سرے سے قائل ہی نہیں ہے۔ اسلام کے اندر پوپ اور قیصر کی تفریق نہیں ہے۔ خلفاءِ راشدین سے لے کر خاندانِ بنواُمیہ، خاندانِ بنوعباسیہ، عثمانی سلطنت و مابعد اِسلامی تاریخ کا کوئی بھی دور ایسا نہیں ہے جہاں پوپ اور قیصر یا کسی مذہبی پنڈت اور خلیفہ کے درمیان کوئی تصادم یا باقاعدہ محاذ آرائی کی صورت نظر آتی ہو۔ اسلامی تہذیب وتمدن کلیسا جیسے کڑی درجہ بندی پر مشتمل اِدارے کے وجود تک سے ناآشنا ہے۔ جبکہ مسیحی یورپ کی پوری تاریخ میں کلیسا نے اہم ترین ادارے کا کردار اَدا کیا ہے۔ یورپ کے قرونِ وسطیٰ کی کئی صدیاں تو ایسی ہیں کہ جس میں قیصر کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتدار تو برائے نام رہ گیا تھا، اصل اقتدار کا مالک کلیسا یا پوپ ہی تھا۔ قیصر سیاسی حکمران ہونے کے باوجود عملاً پوپ کا ماتحت ہی تھا۔ پوپ کی خوشنودی کا حصول مسیحی حکمرانوں کے سیاسی وجود کو برقرار رکھنے کے لئے ناگزیر تھا۔ مگر دوسری طرف اسلامی تاریخ کو ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ تعجب ہوتا ہے کہ اسلامی تاریخ کے متقی ترین اَفراد کو خلیفہ وقت کی طرف سے کوڑوں کی ذلت آمیز سزاؤں سے دوچار کیا جاتا ہے کہ انہوں نے خلیفہ کی طرف سے ملازمت کی پیشکش کو ٹھکرا دیا تھا۔ امام احمد بن حنبلؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ جیسے جلیل القدر ائمہ کرام نے اس ضمن میں عزیمت کی جو داستانیں رقم کی ہیں، اسلامی تاریخ ان پر ہمیشہ ناز کرتی رہے گی۔ دوسری جانب کلیسا کی تاریخ کا ایک ایک ورق گواہی دے رہا ہے کہ پوپ اور اس کے حواری مجسٹریٹ جیسی معمولی آسامی کے لئے حکمرانِ وقت سے تصادم اور جنگ و جدل کرتے رہے ہیں۔

اسلام اور عیسائیت کے درمیان دوسرا اہم ترین فرق یہ ہے کہ عیسائیت میں تقویٰ اور تدین کی معراج یہ ہے کہ انسان دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرکے جنگل میں ڈیرے ڈال لے اور دنیاوی نعمتوں کو اپنے اوپر حرام کرلے۔ کلیسا کی اس غیر فطری روش کا نتیجہ ہی تھا کہ مسیحی پادریوں کے لئے عورت سے نکاح کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔ مگر اسلام اپنے پیروکاروں کو دنیا میں رہتے ہوئے تزکیہ نفس اور پاکیزہ زندگی گزارنے کی ہدایت کرتا ہے۔ پیغمبر اسلام، محسن انسانیت حضور اکرم ﷺ کا معروف ارشادِ گرامی ہے کہ:

''اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں ہے''

گذشتہ سطور میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ مغرب میں سیکولرازم کے نظریے کی ابتدا ہی اس تصور سے ہوئی کہ وہاں کے بعض مفکرین نے روحانی معاملات سے ہٹ کر دنیاوی معاملات کی طرف توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی۔ اسلام کے اندر نماز، روزے کی طرح اپنے بچوں کے لئے رزقِ حلال کی کوشش کو بھی عبادت قرار دیا گیا ہے۔ کلیسا نے عورت کو چھونا حرام قرار دیا تھا مگر اسلام نے اپنی زوجہ سے صنفی مواصلت کو صدقہ اور باعث اجر قرار دیا، قرآنِ مجید میں واضح حکم دیا گیا ہے:

﴿وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾ یعنی ''دنیا سے اپنا حصہ لینا نہ بھولو''

جہاں تک چرچ اور ریاست کے درمیان تفریق کی بات ہے، یہ تصور مغرب کے سیکولر دانشوروں کے ذہن کی تخلیق نہیں ہے۔ خود عیسائیت کی بنیادی تعلیمات میں دین و سیاست کی تفریق کی واضح تعلیم موجود ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا اُسلوب اور منہج اَخلاقی ہے، اسی لئے انہوں نے برملا یہ اعلان کیا کہ وہ شریعت موسوی کی پابندی کرتے ہیں۔ شریعت یعنی نظامِ عمل یا طریقہ کار کے بغیر ریاستی نظم و نسق نہیں چلایا جاسکتا۔ اَخلاقی تعلیمات کے مقابلے میں شریعت کی خصوصیت اس کا قانونی پہلو اور محکم ضابطوں کا وجود ہے۔ جسے معاشرے میں عدل و انصاف کے قیام کے لئے نافذ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نئی شریعت نہیں لائے تھے، اسی لئے انہوں نے حکومت کرنے کی خواہش کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِظہار یا جدوجہد کبھی نہیں کی۔ لیکن اسلام اور شارعِ اسلام کا معاملہ یکسر مختلف ہے۔ اسلام مجرد اَخلاقی تعلیمات کا مجموعہ نہیں ہے۔ اسلام ہر اعتبار سے مکمل ضابطہ حیات ہے جو اِنسانی زندگی کے تمام پہلوؤں بالخصوص سیاسی پہلو کے متعلق واضح ہدایات دیتا ہے۔ اسلام کا نظامِ حیات ایک قوتِ نافذہ کا متقاضی ہے۔ اسلامی شریعت سماجی عدل کے قیام کے لئے اسلامی ریاست کے قیام کو ناگزیر سمجھتی ہے۔ انجیل میں واضح طور پر یہ الفاظ ملتے ہیں: ''جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب یہ جملہ اپنی روح کے اعتبار سے دین و دنیا کی اِسی تفریق کا اعلان ہے جو سیکولرازم کی اَساس ہے۔ یورپ کی موجودہ سلطنتیں اسی تصور پر قائم ہوئی ہیں۔ یہ تصور چونکہ عیسائیت اور سیکولرازم دونوں میں مشترک ہے لہٰذا مغرب میں اس نظریے کو جو والہانہ پذیرائی میسر آئی ہے وہ زیادہ تعجب انگیز نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ سلطنت اور دین کی تفریق کا یہ نظریہ جدید سیکولر مغرب کا ''متفقہ مذہب'' ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ مگر یہ تصور اسلام کے اَساسی نظریات کے صریحاً منافی ہے۔ سید سلیمان ندوی اسلام میں دین و دنیا کی وحدت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اسلام دین و دنیا اور جنتِ ارضی اور جنتِ سماوی اور آسمانی بادشاہی اور زمین کی خلافت دونوں کی دعوت لے کر اوّل ہی روز سے پیدا ہوا۔ اس کے نزدیک عیسائیوں کی طرح خدا اور قیصر دو نہیں، ایک ہی شہنشاہ علی الاطلاق ہے جس کی حدودِ حکومت میں نہ کوئی قیصر ہے اور نہ کوئی کسریٰ۔ اسی کا حکم عرش سے فرش تک اور آسمان سے زمین تک جاری ہے، وہی آسمان پر حکمران ہے، وہی زمین پر فرماں روا ہے'' (سیرت النبیؐ: جلد ہفتم، صفحہ نمبر ۴۵)

ایک اور مقام پر سید سلیمان ندوی اسی بات کو بے حد خوبصورت پیرائے میں بیان فرماتے ہیں:

''اسلامی سلطنت ایسی سلطنت ہے جو ہمہ تن دین ہے یا ایسا دین ہے جو سر تا پا سلطنت ہے مگر سلطنتِ الٰہی کے اِجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس سلطنتِ الٰہی میں قیصر کا وجود نہیں۔ اس میں ایک ہی حاکم اعلیٰ و آمر مانا گیا ہے۔ وہ حاکم علی الاطلاق اور شہنشاہ قادرِ مطلق اللہ تعالیٰ ہے۔ آنحضرت ا اس دین کے سب سے آخری نبی اور پیغمبر تھے اور وہی اس سلطنت کے سب سے پہلے امیر، حاکم اور فرماں روا تھے۔ آپ کے احکام کی بجا آوری عین احکام خداوندی کی بجا آوری ہے۔ ''جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے خدا کی اطاعت کی'' النساء: آیت ۸ (ایضاً، ص ۱۱۰)

اسلامی تاریخ کا شاید ہی کوئی نامور مصنف ہو جس نے اسلام اور مسیحیت کے اس اُصولی فرق کی نشاندہی نہ کی ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:

''کسی بھی پیغمبر نے رہبانیت کی تعلیم نہیں دی، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اس سے حاصل نہیں ہوتی کہ آدمی تمدن کے معاملاتی حصے میں بعض طبائع کی خود غرضی اور فساد سے بیزار ہو کر اس سے علیحدگی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرلے۔ جنہوں نے لوگوں سے میل جول رکھنے اور خیر وشر میں ان کے شریک حال رہنے سے قطعاً علیحدگی اختیار کرکے پہاڑوں کی کھوؤں اور خانقاہوں کے تنگ وتاریک حجروں میں جاکر پناہ لی اور وحشیانہ زندگی بسر کرنا انہوں نے اختیار کرلیا، ان کی یہ ادا حق سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں ہرگز پسندیدہ نہیں''

جدید اسلامی دنیا کے نامور مفکر، مصر کے علامہ یوسف القرضاوی سیکولرازم اور اسلام کا موازنہ کرتے ہوئے نہایت بلیغ اور مؤثر پیرائے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''اسلام میں سرے سے اِنسانی زندگی کے معاملات کی یہ تقسیم ہی نہیں کہ زندگی کے یہ اُمور دینی ہیں اور یہ غیر دینی۔ دین ودنیا کی تقسیم ہی غیر اسلامی، اور مسیحی مغرب سے درآمد شدہ ہے اور جو ہمارے معاشرے میں بعض اداروں اور لوگوں کے بارے میں دینی اور غیر دینی (سیکولر) کے اَلفاظ استعمال ہوتے ہیں، اس تقسیم کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے...... اسلامی نظامِ حیات میں زندگی کے یہ دو حصے کبھی نہیں رہے اور دین ودنیا کی تفریق کبھی قائم نہیں ہوئی۔ اسلام اس دین سے آشنا نہیں جو سیاست سے عاری ہو اور اس سیاست کو تسلیم نہیں کرتا جو دین سے خالی ہو۔ اسلام میں انسانی زندگی کے تمام پہلو اس طرح باہم مربوط اور دوش بدوش رہے ہیں جس طرح جسم وجان کا رشتہ باہم مربوط ہے۔ اس لئے اسلام کی نظر میں دین اور علم، دین اور دنیا، دین اور حکومت، ہر رشتہ مربوط، غیر منفصل اور کبھی نہ جدا ہونے والا ہے'' (''سیکولرازم اور اسلام'' صفحہ ۵۳، اُردو ترجمہ: ساجد الرحمٰن صدیقی)

یورپ کی جدید تہذیب عدمِ توازن کا شکار ہے۔ قدیم یورپ ایک انتہا پر تھا تو جدید یورپ ایک دوسری انتہا پر پہنچ گیا ہے۔ قدیم یورپ میں عورت کو پاپ کی گٹھڑی اور غلیظ مخلوق سمجھا جاتا تھا، اُسے جائیداد میں سرے سے کوئی شراکت حاصل نہ تھی۔ اس کا اپنا کوئی تشخص نہ تھا، مگر جدید یورپ میں عورت کو اس قدر آزادی دی گئی ہے کہ عملاً وہ کوئی بھی پابندی قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔ عورتوں کی ہم جنس پرستی اور اسقاطِ حمل کے حق کو حال ہی میں اقوام متحدہ کی بیجنگ پلس فائیو کانفرنس میں ''بنیادی انسانی حقوق'' کے طور پر اُقوامِ عالم سے تسلیم کرانے کی کوشش کی گئی۔ قرونِ وسطیٰ کے یورپ میں فرد کو کسی قسم کے حقوق حاصل نہ تھے۔ حکمرانوں کو خدائی حقوق کے نام پر جابرانہ اختیارات حاصل تھے، آج فرد کی آزادیوں کے مقابلے میں معاشرے کے حقوق نہ ہونے کے برابر ہیں۔ قدیم یورپ میں جائیداد کی ملکیت پر غاصبانہ قبضہ کی صورت میں جاگیرداری نظام رائج تھا، اس کے ردّعمل میں جب اشتراکیت کا نظام سامنے لایا گیا تو اس میں ذاتی جائیداد کے حق کا سرے سے ہی انکار کردیا گیا۔ قدیم یورپ میں کلیسا کو اس قدر اختیارات حاصل تھے کہ اُمورِ ریاست کا کوئی بھی معاملہ کلیسا کی رضا جوئی کے بغیر جائز تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ کلیسا جسے چاہتا تھا جائز قرار دیتا اور جسے چاہتا ناجائز اور کافرانہ قرار دے کر مسترد کردیتا۔ جدید یورپ سیکولرازم کا حامی ہے جس میں مذہب کو کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ سیکولرازم کے تصور سے پہلے دنیاوی زندگی سے متمتع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونا ایک گناہ کی بات تصور کی جاتی تھی۔ معمولی نعمتوں سے بہرہ ور ہونا بھی عاصیانہ عیش پرستی کے زمرے میں شمار ہوتا تھا، مگر اس کا ردّعمل یہ ہے کہ آج کا سیکولر یورپ اُخروی زندگی کے تصور سے ہی بیزار ہے۔ آج کا مغربی انسان اس دنیا کی لذتوں سے حریصانہ طور پر لذت اندوز ہونے کو ہی زندگی کا نصب العین سمجھتا ہے۔ گویا پہلے اگر دنیاوی معاملات کے متعلق تفریط تھی تو آج اِفراط کی اجارہ داری ہے۔

اسلامی نظام میں دین و دنیا کے درمیان حسن توازن قائم کیا گیا ہے۔ اسلام دنیا سے مکمل بے رغبتی کا پرچار نہیں کرتا اور نہ ہی دنیاوی لذتوں میں غرق ہوکر اُخروی زندگی کو یکسر بھلا دینے کو قابل تحسین سمجھتا ہے۔ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ کے مضمون نگار کے مطابق

> ''قرآنِ مجید میں دنیا کا لفظ ایک سو پندرہ مرتبہ آیا ہے اور اکثر آخرت کے مقابلے پر آیا ہے۔ قرآن کی رو سے دنیا اور آخرت دونوں کائنات کی حقیقت میں شامل ہیں اور ایک مؤمن سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ ان دونوں کی فلاح و سعادت کے لئے کوشاں ہو، خدا پرستی اور دین داری، دنیوی معیشت اور ترقی کے خلاف نہیں، اسی لئے ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً﴾ ''یعنی اے ربّ! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما'' (البقرۃ:۲۰۱) کی دعا سکھائی گئی ہے جس میں دنیا و آخرت دونوں کی بہتری کے حصول کی اِلتجا کی گئی ہے۔ قرآنِ مجید میں حج کے اَحکام کے سلسلے میں حکم ہوا: ''اس میں تمہارے لئے کوئی گناہ نہیں کہ (اعمالِ حج کے ساتھ) تم اپنے پروردگار کے فضل کی تلاش میں بھی رہو۔ البتہ ایسا نہ کرنا چاہئے کہ کاروبارِ دنیوی کے انہماک کی وجہ سے حج کے اوقات و اَعمال سے بے پروا ہو جاؤ'' (البقرۃ:۱۹۸)۔ لیکن اسلام میں اس امر کی ممانعت ہے کہ صرف دنیا کو عین مقصود سمجھ لیا جائے اور آخرت کا انکار یا اس سے قطع نظر ہو جائے۔ قرآنِ مجید میں ارشادِ خداوندی ہے: ''کیا تم آخرت کے مقابلے میں حیاتِ دنیوی کو پسند کرنے لگے ہو'' (التوبہ:۳۴)

ان ارشاداتِ ربانی سے معلوم ہوا کہ دین اسلام دنیا کا مخالف نہیں بلکہ اس دنیا پرستی کا مخالف ہے جو انسان کو خدا پرستی، نیکی اور جزا و سزا کے عقیدے سے غافل کر دیتی ہے۔ دوسری تیسری صدی ہجری میں زُہد و تصوف کے کچھ مسالک ظہور میں آئے، جن کے زیر اثر ترکِ دنیا اور ترکِ سعی کی تلقین ہوئی، لیکن یہ انتہا پسند صوفیوں اور زاہدوں کا مسلک تھا۔ جن معتدل صوفیا کی نظر روحِ شریعت پر رہی، انہوں نے بری دنیا داری سے بچنے کی تلقین کرنے کے ساتھ ساتھ کسبِ معاش اور سعی و عمل کو ضروری قرار دیا ہے۔ جمہور اکابر علماء اور حکماءِ اسلام نے زندگی کو ایک معرکۂ عمل قرار دیا ہے اور اس سے فرار کا سبق نہیں سکھایا۔ علامہ ابن خلدون نے اپنے 'مقدمہ' میں دنیا کو آخرت کی تجربہ گاہ قرار دے کر اس میں حسن زندگی کو انسان کا فطری تقاضا اور اس کا کمال ظاہر کیا ہے۔ مفکر اسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے دنیوی زندگی کو آخرت سے وابستہ کرنے کی حکمت یہ بتائی ہے کہ اعمالِ انسانی کے لئے ایک ایسا اَخلاقی معیار مہیا ہو جائے جو مثالی ہو۔ ابن مسکویہ اور امام غزالی نے سعادت کو دُنیوی زندگی کا نصب العین قرار دیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دور میں مغرب کی مادّیت (Materialism) اور دنیویت (Secularism) کے نظریات بھی ایک چیلنج کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ ان سے نئے مصنفوں کا ایک طبقہ متاثر بھی ہوا۔ چنانچہ ترکی، شام، مصر اور ہندوستان میں ایک مؤثر اقلیت دین اور دنیا (مذہب اور سیاست) کو جدا جدا شعبے قرار دینے لگی، لیکن روایت سے وابستہ دینی نقادوں اور مفکروں کی اکثریت اس پر قائم ہے کہ اسلام میں دین اور دنیا دونوں ایک کلی حقیقت کے طور پر یکجا ہیں اور دونوں ایک عظیم مقصد کے تحت لازمی ہیں۔ ان نقادوں میں علامہ شبلی نعمانی، علامہ اقبال، ابوالکلام آزاد، سید سلیمان ندوی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی وغیر شامل ہیں۔ علماءِ عرب میں مفتی محمد عبدہ، الاستاذ عبدالعزیز شاویش، علامہ رشید رضا، سید قطب شہید وغیرہ نے اسی خیال کا اظہار کیا ہے“

(ماخوذ از اردو دائرہ معارف اسلامیہ: صفحہ ۴۴۳ تا ۴۴۶)

ہمارے نام نہاد لبرل دانشوروں نے روسو، والٹیر، ہیوگو، جان لاک، ہابز، جان اسٹارٹ مل، کارل مارکس، فریڈرک انجلز، ماؤزے تنگ، لینن اور یورپی مستشرقین کو تو بہت پڑھ رکھا ہے مگر انہوں نے کبھی اسلام کے صحیح معنوں میں مفکرین اور مؤرخین کو نہیں پڑھا۔ ان میں سے شاید ہی کسی نے امام غزالی، شاہ ولی اللہ، حافظ ابن قیم، امام ابن تیمیہ، امام شاطبی، حافظ ابن حجر، الماوردی، ابن خلدون، ابن الخطیب، علامہ ابن حزم، نظام الملک طوسی، شعیب ارسلان جیسے نابغہ ہائے عصر کو کبھی پڑھنے کی زحمت گوارا کی ہو، ان کا اسلام کے متعلق مبلغ علم بس اتنا ہے جتنا کہ یورپی مستشرقین کی تحریروں میں وہ دیکھ لیتے ہیں۔ وہ اسلام کو اسلام کے اصل ماخذوں کی بجائے یورپی متعصب مصنفین کی تحریروں کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ عربی زبان سے وہ واقف نہیں ہیں اور اردو زبان سے واقف ہونے کے باوجود اسے ”منہ نہیں لگانا“ چاہتے کہ اس طرح ان کی دانشوری ترقی پسندی سے پھسل کر رجعت پسندی کے گڑھے میں گر سکتی ہے۔ اگر کبھی قرآن وسنت کے بنیادی ماخذوں کے متعلق ان میں سے بعض کا میلان پیدا بھی ہوتا ہے، تو وہ یہ مطالعہ اس نیت سے کرتے ہیں کہ انہیں ایسا مواد مل جائے جس سے ان کی ”روشن خیالی“ اور ”ترقی پسندی“ کی تائید ہوتی ہو۔ وہ اسلام کی روشنی میں مغربی افکار کو جانچنے کا میلان نہیں رکھتے، ان کی فکری تگ و دو ساری اس نکتے کے گرد گھومتی ہے کہ کس طرح اسلام کو مغربی افکار کا لبادہ اوڑھ کر دنیا کو اسے 'ماڈرن' بنا کر دکھایا جائے۔ علامہ یوسف القرضاوی اپنی مشہور کتاب ”سیکولرازم اور اسلام“ میں سیکولر دانشوروں کی اسی نفسیات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”لادینیت کے داعی حضرات علی الاعلان اس صاف ستھرے اسلام پر تو اعتراض کرنے کی ہمت نہیں رکھتے، البتہ انہوں نے اپنا ایک الگ اسلام اختراع کر لیا ہے اور اسے وہ ہم پر زبردستی تھوپنا چاہتے ہیں۔ ان کا اسلام اس اسلام سے قطعی مختلف ہے جو اللہ کی کتاب قرآنِ پاک میں موجود ہے۔ جو اسلام قرآنِ مجید میں محفوظ ہے یہی حقیقی اسلام ہے، یہی حقیقی اسلام ہے، حضور اکرم ﷺ اسی اسلام کو لے کر مبعوث ہوئے تھے، اسی کی جانب آپؐ نے لوگوں کو دعوت دی تھی۔ یہی وہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام ہے جسے خلفاءِ راشدین نے عملاً نافذ کیا اور جس کی توضیح وتشریح ائمہ محدثین اور مفسرین نے کی ہے۔ لیکن اسلام سے لادینیت پسندوں کی مراد ایسا اسلام ہے جن پر وہ ان غلطیوں کا بوجھ لاد سکیں جو تاریخ میں مسلمانوں سے سرزد ہوئی ہیں۔ وہ اسلام کی وہی تصویر پیش کرتے ہیں جو انہوں نے خود بتائی ہے یا ان کے پیش رو مستشرقین اور مسیحی مشنریوں نے تیار کی ہے" (صفحہ ۳۰)

جدید یورپ کے نامور شہرۂ آفاق فلسفیوں اور مؤرخین مثلاً ٹائن بی، جی ایچ ویلز، ول ڈیورانٹ اور پروفیسر ولفریڈ کینٹ، ول اسمتھ بھی اقرار کرتے ہیں کہ مغرب کی تہذیبی روایات کا سرچشمہ صہیونی مسیحی (Judeo Christian) اور یونان وروم کی میراث ہے۔ شاید پاکستان کے لبرل ازم کے پجاریوں کو بھی اس حقیقت سے انکار نہ ہو، مگر ان کا طرزِ عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ مسیحی یورپ کے تہذیبی اقدار، اِن کے لادینی مزاج، ان کے کلیسا کے کردار، ان کے ثقافتی ارتقاء کے اَہم عوامل، ان کی تہذیب میں مسیحی صہیونی اثرات وغیرہ جیسے عناصر اور ان کے مخصوص تاریخی پس منظر کا لحاظ کئے بغیر تہذیبِ مغرب کو پاکستانی معاشرے پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے قول وفعل میں تضاد اور ان کے معیارات دوہرے ہیں۔ وہ پاکستان اور مغرب کا جب بھی موازنہ کریں گے، پاکستان کو ایک وحشی تمدن کا نمونہ ظاہر کرنے میں کوئی اِبلاغی کسر اُٹھا نہیں رکھیں گے۔ انہیں پاکستان اور جدید مغرب کے اداروں میں کسی قسم کی کوئی قدرِ مشترک نظر نہیں آئے گی۔ مگر اس کے باوجود وہ پاکستانیوں کو گھسیٹ کر تہذیبِ مغرب کے گڑھے میں دھکیلنے کے لئے بے چین ہیں۔ یہی منافق لبرل دانشور ہی ہیں جنہوں نے پاکستان میں پانچ اقلیتوں کا شرانگیز نظریہ گھڑا ہوا ہے۔ انہیں صوبہ پنجاب کے ہی دو علاقوں ملتان اور لاہور کی تہذیب وکلچر میں اس قدر معرکۃ الآراء فرق نظر آتا ہے کہ یہ سرائیکی صوبہ کے قیام کے نعرے لگاتے ہیں۔ یہ بلوچستان، سندھ، سرحد اور پنجاب کا موازنہ اس طرح کرتے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ چار مختلف ممالک کا تذکرہ کیا جارہا ہو۔ اسی صوبائی تعصب کو ہوا دینا ہی ان کی سیاست کا ایک اہم اُصول ہے۔ مگر وہ اس اُصول پر قائم نہیں رہتے۔ جب یہ مغربی تہذیب اور سیکولرازم کو پاکستان میں نافذ کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں تو انہیں پاکستان اور سکینڈے نیویا کی ننگ دھڑنگ اور یورپ کی ملحدانہ تہذیب اور روس جیسے خنک علاقے کے کلچر اور پاکستانی معاشرے میں بالکل کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ یہاں پاکستانی کلچر کے تشخص سے ہی یہ اِنکار کرتے ہیں۔ اگر ان آزادیٔ ضمیر کے اَن تھک منادوں کا ضمیر اگر زندہ ہوتا تو شاید پاکستان اور یورپ کے درمیان ثقافتی فرق کا اِدراک کوئی مشکل اَمر نہیں تھا۔ اور شاید سیکولرازم کی بات کرتے ہوئے انہیں اپنے ہی ضمیر کے طمانچوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ مگر یہ بات تو زندہ ضمیر لوگوں کی ہے!!

تحریکِ پاکستان کے نامور محقق ومؤرخ پروفیسر شریف المجاہد پاکستان کے مذہب بیزار سیکولر افراد کی اسلامی تعلیمات کے متعلق لاعلمی اور مذہب سے ان کی نفرت کے بارے میں بے حد افسردہ دلی کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز میں اپنے تحقیقی مقالہ 'پاکستان میں ناروا داری' میں تحریر فرماتے ہیں:

''بدقسمتی سے آزاد خیال افراد اور حقوقِ انسانی کے مبلغ، اسلام بلکہ سرے سے مذہب کے بارے میں ہی ایک مسخ شدہ تصور رکھتے ہیں، اور اس کی وجہ اسلام سے ان کی ناواقفیت ہے۔ اب سے پہلے جو تجدد پسند گذرے ہیں، اگر یہ لوگ انہی کی طرح اسلام کے تاریخی ورثے اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہوتے تو انہیں اندازہ ہوتا کہ وہ اسلام کی اس تفسیر سے جو خمینی نے کی ہے، بہت دور ہیں۔ اس کی بجائے اسلام کا ایک انسانی پہلو ہے''

پروفیسر شریف المجاہد اِن لبرل حضرات کو مشورہ دیتے ہیں:

''اسلام سے (اگر وہ اس کی مخالفت نہیں کرتے تو بھی) اجتناب برتنے اور اسے نظر انداز کرنے کی بجائے، آزاد خیال عناصر اور انسانی حقوق کے مبلغین کے حق میں اچھا ہوگا اگر وہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی دو مطبوعات ''قرآن کے مفاہیم'' اور ''اسلام اور تجدد'' کا مطالعہ کرلیں اور ان کی باتوں پر دھیان دیں۔ اس مطالعے سے انہیں معلوم ہوگا کہ وہ جن اقدار (انسان دوستی، رواداری) کے دعویدار ہیں اور جن کی تبلیغ کررہے ہیں، وہ عمومی انداز میں اسلامی تعلیمات کے اندر ہی موجود ہیں''

وہ مزید لکھتے ہیں:

''یہ آزاد خیال لوگ اگر اسلام کو محض چند رسوم کا مجموعہ یا محض اوامر ونواہی کی دستاویز سمجھتے ہیں اور خود کو اپنی تاویلات تک محدود رکھتے ہیں یا اسے ردّ کردیتے ہیں، تو وہ ان اُصولوں سے بھی بے انصافی کررہے ہیں جنہیں وہ بے حد عزیز رکھتے ہیں اور اسلام سے بھی انصاف نہیں کرتے۔ پاکستانی معاشرے کی خصوصیات کے پیش نظر اور عام لوگوں کے مزاج کو سمجھتے ہوئے ان لوگوں کو چاہئے کہ اسلام سے شناسائی پیدا کریں اور اس کے فلسفے کو اور اس کے بنیادی اُصولوں کو سمجھیں، بشرطیکہ وہ معاشرے کی تعمیر میں کوئی کردار ادا کرنا چاہتے ہوں۔ بیرونی اقدار کو ملک کے اندر درآمد کرنے یا انہیں اس طرح پیش کرنے سے کہ گویا وہ مغرب کے تجربوں سے اَخذ کی گئی ہیں، مغرب کی تعلیم یافتہ اشرافیہ کے دلوں میں تو ہمدردی کے جذبات پیدا کئے جاسکتے ہیں، لیکن ناخواندہ اور نیم خواندہ عوام کے لئے، ایسی باتیں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ پاکستان کے روشن خیال عناصر اور حقوقِ انسانی کے علمبردار اسلامی ثقافت کو قبول کرنے میں آنا کانی نہ کریں۔ وقت آگیا ہے کہ وہ اپنے ذہنی تحفظات اور تعصبات سے جان چھڑائیں''

پروفیسر شریف المجاہد صاحب نے مندرجہ بالا سطور میں پاکستانی کے نام نہاد روشن خیال اور لادین عناصر کو پاکستانی کلچر کے سانچے کو قبول کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے بالکل یہی بات اپنے اس الہامی مصرعے میں فرمائی تھی ؎

خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ المشاہیر — عبدالرشید عراقی

جامع ترمذی کی عدیم المثال شرح تحفة الأحوذي کے مؤلف

مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوریؒ

[۱۲۸۳ھ/۱۸۶۷ء......۱۳۵۳ھ/۱۹۳۵ء]

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری بن مولانا حافظ عبدالرحیم مبارکپوری محدث، جید عالم، فقیہ اور مفتی تھے۔ علم حدیث میں تبحر و اِمامت کا درجہ رکھتے تھے۔ روایت کے ساتھ درایت کے ماہر اور جملہ علوم آلیہ و عالیہ میں یگانہ روزگار تھے۔ قوتِ حافظہ بھی خداداد تھی، حدیث اور متعلقاتِ حدیث پر ان کی نظر وسیع تھی۔ مولانا سید عبدالحی حسنی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:

كان متضلعا من علوم الحديث، متميزا بمعرفة أنواعه وعلله وكان له كعب عال في معرفة أسماء الرجال وفن الجرح والتعديل وطبقات المحدثين وتخريج الأحاديث[۱]

"علم حدیث میں تبحر علمی کا درجہ رکھتے تھے اور معرفتِ حدیث، انواع حدیث و علل میں ان کی نظر وسیع تھی۔ اسماء الرجال اور جرح و تعدیل، طبقاتِ محدثین اور تخریج اَحادیث میں انکو کمال حاصل تھا"

مولانا براہِ راست عامل بالحدیث تھے، صفاتِ باری تعالیٰ کے سلسلے میں ما ورد به الكتاب والسنة پر ایمان رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم و عمل سے بھرپور نوازا تھا۔ مدت ذہین، ذکاوتِ طبع اور کثرتِ مطالعہ کے اَوصاف و کمالات نے آپ کو جامع شخصیت بنا دیا تھا۔[۲] صاحب نزہۃ الخواطر نے ان کو علمائے ربانیین میں شمار کیا ہے[۳] مولانا ابویحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۹۶۶ء) لکھتے ہیں کہ

"فن حدیث میں آپ کا رُتبہ معمولی نہ تھا اور علماء میں سب سے زیادہ خوش اَخلاق تھے، رقیق القلب اور صاحبِ ایثار و کرم تھے"[۴]

ولادت: مولانا عبدالرحمٰن ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۷ء میں مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے اعظم گڑھ یو پی (اتر پردیش) کا مشہور شہر اور ایک مردم خیز خطہ ہے۔ مشہور مؤرخ اور ادیب و شاعر مولانا شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ) کا تعلق بھی اعظم گڑھ سے تھا۔ بقول مولانا سعید احمد اکبر آبادی (م ۱۹۸۵ء)

"اعظم گڑھ ایک بڑا مردم خیز خطہ ہے۔ اس جیسے اور علاقوں کے سوتے خشک ہوگئے یا ہوتے جارہے ہیں لیکن اس کی زرخیزی نہ صرف قائم ہے بلکہ روز افزوں ہے"[۵] اور بقول اقبالؒ۔

اس خطۂ اعظم گڑھ پہ مگر فیضانِ تجلی ہے یکسر — جو ذرہ یہاں سے اُٹھتا ہے وہ نیرِاعظم ہوتا ہے

اساتذہ: آپ نے جن اساتذہ کرام سے مختلف علوم و فنون میں تعلیم حاصل کی، ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ حافظ عبدالرحیم مبارکپوری (م ۱۳۳۰ھ) ۲۔ مولانا خدابخش اعظم گڑھی (م ۱۳۳۲ھ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ مولانا محمد سلیم فرائی (م ۱۳۳۴ھ) — ۴۔ مولانا فیض اللہ مئوی (م ۱۳۱۶ھ)

۵۔ مولانا سلامت اللہ جے راج پوری (م ۱۳۲۲ھ) — ۶۔ مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی (م ۱۳۲۷ھ)

۷۔ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) — ۸۔ مولانا عبدالرحمٰن جیراج پوری (م ۱۳۱۵ھ)

۹۔ مولانا قاضی محمد بن عبدالعزیز مچھلی شہری (م ۱۳۲ھ) — ۱۰۔ مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی (م ۱۳۲۰ھ)

۱۱۔ علامہ حسین بن حسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ)

تدریس: مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے فراغتِ تعلیم کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور تدریس کا آغاز اپنے قصبہ مبارک پور سے کیا۔ وہاں ایک مدرسہ "دارالتعلیم" کے نام سے قائم کیا۔ تھوڑا عرصہ بعد آپ بلرام پور (گونڈہ) چلے گئے۔ وہاں آپ نے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد بلرام پور سے اللہ نگر (گونڈہ) چلے گئے اور وہاں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد مدرسہ سراج العلوم گونڈہ تشریف لے گئے۔ یہاں کافی مدت تک درس و تدریس فرماتے رہے۔ اس کے بعد مولانا مبارکپوری کے استاد مولانا حافظ عبداللہ محدث غازیپوری (م ۱۳۳۷ھ) جو مدرسۂ احمدیہ، آرہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے، نے آپ کو مدرسۂ احمدیہ، آرہ طلب فرمالیا۔ چنانچہ آپ مدرسۂ آرہ تشریف لے گئے اور وہاں اپنے استاد کے ساتھ مدتوں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ مدرسۂ احمدیہ، آرہ میں آپ کی علمی قابلیت کا شہرہ ہوگیا اور اہل مدارس کی نظر آپ پر اٹھنے لگی۔ چنانچہ مدرسۂ دارالقرآن والسنہ، کلکتہ کے ناظم نے آپ کو اپنے مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دینے کی دعوت دی۔ چنانچہ آپ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری کی اجازت سے کلکتہ چلے گئے۔[49]

چنانچہ مولانا سید عبدالحی حسنی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:

"ثم ولي التدريس بالمدرسة الأحمديه ببلدة آره فدرس وأفاده زمانا ثم انتقل إلى مدرسة دار القرآن والسنة في كلكته فدرس بها مدة"[50]

مولانا مبارکپوری کے تدریسی سفر کی یہ آخری منزل تھی اس کے بعد کسی مدرسہ میں نہیں گئے اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہوگئے۔[51]

تلامذہ: مولانا مبارکپوری نے زندگی کا بیشتر حصہ درس وتدریس میں گزارا، اس لئے ان کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ تاہم یہاں آپ کے چند مشہور تلامذہ کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

مولانا عبدالسلام مبارکپوری

مولانا عبدالسلام مبارکپوری مشاہیر علماء میں سے تھے۔ آپ ۱۲۸۱ھ میں مبارک پور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علومِ اسلامیہ کی تحصیل مولانا حافظ عبدالرحیم مبارکپوری (م ۱۳۲۰ھ)، مولانا حسام الدین مئوی (م ۱۳۱۰ھ)، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ)، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) اور مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ)، مولانا قاضی محمد مچھلی شہری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(م۱۳۲۴ھ) اور علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م۱۳۲۷ھ) سے کی۔ طب کی تعلیم حکیم عبدالولی بن حکیم عبدالعلی لکھنوی سے حاصل کی۔ (۵۲)

فراغتِ تعلیم کے بعد درس و تدریس کو اپنا مشغلہ بنایا اور صادق پور پٹنہ کے ایک دینی مدرسہ سے تدریس کا آغاز کیا اور ۱۵ سال تک اس مدرسہ میں تدریس فرمائی۔ اس ۱۵ سالہ تدریسی دور میں آپ نے اپنی مشہور کتاب تاریخ المنوال لکھی۔ صادق پور، پٹنہ سے آپ مدرسہ 'فیض عام' مئو آگئے اور تین سال تک اس مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد گونڈہ کے ایک مدرسہ میں چار سال تک پڑھایا۔ آخر میں 'دارالحدیث رحمانیہ' دہلی میں آئے اور اپنے انتقال ۱۳۴۲ھ تک تدریس فرماتے رہے۔ (۵۳) مولانا عبدالسلام مبارک پوری درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے، بہت عمدہ مصنف اور اچھے نقاد تھے، آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ اِثبات الاجازہ لتکرار صلوٰۃ الجنازۃ — ۲۔ اسلامی تمدن
۳۔ تصوف — ۴۔ سیرۃ البخاری — ۵۔ تاریخ منوال (۵۴)

مولانا عبدالسلام مبارکپوری نے ۱۸ رجب ۱۳۴۳ھ/ ۲۴ فروری ۱۹۲۴ء کو دہلی میں انتقال کیا اور مبارک پور میں دفن ہوئے۔ (۵۵) مولانا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۹۴۸ء) نے آپ کے انتقال پر لکھا تھا کہ

> "آہ...... مولانا عبدالسلام مرحوم! مولانا موصوف صحیح معنوں میں ایک عالم العلوم مدرّس تھے مدرسین کی تلاش میں جب نظر پڑتی تو آپ ہی پر پہلے پڑتی" (۵۶)

مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوریؒ [صاحب مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح]

شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانیؒ بن مولانا عبدالسلام مبارکپوریؒ مشاہیر علماء میں سے تھے۔ آپ نے جن اساتذہ کرام سے علومِ اسلامیہ میں تعلیم حاصل کی، ان میں آپ کے والد مولانا عبدالسلام مبارکپوری (م۱۳۴۱ھ)، مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی (م۱۳۶۳ھ)، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری (م۱۳۵۳ھ) اور مولانا حافظ محمد گوندلوی (گوجرانوالہ) (م۱۹۸۵ء) قابل ذکر ہیں۔

۱۹۴۵ء میں آپ دارالحدیث رحمانیہ، دہلی سے فارغ ہوئے اور شیخ عطاء الرحمٰن مرحوم مہتمم دارالحدیث رحمانیہ نے آپ کو مدرسہ میں مدرّس مقرر فرمایا۔

مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری جامع ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی کی تکمیل سے پہلے نگاہ سے معذور ہوگئے تھے۔ آپ کو شرح کی تکمیل میں ایسے لائق عالم کی اِعانت کی ضرورت تھی جو فنونِ حدیث میں مکمل مہارتِ صدر رکھتا ہو اور اس کے ساتھ اس کا اَدبی ذوق بھی عمدہ ہو۔ چنانچہ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کی تحریک پر شیخ عطاء الرحمٰن مرحوم نے آپ کو دہلی سے مبارکپور بھیج دیا تاکہ تحفۃ الاحوذی کی تکمیل میں آپ مولانا مبارکپوری سے علمی تعاون فرمائیں۔ تنخواہ آپ کو دارالحدیث رحمانیہ سے ملتی تھی۔ چنانچہ آپ نے ۲ سال مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کے ساتھ بطورِ معاون کام کیا اور تحفۃ الاحوذی کی تیسری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چوتھی جلد کی تکمیل کی۔ تکمیل کے بعد آپ واپس دارالحدیث رحمانیہ دہلی واپس تشریف لے آئے (۵۷)

آپ کی ساری زندگی درس و تدریس میں بسر ہوئی۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک سے دارالحدیث رحمانیہ، دہلی کا وجود ختم ہوگیا اور آپ دہلی سے اپنے وطن مبارک پور چلے گئے۔

۱۹۵۰ء میں مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۹۸۷ء) کی تحریک پر آپ نے حدیث کی مشہور کتاب ''مشکوٰۃ المصابیح'' کی شرح بزبان عربی ''مرعاۃ المصابیح'' کے نام سے لکھنی شروع کی۔ اس شرح کی اب تک دس جلدیں طبع ہوئی ہیں اور اس میں کتاب المناسک پوری آگئی ہے۔ اس شرح میں جن علمی امور پر بحث کی گئی ہے وہ یہ ہیں:

(۱) مشکوٰۃ کے ہر راوی کا ترجمہ (۲) تمام اَحادیث کی تخریج (۳) اِسنادی اور متنی اِشکالات کا حل (۴) احادیث کی توضیح (۵) اختلافِ مذاہب اور ان کے دلائل پھر راجح مسلک کی وضاحت (۵۸)،

آپ کی دوسری تصنیف ''رمضان المبارک کے فضائل و اَحکام'' ہے۔ (۵۹)

مولانا عبیداللہ رحمانی نے ۴ جنوری ۱۹۹۲ء کو مبارکپور میں انتقال کیا۔

مولانا عبدالرحمٰن آزاد مئوی

مولانا ابونعمان عبدالرحمٰن آزاد مئوی ۱۲۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جن اساتذۂ کرام سے مختلف علوم وفنون میں تعلیم حاصل کی، ان میں مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی (م ۱۳۲۷ھ)، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ)، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ)، مولانا محمد اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ) اور مولانا احمد حسن کانپوری (م ۱۳۲۲ھ) شامل ہیں۔ حدیث کی تحصیل مولانا سید نذیر حسین دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے کی۔ ۱۳۱۴ھ میں دربھنگہ کے ایک دینی مدرسہ سے تدریس کا آغاز کیا۔ وہاں کچھ عرصہ تدریس فرماتے رہے۔ اس کے بعد آسنسول کے ایک دینی مدرسہ میں تدریس پر مامور ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آسنسول سے رختِ سفر باندھا اور کلکتہ چلے گئے۔ کلکتہ کے زمانۂ قیام میں مئو میں طاعون کی وبا پھیلی جن میں ان کے دو بھائی اور دو صاحبزادے موت کی گود میں جا سوئے۔ (۶۰)

مولانا عبدالرحمٰن آزاد ایک لائق مدرّس ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین مصنف بھی تھے۔ جن پر ان کی تصانیف شاہد ہیں۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں:

(۱) تفسیر القرآن (ناتمام) (۲) شرح قصیدہ بانت سعاد (مطبوع)
(۳) ترجمہ وشرح طبقات ابن سعد (ناتمام) (۴) التحریر (۵) بحرالفرائض (۶۱)

مولانا عبدالرحمٰن آزاد نے ۱۳۵۷ھ میں وفات پائی۔ (۶۲)

مولانا محمد بشیر رحمانی مبارکپوری

مولانا محمد بشیر بن عبدالمجید بن حافظ عبدالرحمٰن بن عبدالوہاب ۱۹/ اکتوبر ۱۹۰۴ء/ ۹ شعبان ۱۳۲۲ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا عبدالسلام مبارکپوری (م۱۳۴۲ھ)، مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری (م۱۳۵۳ھ) اور مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی (م۱۳۶۳ھ) جیسے اساطین فن شامل ہیں۔ ان اساتذہ کے علاوہ اور بھی کئی اساتذہ سے آپ نے مختلف علوم وفنون میں تحصیل کی۔

شعبان ۱۳۴۵ھ میں آپ دارالحدیث رحمانیہ، دہلی سے فارغ التحصیل ہوئے۔ اس کے بعد طب کی تحصیل کے لئے تکمیل الطب کالج، لکھنؤ میں داخل ہوئے اور ۱۳۴۸ھ میں طبیہ کالج لکھنؤ سے فراغت پائی۔

طبی تعلیم کی فراغت کے بعد مدرسۂ عالیہ مئو، ضلع اعظم گڑھ سے تدریس کا آغاز کیا۔ وہاں کچھ عرصہ تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد مدرسہ میاں صاحب پھاٹک حبش خان دہلی میں تشریف لے آئے اور وہاں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ (۶۳)

اس کے بعد ۱۳۵۶ھ میں دارالحدیث رحمانیہ میں آئے اور پھر یہاں سے ۱۳۷۱ھ میں چلے آئے اور یہیں مطب جاری کر کے کئی سال تک خلق خدا کی خدمت کرتے رہے۔ آخر میں موضع سیونی (مدھیہ پردیش) میں مدرّس ہوئے اور کئی سال تک تعلیمی و دینی خدمات انجام دیں۔

مولانا محمد بشیر رحمانی نے ۳ مئی ۱۹۶۸ء/ یکم صفر ۱۳۸۸ھ مبارکپور میں انتقال کیا اور اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ (۶۴)

مولانا حکیم الٰہی بخش مبارکپوری

مولانا الٰہی بخش بن حکیم عبداللہ مبارکپوری بڑے جید عالم دین تھے۔ ۱۲۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ عربی اور فارسی کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ بعد ازاں مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری، مولانا احمد حسن کانپوری (م۱۳۲۲ھ) اور مولانا عبدالوہاب بہاری (م۱۳۲۹ھ) سے علومِ اسلامیہ کی تحصیل کی۔ فراغتِ تعلیم کے بعد ۱۳۱۰ھ میں مبارکپور میں مدرسہ إحیاء العلوم قائم ہوا تو اس مدرسہ میں تدریس پر مامور ہوئے۔ اور ۲۰ سال تک اس مدرسہ میں تدریس فرماتے رہے۔ اور اس کے ساتھ طبابت کا سلسلہ بھی جاری کیا۔ آخر میں مبارکپور سے اعظم گڑھ منتقل ہوگئے اور مطب کرنے لگے۔ آپ بڑے حاذق طبیب تھے۔ ضلع طبی بورڈ کے کئی سال تک صدر رہے۔ ۱۳۵۶ھ میں مبارکپور واپس چلے گئے اور اسی سال آپ نے انتقال کیا۔ (۶۵)

مولوی حکیم محمد اصغر مبارکپوری

مولوی حکیم محمد اصغر بن محمد علی مبارکپوری مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری کے برادرزادہ تھے آپ نے دینی تعلیم اپنے چچا مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری سے حاصل کی۔ جس مدرسہ میں مولانا مبارکپوری مرحوم نے پڑھایا، وہاں آپ اپنے چچا کے ساتھ ہوتے تھے۔ فراغت کے بعد مدرسہ دارالتعلیم مبارکپور میں تدریس کا آغاز کیا اور اپنی ساری زندگی تدریس میں اسی مدرسہ میں گزار دی۔ طب کی تعلیم بھی حاصل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تھی۔ مدرسہ سے معمولی تنخواہ ملتی تھی اور اس کے ساتھ مطلب کرتے تھے۔ صبر و قناعت کے ساتھ اپنی زندگی بسر کردی۔ ۱۳۴۶ھ میں وفات پائی اور اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ (۶۶)

مولانا عبدالصمد حسین آبادی

مولانا عبدالصمد احمد بن شیخ محمد اکبر رمضان ۱۳۲۲ھ میں موضع حسین آباد، مضافات مبارکپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی عربی و فارسی کی تعلیم مولوی حکیم محمد اصغر مبارکپوری (م ۱۳۴۶ھ) سے حاصل کی۔ اس کے بعد جن اساتذہ کرام سے علومِ دینیہ میں تحصیل کی، ان کے نام یہ ہیں:

مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری، مولانا عبدالسلام مبارکپوری، مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی (م ۱۳۸۱ھ) اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۴۲ھ)

فراغتِ تعلیم کے بعد مختلف دینی مدارس یعنی مدرسہ اسلامیہ، بڑوا، مدرسہ دار التعلیم، مبارکپور، مدرسہ احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ اور مدرسہ محمدیہ، دیودیا میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

مولانا عبدالصمد حسین آبادی بلند پایہ عالم اور محدث تھے۔ تدریس میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف کے مطالعہ سے ان کے علمی تبحر اور حدیث اور متعلقاتِ حدیث میں ان کی مکمل مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔

مولانا عبدالصمد حسین آبادی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ یہ ہے کہ مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ) نے اپنی مشہور شرح تحفۃ الاحوذی کا ایک جامع و علمی مقدمہ لکھنا شروع کیا لیکن اس کی تکمیل نہ کرسکے اور دنیا سے رخصت ہوگئے۔ مولانا عبدالصمد نے مقدمہ تحفۃ الاحوذی کے منتشر اَوراق کے نامکمل مباحث کو مکمل کیا اور بڑی محنت اور تحقیق و کاوش سے مرتب و مدوّن کیا اور اس کو اشاعت کے قابل بنایا۔ مولانا عبدالصمد کی تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔ تائیدِ حدیث بجواب تنقیدِ حدیث
۲۔ شرفِ حدیث
۳۔ شانِ حدیث
۴۔ الفتوحات الربانیہ
۵۔ تذکرۃ الاخوان بمنع شرب الدخان
۶۔ احوال الصحابہ
۷۔ ذم غناء و رقص و سرور
۸۔ شرح سنن ابن ماجہ (عربی، ناتمام)
۹۔ حق پرستی بجواب شخصیت پرستی
۱۰۔ فقہ حنفی پر ایک نظر
۱۱۔ التبیان لما یجب معرفتہ علی أھل الایمان (عربی)

مولانا عبدالصمد حسین آبادی نے ۱۴ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ/۲۶ جنوری ۱۹۴۸ء کو انتقال کیا۔ (۶۷)

مولوی شاہ محمد سریانوی

مولوی شاہ محمد سریانوی نے ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد دینی علوم کی تعلیم مولانا عبدالرحمٰن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث مبارکپوری، مولانا محمد فاروق چڑیاکوٹی (م۱۳۲۷ھ) اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی (م۱۳۲۰ھ) سے حاصل کی، مولانا حافظ نذیر احمد خان دہلوی مترجم قرآن مجید (م۱۳۳۱ھ) سے بھی استفادہ کیا۔ مولوی شاہ محمد مسلکاً حنفی تھے لیکن مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری (م۱۳۵۳ھ) سے بہت زیادہ تعلق تھا اور مولانا مبارکپوری سے سب سے زیادہ استفادہ کیا۔

مولوی شاہ محمد علم وتحمل کا حسین امتزاج تھے۔ شرافت اور توکل میں سلف صالحین کی یادگار تھے۔ ۱۳۹۱ھ میں ۷۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ (۶۸)

مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی

مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی مشاہیر علما میں سے تھے۔ ان کی ساری زندگی درس وتدریس میں بسر ہوئی اور نصف صدی تک آپ تفسیر وحدیث اور فقہ کی تدریس فرماتے رہے۔ ان کا طریقہ درس بہت دل آویز تھا۔ بڑی تحقیق سے طلباء کو درس دیتے تھے۔ ۱۸۹۷ء/۱۳۱۴ھ میں ریاست جے پور کے ایک شہر کھنڈیلہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جن اساتذہ سے علوم دینیہ میں تعلیم حاصل کی ان کے نام یہ ہیں:

مولانا عبدالوہاب دہلوی صدری (م۱۳۵۱ھ)، مولانا عبدالوہاب انصاری دہلوی المعروف حکیم نابینا (م۱۳۳۸ھ)، مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ پوری (م۱۳۶۳ھ)، مولانا عبدالرحمٰن ولایتی (م۱۳۳۰ھ)، مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی (م۱۳۸۱ھ)، مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی (م۱۳۸۴ھ)، مولانا عبدالقادر لکھوی (م۱۳۴۲ھ) اور مولانا عطاء اللہ لکھوی (م۱۹۵۲ء)

مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے۔ مشہور تلامذہ یہ ہیں: مولانا اسماعیل ذبیح (م۱۹۷۶ء)، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (م۱۹۸۷ء)، مولانا حافظ محمد اسحاق حسینوی اور مولانا عبدالخالق رحمانی۔

مولانا عبدالجبار تصنیف وتالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں:

۱۔إزالة الحيرة عن فقاهة أبي هريرة (عربی)
۲۔نسبت محمدی (اردو)
۳۔التبیان فی مسئلة الایمان (عربی)
۴۔مقاصد الامامہ (اردو)
۵۔إتمام الحجہ (اردو)
۶۔الانصاف فی رفع الاختلاف (اردو)
۷۔مقدمہ صحیح بخاری (عربی)
۸۔حاشیہ صحیح البخاری (عربی)

مولانا عبدالجبار نے ۲ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ/۴ اگست ۱۹۶۲ء اوکاڑہ میں وفات پائی۔ (۶۹)

ڈاکٹر تقی الدین الہلالی مراکشی

ڈاکٹر تقی الدین الہلالی مراکشی ندوۃ العلماء لکھنؤ میں عربی ادب کے پروفیسر رہے۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری سے حدیث اور فقہ الحدیث میں استفادہ کیا۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں مدتوں عربی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَدب کا درس دیا۔ بعد میں بغداد، کویت وغیرہ میں بھی کافی عرصہ درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۹۸۲ء میں مراکش میں انتقال کیا۔

علم و فضل: علم و فضل کے اعتبار سے مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری بلند مقام کے حامل تھے۔ مولانا عبدالحی حسنی (م۱۳۴۱ھ) نے لکھا ہے کہ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری (م۱۳۵۳ھ) علمائے ربانیین میں سے تھے اور عالم باعمل تھے۔ رقیق القلب اور صاحبِ ایثار و کرم تھے اور اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے تھے۔ [۷۰]

انتقال: مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے ۱۶ شوال ۱۳۵۳ھ/ ۲۲ جنوری ۱۹۳۵ء مبارکپور میں انتقال کیا۔ جنازہ پر زائرین کا ہجوم علاقہ بھر میں اپنی نظیر تھا۔ بلاتفریق مشرب، تمام فرقِ اسلامیہ شامل تھے۔ صاحب تراجم علمائے حدیث سند لکھتے ہیں کہ:

> ''قصبہ مئو سے، جو مبارکپور سے چوتھا ریلوے اسٹیشن ہے، زائرین سے بھری ہوئی ٹرین آئی اور راہ میں کسی اسٹیشن پر نہ رُکی کہ مبادا زائرین جنازہ سے محروم رہ جائیں''[۷۱]

تصانیف: مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری تصانیف میں اپنی مجتہدانہ شان رکھتے تھے۔ فن حدیث میں آپ کا رُتبہ بہت بلند تھا۔ حدیث اور متعلقاتِ حدیث پر آپ کی جو تصانیف ہیں، ان کے مطالعہ سے فن حدیث میں آپ کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م۱۳۲۹ھ) کی تالیف عون المعبود فی شرح سنن ابی داود میں چار سال ان کی معاونت کی۔ [۷۲] مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے عربی اور اردو میں جو کتابیں لکھیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) تحفۃ الاحوذی، شرح جامع ترمذی (عربی)

جامع ترمذی امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (م۲۷۹ھ) کی تصنیف ہے اور صحاح ستہ کی رکن عظیم ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری (م۱۳۵۳ھ) نے چار جلدوں میں اس کی شرح مکمل کی۔ اس شرح کی کیا خصوصیات ہیں۔ اس بارے میں شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری (م۱۹۹۴ء) لکھتے ہیں کہ

> ''مولانا ابوالعلی علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے اس مبارک شرح میں جن مفید اور ضروری اُمور کا اِلتزام اور لحاظ کیا ہے، ان کا مجموعہ کسی دوسری شرح میں نہیں مل سکے گا۔ ان اُمور کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ ان میں سے بعض مختصراً درج کئے جاتے ہیں:

۱۔ جامع ترمذی کے ہر راوی کا ترجمہ بقدرِ ضرورت لکھا گیا ہے۔ اور مقدمہ شرح میں تمام راویوں کی فہرست بہ ترتیبِ حروفِ تہجی بھی دے دی گئی ہے اور جس راوی کا ترجمہ شرح کے جس صفحہ میں مذکور ہے، اس کا نشان دے دیا گیا ہے۔

۲۔ جامع ترمذی کی تمام حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے یعنی اس کتاب کی حدیثوں کو اِمام ترمذی کے علاوہ اور دیگر جن محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے، ان کا اور ان کی کتابوں کا نام بتا دیا گیا ہے

 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ امام ترمذی نے ''وفی الباب'' کے عنوان سے جن اَحادیث کی طرف اشارہ کیا ہے، ان کی مفصل تخریج کی گئی ہے اوران احادیث کے الفاظ بھی اکثر مقامات میں نقل کئے گئے ہیں۔ احادیث مشار الیہا کے علاوہ اور دیگر احادیث کی تخریج کا بھی جابجا اضافہ کیا گیا ہے۔

۴۔ تصحیح و تحسین حدیث میں امام ترمذی کا تساہل مشہور ہے۔ اس لئے ہر حدیث کی تحسین وتصحیح کے متعلق دیگر ائمہ فن حدیث کے اَقوال بھی نقل کئے گئے ہیں اور جن احادیث کی تصحیح وتحقیق میں امام ترمذی سے تساہل ہوا ہے، اس کی تصریح کردی گئی ہے۔

۵۔ اِسنادی ومتنی اِشکالات کے حل و اِیضاح کی طرف خاص طور سے توجہ کی گئی ہے۔

۶۔ احادیث کی توضیح وتشریح میں بہت کچھ تحقیق سے کام لیا گیا ہے اور جن مقلدین جامدین اور جن اہل ہوا نے احادیث نبویہ کو اپنے مذہب ومسلک پر منطبق کرنے کے لئے غلط اور روایتی تاویلیں و تقریریں کی ہیں، ان کی تاویلات وتقریرات کی کافی تغلیط وتردید کردی گئی ہے۔ احادیث کے صحیح مطالب ومضامین جو سلف صالحین اور فقہاءِ محدثین کے نزدیک معتمد ومستند ہیں، بیان کئے گئے ہیں

۷۔ اختلاف مذاہب کے بیان میں ہر مذہب کے دلائل بیان کرکے مذہب حق وراجح ظاہر کردیا گیا ہے اور اسکی نصرت وتائید کی گئی ہے اور مذاہب مرجوحہ وغیر صحیحہ کے دلائل کے شافی جواب دیئے گئے ہیں۔

۸۔ آثار السنن (شوق نیموی) وغیرہ کی جابجا لطیف اور قابل دید تنقید کی گئی ہے۔ (۷۳)

۹۔ تحفۃ الاحوذی میں غیر ضروری مباحث سے اِجتناب کرتے ہوئے نفس کتاب کی توضیح وشرح کا پورا اہتمام والتزام کیا گیا ہے۔ (۷۴)

برصغیر کے اہل علم کے علاوہ عالم اسلام کے نامور اور مقتدر علمائے کرام نے اس کی تعریف و توصیف کی ہے اور اسکو غیر معمولی طور پر پسندیدگی اور مقبولیت کی نظر سے دیکھا ہے۔ مولانا عبیداللہ رحمانی لکھتے ہیں: ''ھو أحسن شرح الجامع الترمذی ظهر علی وجه الأرض لم تر العیون مثله''

تحفۃ الاحوذی کی کتابت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل السلفی (م ۱۹۶۸ء) کے والدِ محترم مولانا حکیم محمد ابراہیم مرحوم ومغفور نے کی تھی۔ (مجموعی صفحات ۴ جلد: ۱۶۲۶)

(۲) مقدمہ تحفۃ الاحوذی (عربی): مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی کا ایک علیحدہ مبسوط مقدمہ بھی تحریر فرمایا۔ اس مقدمہ میں کچھ مباحث ابھی نامکمل تھے کہ مولانا مبارکپوری نے اس دنیا سے رختِ سفر باندھا۔ بعد میں آپ کے لائق شاگرد مولانا عبدالصمد حسین آبادی (م ۱۹۳۸ء) نے اس کی تکمیل کی۔ یہ مقدمہ ۷ ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے اس کے بارے میں مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری (م ۱۹۹۴ء) لکھتے ہیں۔

پہلے باب میں ۴۱ فصلیں ہیں۔ جن میں عام فنونِ حدیث، کتبِ حدیث، ائمہ حدیث کے متعلق نہایت کارآمد اور ضروری فوائد جمع کردیئے گئے ہیں اور دوسرا باب ۷ افصلوں پر مشتمل ہے۔ جن میں خاص

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع ترمذی اور امام ترمذی کے متعلق بہت ضروری اور غایت درجہ مفید مباحث مذکور ہیں۔
بابِ ثانی جن نادر اور قیمتی نوادر پر مشتمل ہے، ان کا جاننا جامع ترمذی کے طالب علم کے لئے از بس ضروری ہے۔ ان مباحث کو پڑھے بغیر جامع ترمذی کا پڑھنا اور پڑھانا بے معنی اور لاحاصل ہے۔ مقدمہ میں مختلف مناسبتوں سے ۱۵۵/ائمہ حدیث وتفسیر وفقہ ولغت کے تراجم بھی آگئے ہیں اس کی تمام خوبیوں کا اندازہ شروع میں ملحقہ فہرست سے ہوجاتا ہے جو ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ آخر میں مولانا مبارکپوری کا مختصر تذکرہ بھی ہے۔[۷۵] (صفحات ۱۱۲)

(۳) نور الابصار (اردو): اس کتاب میں قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ بجز پانچ قسم کے لوگوں کے ہر بالغ مسلمان پر نمازِ جمعہ فرض ہے چاہے شہر کا ہو یا دیہات کا (صفحات ۸۰، مطبع سعید المطابع بنارس ۱۳۱۹ھ)

(۴) تنویر الابصار فی تائید نور الابصار (اردو): یہ کتاب ''نور الابصار'' کی تائید میں ہے۔

(۵) ضیاء الابصار فی تائید نور الابصار (اردو): یہ کتاب بھی نور الابصار کی تائید میں ہے اور شوق نیموی کی کتاب تبصرۃ الانظار کا جواب ہے (مطبوعہ)

(۶) کتاب الجنائز (اردو): اس کتاب میں احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں جنازے کے اَحکام ومسائل بیان کئے گئے ہیں۔ (صفحات ۱۱۲، طبع روم نامی پریس، لکھنؤ ۱۹۵۰ء)

(۷) القول السدید فیما یتعلق بتکبیرات العید (اردو): اس رسالہ میں تکبیراتِ عیدین کے متعلق واضح کیا گیا ہے۔ (مطبوعہ)

(۸) تحقیق الکلام فی وجوب القراءۃ خلف الامام (۲ جلد) اردو: اس کتاب میں نہایت بسط کے ساتھ وجوب قراءۃِ خلف الامام کو بدلائل ثابت کیا گیا ہے اور احناف کے دلائل عدمِ وجوبِ قراءۃ کو نقل کرکے ہر ایک کے جواب دیئے گئے ہیں۔ (صفحاتِ مجموعی ۲ جلد: ۳۳۸۔ مطبع محبوب المطابع دہلی، جلد اوّل ۱۳۲۰ھ جلد دوم ۱۳۳۴ھ)

(۹) رسالہ عشر (اردو، غیر مطبوعہ)

(۱۰) رسالہ در حکم بعد صلوٰۃ مکتوبہ (اردو، غیر مطبوعہ)

(۱۱) اعلام اہل الزمن من تبصرۃ آثار السنن (اردو): یہ رسالہ مولوی ظہیر احسن شوق نیموی کی کتاب ''آثار السنن'' کے جواب میں ہے۔ اس میں صرف ان احادیث کی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو صاحبِ آثار السنن نے قصداً کی ہیں (مطبوعہ مطبع سعید المطابع، بنارس، صفحات ۱۳)

(۱۲) اِبکار المنن فی تنقید آثار السنن (عربی): مولوی ظہیر احسن شوق نیموی نے نصرتِ تقلید میں حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) کی مشہور کتاب ''بلوغ المرام من اَدلّۃ الاحکام'' کی نہج پر حدیث کی ایک کتاب ''آثار السنن'' مرتب کی۔ جس میں اپنے ''شعارِ تقلید'' کی اَحادیث جمع کیں۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے 'آثار السنن' کی تردید میں ابکار المنن لکھی۔ جس میں شوق نیموی مرحوم کی کاوشوں کی قلعی کھولی ہے (صفحات ۲۶۴، مطبوعہ رضوان پریس، کلکتہ۔ سن طباعت ۱۹۳۶ء)

(۱۳) خیر الماعون فی منع الفرار من الطاعون (اردو، ۲ جلد): اس کتاب میں طاعونی مقامات سے بھاگنے کی حرمت کے براہین پیش کرتے ہوئے بھاگنے والوں کے حیلوں، بہانوں کو نقل کرکے ہر ایک کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ (صفحات مجموعی ۸۶ طبع رضوان پریس کلکتہ، ۱۹۰۶ء)

(۱۴) الدر المکنون فی تائید خیر الماعون (اردو): اس کتاب میں بھی طاعونی مقامات سے بھاگنے والوں کے تمام حیلوں کو نقل کرکے ہر ایک پر بحث کی ہے (صفحات ۴۰ طبع سعید المطابع بنارس)

(۱۵) المقالة الحسنیٰ فی سنیّة المصافحة بالید الیُمنی (اردو): یہ رسالہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کے اثبات میں نہایت پرزور دلائل پر مشتمل ہے۔ (مطبوعہ نامی پریس لکھنو، ۱۳۷۶ھ، صفحات ۳۲)

(۱۶) ارشاد البهائم الی اخصاء البهائم (اردو، غیر مطبوعہ)(۷۶)

(۱۷) شفاء العلل فی شرح کتاب العلل (عربی): یہ کتاب امام ترمذی (م ۲۷۹ھ) کی کتاب العلل کی شرح ہے۔

(۱۸) الوشاح الابریزی فی حکم الدواء الا نکلیزی (اردو، غیر مطبوعہ)

(۱۹) الکلمة الحسنیٰ فی تائید المقالة الحسنیٰ (اُردو، غیر مطبوعہ)(۷۷)

۱۔ نزہۃ الخواطر، ج ۸ ص ۲۴۲، ۲۴۳......۲۔ تذکرہ علمائے اعظم گڑھ، ص ۱۴۵......۳۔ نزہۃ الخواطر، ج ۸ ص ۲۴۳......۴۔ تراجم علمائے حدیث ہند، ص ۴۰۴......۵۔ ماہنامہ برہان دہلی، جون ۱۹۷۶ء......۴۹۔ تذکرہ علمائے اعظم گڑھ، ص ۱۴۴۔۱۴۵ ۵۰۔ نزہۃ الخواطر، ج ۸ ص ۲۴۲......۵۱۔ ایضاً......۵۲۔ تذکرہ علمائے اعظم گڑھ، ص ۱۵۸۔۱۵۹......۵۳۔ ایضاً......۵۴۔ جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات......۵۵۔ تراجم علماءِ حدیث ہند، ص ۳۹۹......۵۶۔ ایضاً، ص ۴۰۰......۵۷۔ تراجم علماءِ حدیث ہند، ص ۴۰۷......۵۸۔ جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات، ص ۷۲......۵۹۔ ایضاً، ص ۲۲۶......۶۰۔ تراجم علمائے حدیث ہند، ص ۴۳۵......۶۱۔ جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات......۶۲۔ تذکرہ علمائے اعظم گڑھ، ص ۱۵۴......۶۳۔ تراجم علمائے حدیث ہند۔ ص ۴۱۰......۶۴۔ تذکرہ علمائے اعظم گڑھ، ص ۲۵۸......۶۵۔ ایضاً، ص ۶۲، ۶۳......۶۶۔ ایضاً، ص ۲۵۴ ۶۷۔ ایضاً، ص ۱۶۳، ۱۶۴......۶۸۔ ایضاً، ص ۱۰۱......۶۹۔ الاعتصام لاہور، ۲ دسمبر ۱۹۴۹ء/ ۲۴۔ اگست ۱۹۶۲ء......۷۰۔ نزہۃ الخواطر، ج ۸ ص ۲۴۳......۷۱۔ تراجم علمائے حدیث ہند، ص ۴۰۶......۷۲۔ مقدمہ عون المعبود، ص ۷ مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ مدینہ منورہ......۷۳۔ سیرۃ البخاری، ص ۴۲۹۔۴۳۰......۷۴۔ ایضاً، ص ۴۲۹......۷۵۔ ایضاً، ص ۴۳۱......۷۶۔ جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات......۷۷۔ تراجم علماءِ حدیث ہند، ص ۴۰۶

تصحیح فرما لیں: (۱) محدث کے گذشتہ شمارہ، جون ۲۰۰۰ء کے ص ۴۱ پر درج واقعہ نمبر ۴ حضرت خنساءؓ کی بجائے حضرت ہند انصاریہ (جنگِ اُحد) کا ہے جبکہ حضرت خنساءؓ کا واقعہ حضرت عمرؓ کے دور (جنگ قادسیہ) کا ہے، تصحیح فرمالیں۔ (۲) محدث کے شمارۂ اپریل ۲۰۰۰ء میں صفحہ ۱۷ پر نمبر ۹ میں الاعراف ۱۱۷ تا ۱۲۲ اور نمبر ۱۴ میں سورۃ الاحقاف ۲۹ تا ۳۳ لکھے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاتبصرہ

محدث، جون ۲۰۰۰ء میں شائع شدہ ایک مضمون پر مقالہ نگار کا وضاحتی مراسلہ

محترم ومکرم جناب حافظ حسن مدنی صاحب ، مدیر معاون السلام علیکم!

جون کے 'محدث' میں آپ نے میرا مضمون شائع کیا ہے جس پر تبصرہ کرتے ہوئے ص ۵۶ پر آپ نے "سیکولرازم کے فتنۂ اِباحیت کا شکار" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جن کی وجہ سے میں نے اپنا مضمون بہت غور وفکر سے کئی مرتبہ پڑھا لیکن باوجود کوشش کے اس مفہوم کو تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا بلکہ مجھے تو اس میں سیکولرازم کی مکمل نفی نظر آئی۔ آپ کی دوبارہ توجہ اور غور کے لئے اپنے مضمون کے چند اقتباسات نقل کرتا ہوں:

مضمون کے آخری تین چار صفحات، جو ابھی شائع نہیں ہوئے، میں جدید اطرازِ حکومت سے استفادہ کی باتیں لکھ کر میں نے تحریر کیا تھا کہ

"لیکن ملک کے حالات کے مطابق ایسی صورت ہی اختیار کی جائے گی کہ قرآن وسنت کے مطابق قوانین کا بنایا جانا یقینی ہو، اس لئے کہ اِسلامی نظامِ حکومت کی بنیاد اور روح ہی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور قرآن وسنت کی حکمرانی ہے۔ اس روح کا نظامِ حکومت کے ہر ہر اُصول اور ہر ہر ادارے میں موجود ہونا ضروری ہے" (مسودہ کا صفحہ ۱۸)

جو مضمون شائع ہوچکا ہے، اس میں تحریر کیا تھا:

"ایک اِسلامی ریاست اور مغربی سیاسی مفکرین کے پیش کردہ جمہوری اور سیکولر نظریات کی بنیاد پر قائم ہونے والی ریاست میں، اگر یہ کہا جائے کہ ایک ہی بنیادی، پہلا اور آخری فرق ہے، تو وہ حاکمیت اور اقتدارِ اعلیٰ کا ہے۔ یہ ایک ہی فرق ایسا ہے جو دونوں ریاستوں کے دیگر تمام اُصولوں کو متاثر ومتعین کرتا ہے" (محدث، صفحہ ۴۸)

سیکولرازم کے نظریہ اور سیکولر ریاست کیلئے اہم ترین مثال برطانیہ کی ہے جس کے بارے میں تحریر کیا تھا:

"غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ: 'اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع' اس دستور کی بنیاد اور روح ہے۔ برطانوی نظامِ حکومت کی روح "پارلیمنٹ کا اقتدارِ اعلیٰ" کے اُصول اور نظریہ کی اسلامی ریاست میں معمولی سی بھی گنجائش نہیں" (صفحہ ۵۰) ...... حکمران کی اطاعت کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر کیا تھا:

"قاضی ثناء اللہ پانی پتی مظہری میں قرآنِ کریم کی اس آیت ﴿أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ...﴾ کی شرح میں تحریر کرتے ہیں: "حاکم کی اطاعت صرف اسی وقت واجب ہے جب اس کا حکم شرع کے خلاف نہ ہو، آیت کی رفتار سے یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے اللہ نے انصاف کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد حاکموں کی اطاعت کا امر کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک حکام عدل پر قائم ہوں، ان کی اطاعت واجب ہے اس سے آگے خود صراحت فرما دی: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْئٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ﴾ "یعنی اگر کسی مسئلے میں تمہارا آپس میں اختلاف ہوجائے تو (صحیح فیصلے کیلئے) اللہ اور اسکے رسولؐ کے (احکام) کی طرف رجوع کرو" (ص ۵۳)

چند حوالے نقل کرنے کے بعد میں نے تحریر کیا تھا کہ

"اسی اُصول اور ضابطے ہی کی بنا پر اسلامی ریاست کے حکمران کو اپنے ہر حکم اور ہر فعل کے بارے میں یہ وضاحت کرنا ہوتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بھیجے ہوئے رسول کی تعلیم کے مطابق ہے" (ص ۵۴)

پھر میں نے اس سے اگلے صفحہ پر تحریر کیا تھا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کسی ملک کے نظامِ حکومت میں عام طور پر ایک بنیادی نظریہ اور روح کارفرما ہوتی ہے جس نظریے اور فکر کو اس ملک کے نظامِ حکومت کی روح کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ کوئی بھی قانون بناتے وقت، کوئی بھی پالیسی وضع کرتے وقت اور کوئی بھی انتظامی قدم اُٹھانے کے موقع پر اس بنیادی نظریہ کو مدنظر رکھا جاتا ہے...... اسلامی نظامِ حکومت کی روح اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ہے''

آپ نے تبصرہ کرتے ہوئے ص ۵۶ پر تحریر کیا ہے: ''اسلام انسانی تجربات کے ارتقا کا مخالف نہیں ہے۔ البتہ اِن تجربات کو الہامی ضابطوں کی قیود کا پابند کرتا ہے'' میں آپ کی اس بات سے سوفیصد متفق ہوں، چنانچہ جدید اطرازِ حکومت کے تذکرے کے بعد ایک حوالے سے میں نے تحریر کیا تھا: (ص ۵۸)

''حفظ الرحمٰن سیوہاروی خلافت کے نظام کو قرآن و حدیث کے اَساسی اصولوں کے مطابق چلانے پر زور دینے کے ساتھ ہی مزید وضاحت کے لئے تحریر کرتے ہیں: اسلام میں قیاسِ صحیح اور اجتہاد کو بہت اہم جگہ حاصل ہے اور اس کا صحیح طریق کار یہ ہے کہ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہ اُصول اور اَساسی قوانین میں ادنیٰ سا تغیر بھی نہیں ہوسکتا اور ان ہی قوانین کی روشنی میں ایسی جزئیات اور تفصیلات اور ایسے احکام اِستخراج و اِستنباط کئے جائیں جو ایک جانب تو ان اَساسی اُصولوں کے ماتحت ہوں اور دوسری جانب مقتضیاتِ وقت اور حادثات کا بہترین حل کرتے ہوں''

قرآن وسنت کا پابند رہتے ہوئے جدید اطرازِ حکومت سے اِستفادہ کرنے میں میری فکر وسوچ شاید وہی ہو جو آپ کے مضمون ''انٹرنیٹ اور اسلام'' میں جدید ذرائع اَبلاغ سے استفادہ کے سلسلے میں پائی جاتی ہے، اس مضمون، جو اسی جون کے 'محدث' میں شائع ہوا ہے، میں آپ نے تحریر کیا ہے:

''دوسری طرف ہمارے بعض پڑھے لکھے دیندار حضرات ایسے بھی ہیں جو انٹرنیٹ کے مضر اثرات سے خائف ہو کر اس سے پہلو بچانے ہی کا مشورہ دیتے ہیں، اس ساری بات چیت کا مقصد یہ ہے کہ دیندار طبقہ جدید سائنس سے استفادہ کرنے میں کوتاہی بلکہ مجرمانہ غفلت کا شکار ہے۔ ممکن ہے بعض لوگ اسے مادی وسائل کی کمی کی بنا پر حاصل نہ کرپاتے ہوں لیکن بحیثیتِ مجموعی دینی طبقہ کا رجحان بوجوہ جدید سے گریز اور نئی آنے والی چیزوں سے ہچکچاہٹ کا رہا ہے جبکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ ان جدید اَشیاء کی اِفادیت تسلیم کرکے ان کا استعمال کرتے رہے ہیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے اُمت کے معروف مفتیانِ کرام کے فتاویٰ آجانے کے بعد ان وسائل علم سے لاپرواہی کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ ہم اس سے قبل اپنے مضامین میں لکھ چکے ہیں کہ سائنسی ایجاد/آلہ کا کوئی دین نہیں ہوتا، دین تو اس کے استعمال پر اس سے وجود میں آنے والے رویوں پر گرفت کرتا ہے...... ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں جدید سے جدید زمانے کی سہولیات سے استفادہ کرنے کی گنجائش موجود ہے، اس کے باوجود کہ اسلام کی درست اور حقیقی تعبیر قدیم سے قدیم مصادرِ شریعت سے ہی میسر آسکتی ہے'' (محدث: صفحہ ۷۲،۷۳)

مؤدبانہ گزارش صرف اتنی ہے کہ آپ کے تبصرہ کے مطابق اگر میرے مضمون میں ''سیکولر ازم اور اباحیت'' کی فکر پائی جاتی تھی تو دین کے ''نصیحت وخیر خواہی'' کے اُصول کے تحت شاید زیادہ بہتر یہ ہوتا کہ مضمون شائع کرنے سے پہلے اِصلاح کی تجاویز کے ساتھ اسے واپس بھیج دیا جاتا اور اگر اِصلاح کی تجاویز کے لئے آپ کی غیر معمولی مصروفیات رکاوٹ تھیں تو پھر اسے شائع ہی نہ کیا جاتا۔ والسلام

مخلص پروفیسر عبدالرؤف بالمقابل عیدگاہ، ہسپتال روڈ، مظفر گڑھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

CPL No. 177 Ph: 5866476
Vol. 32 No:6 5866396

Monthly **MUHADDIS** Lahore

- عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں...... لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر اِفہام و تفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔
- علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں...... لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔
- غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے...... لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔
- تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظرانداز کردینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائلِ اسلامیہ کو نرم کردینا اسلامی روح کو کمزور کردینے کے مترادف ہے۔
- آئین وسیاست سے بیگانہ ہوکر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہوجانا زندگی سے فرار ہے...... لیکن

ع جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

- جاہل کو دور ہی سے سلام کردینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے...... لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

...... اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

محدث

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، اِن شاء اللہ! کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فی شمارہ : ۲۰ روپے زرِ سالانہ : ۲۰۰ روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL: 99-J, Model Town, Lahore 54700

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ